جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا

الحمد للہ کہ رسالہ ہذا من تصنیف تاج العالمین عمدۃ المتکلمین

المسمّٰی بہ ازالۃ الشکوک والاوہام فی عقائد اہل الاسلام

سنہ ۱۲۹[illegible]ھ

بفرمائش ریاولان شیخ بہادر و شیخ گلزار علی و شیخ اکبر علی تاجران رئیس امروہہ ضلع مرادآباد

در مطبع قیصری الہ آباد محلہ باندریہ باہتمام عبداللطیف طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ حَقَّقَ لَنَا حَقِیْقَةَ الْاِیْمَانِ وَوَفَّقَنَا بِاِقْرَارِهٖ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِیْقِهٖ بِالْقُلُوْبِ وَالْجَنَانِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اَشَاعَ الدِّیْنَ فِی الْبَوَادِیْ وَالْعُمْرَانِ وَاَسَّسَ بُنْیَانَهٗ بِالْعَقَائِدِ الْحَقَّةِ بِاَحْسَنِ الدَّلَائِلِ وَالْبُرْهَانِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الَّذِیْنَ هُمْ بَذَلُوْا جُهْدَهُمْ فِیْ قَطْعِ حَبَائِلِ الشِّرْكِ وَالطُّغْیَانِ وَاِعْلَاءِ كَلِمَةِ التَّوْحِیْدِ وَالْاِیْمَانِ *

امابعد حمد وصلواۃ کے کہتا ہے ابو محمد ان المفتقر الی اللہ الاحد فخر الدین احمد الحسنی الحسینی نسباً والحنفی مذہباً والقادری النقشبندی طریقۃً کہ ان دنون رسالہ تقویۃ الایمان مولفہ مولوی اسمعیل صاحب دہلوی مطبوعہ ۱۲۵۵ھ ہجری مطبع کلکتہ کا فقیر کے نظر سے گذرا چونکہ مولوی صاحب سے افراط اور تفریط عقائد حقہ اہل سنت وجماعت مین کہ نزدیک جمہور کے ثابت اور محقق ہے ظہور مین آئی اور بہت سی سوء ادب بیان نسبت انبیاء کرام سیما نبینا علیہ التحیۃ والسلام اور اونکے اہلبیت کی نسبت سرزد ہوئین ناچار ہو کر فقیر نے کمر ہمت کی باندہ کے اونکی رفع افراط وتفریط مین سعی بلیغ کی تاکہ عوام وخواص اونکے دام فریب مین نہ آدین اور اپنے تئین عقاید حقہ اہل اسلام پر قایم رکھیں

اور نام اسکا۔ اِزَالَۃُ التَّشْکِیْکِ وَالْاَوْھَامِ فِی الْعَقَائِدِ الْحَقَّۃِ لِاَھْلِ الْاِسْلَامِ
رکھا ناظرین زمانہ اور اہل علم سے امید ہے کہ اگر اسکو ملاحظہ فرماوین اور
موافق طریقہ اہل حق کے پاوین تو فقیر کی حق مین دعاء خیر کرین اور جو کچھ
خطا او قصور فقیر سے ظہور مین آیا ہو اوسکو بذیل عفو چھپاوین رَبَّنَا تَقَبَّلْ
مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؎
وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا مقدمہ بیان
مین حقیقت ایمانی کی پوشیدہ نہ ہے کہ ایمان عبارت ہے تصدیق اور
اطمینان قلبی سے اور اقرار شرط ایمان سے نزدیک جمہور محققین کی نہ شطر
اور جزء ہے ایمان کا مگر نزدیک شمس الائمہ اور فخر الاسلام کے پس مجرد اقرار
کافی نہ ہوگا واسطے نجات وایمان کے والا لازم آتا ہے اس سے کہ سب منافق
مومن ہون اور حالانکہ ایسا نہین کیونکہ اللہ صاحب نے اون سے ایمان
کی نفی کی سورہ بقرہ مین فرمایا وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَ
بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا ھُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ ؎ ترجمہ
بعض آدمیون سے وہ آدمی ہے کہ کہتا ہے ایمان لائے ہم اللہ پر اور پچھلے
دن پر حالانکہ وہ مومنین سے نہین اور اونکے حق مین یہ وعید شدید فرمائی
اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ترجمہ بیشک منافقین
آگ کے نیچے درجے مین ہون گے ونیز عند الاکراہ اقرار ساقط ہوجاتا ہے
اور تصدیق قلبی باقی اور اسیطرف اللہ صاحب نے سورہ نحل مین اشارہ فرمایا
مَنْ کَفَرَ بِاللّٰہِ مِنْ بَعْدِ اِیْمَانِہٖٓ اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وَقَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ
وَلٰکِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْکُفْرِ صَدْرًا فَعَلَیْھِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰہِ وَلَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ

ترجمہ جو کوئی منکر ہوا اللہ کا پیچھے ایمان کے مگر وہ شخص کہ زور لایا گیا اوسپر ساتھ
اجراے کلمہ کفر کے اور حالانکہ قلب اوسکا مطمئن ہے ساتھ توحید اور تصدیق
قلبی کے ولیکن جو کوئی دل کھولکر منکر ہوا اوسپر اللہ کا غضب ہے اور
بڑا عذاب فائدہ اس آیہ سے معلوم ہوا کہ اقرار جزء ایمان نہین ورنہ الا
اجراے کلمہ کفر سے ایمان باقی نرہے اور حالانکہ ایسا نہین جیسا کہ آیہ کریمہ سے
جانا گیا اور نیز مجرد علم اللہ و رسول کا بلا تصدیق قلبی ایمان نہین ورنہ لازم
آتا ہے کہ یہود اور نصاری بھی مومن ہون اسواسطے کہ وہ سب باوصف
جاننے خدا کے اپنے دل مین یہ بھی جانتے تھے کہ آنحضرت رسول ہین جیسا اللہ
صاحب نے سورہ بقرہ مین ارشاد فرمایا یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَ
هُمْ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ؁
ترجمہ جانتے ہین یہود اور نصاری اونکو جیسا کہ جانتے ہین یہ لوگ اپنے بیٹونکو
اور بیشک ایک فریق اون مین سے چھپاتے ہین حق کو اور وہ جانتے ہین اور اللہ
صاحب نے سورہ انعام کے دوسرے رکوع مین ارشاد فرمایا اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ
الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا
يُؤْمِنُوْنَ ترجمہ جو لوگ دیا ہمنے اونکو کتاب پہچانتے ہین وہ لوگ آنحضرت
کو جیسا کہ جانتے ہین وہ لوگ اپنے بیٹون کو انہین لوگون نے ٹوٹا اوٹھایا
اپنے ذاتون پر پس وہی لوگ نہین ایمان لانیوالے اس آیہ سے صاف ظاہر
ہوا کہ مجرد علم اللہ و رسول کا بلا تصدیق واسطے ایمان کے کافی نہین اور
ایمان دو قسم ہے ایک اجمالی دوسرا تفصیلی اجمالی عبارت ہے ان کلمات
کی تصدیق سے اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ كَمَا هُوَ بِاَسْمَآئِهٖ وَصِفَاتِهٖ وَقَبِلْتُ جَمِيْعَ

احکامہ ترجمہ ایمان لایا مین اللہ پر جیسا کہ وہ اپنے نامون او صفتون کے ساتھہ ہے اور قبول کیا مین نے اونکے سب احکام اور تفصیلی عبارت ہی ان کلمات کی تصدیق ہے اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ ترجمہ ایمان لایا مین اللہ پر اور اوس کے فرشتون اور اوسکی کتابین اور اوسکے پیغمبرون پر اور پچھلے دن پر کہ وہ قیامت ہے اور اندازہ نیکی اور بدی کا اللہ صاحب کے طرف سے ہے اور ایمان لایا مین اوٹھنے پر بعد موت کے واذا تمت المقدمۃ فہا انا اشرع فی المطلوب بعون اللہ مقلب القلوب قولہ امابعد سنا چاہیے کہ آدمی سارے اللہ کے بندہ ہین اور بندے کا کام بندگی ہے جو بندہ کہ بندگی نکرے وہ بندہ نہین اور اصل بندگی ایمان درست کرنا ہے کہ جسکے ایمان مین کچھہ خلل ہے اوسکی کوئی بندگی قبول نہین اور جسکا ایمان درست ہے اوسکے تھوڑی بہی بندگی بہت ہے سو ہر آدمی کو چاہیے کہ ایمان کے درست کرنے مین بڑی کوشش کرے اور اوسکے حاصل کرنیکو سب چیزون سے مقدم رکھے اَقُوْلُ بِاللّٰہِ التَّوْفِیْق جو کچھہ فرمایا سب راست اور بجا ہے کہ بے درستی ایمان کے کوئی عبادت مقبول نہین قولہ جو عوام الناس مین مشہور ہے کہ اللہ اور رسول کے کلام کا سمجھنا بہت مشکل ہے اسکو بڑا علم چاہیئے ہمکو وہ طاقت کہان کہ اونکا کلام سمجھین اور اوس راہ پر چلنا بڑے بڑے بزرگون کا کام ہے ہماری کیا طاقت ہے کہ اوسکے موافق چلین بلکہ ہمکو یہی باتین کفایت کرتی ہین جسپر چلے آتے ہین سو یہ بات بہت غلط ہے اسواسطے کہ اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ قرآن مجید مین باتین بہت صاف صریح ہین اونکا

سمجھنا مشکل نہین انتہی اَقُولُ وَبِاللّٰہِ التَّوفِیق یہ مغالطہ صریح ہے کیونکہ معنی اس
آیہ کے یہ ہین کہ قرآن مجید کی باتین صاف و صریح ہین بجہت موافقت ان آیتونکے
عقل سلیم سے اور یا یہ کہ صاف و روشن ہین بجہت مطابقت اون آیات کے کتب سماویہ
سے جو یہود کے نزدیک بھی مسلم تہے نہ یہ کہ یہ آیات روشن ہین ہر عام پر سمجھنا اوسکا
بدون لغت دانی اور جانئے علم فصاحت و بلاغت و زبان عرب کے آسان و ممکن
ہے جیسا تفسیر فتح العزیز مین مولانا شاہ عبد العزیز صاحب نے لکھا آیات بینات
یعنی دلایل روشن اند ہم از جہت اعجاز لفظ و ہم از جہت مطابقت معنی آن آیات
باقتضاء عقل سلیم و ہم از جہت موافقت آن آیات با کتب انبیاء پیشین کہ نزد یہود
نیز مسلم الثبوت است پس انکار این آیات از بیحیائی تواند شد پس مشہور عوام بہت
صحیح ہے یہ بیچارے جو محض جاہل اور زبان سے بھی ناواقف کیونکر سمجھہ سکتے ہین
بلکہ آیات قرآنی کو بخوبی سمجھنا اور اوسکے منتہی کو پہونچنا تو اس زمانہ کے بڑے بڑے
عالمون سے بھی ممکن نہین اور قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مشکوٰۃ کی کتاب العلم
مین رُبَّ حامل فقہ غیر فقیہ اسپر دال ہے ترجمہ بہت سے اوٹھانے والے
فقہ کے فقیہ نہین یعنی اونکو طاقت فہمید نہین ہے اور قصیدہ امالی مین بھی کہ کتب
معتبرہ عقائد سے ہے لکھا ہے شعر جمیع العلم فی القرآن لکن + تقاصر
عنہ افہام الرجال یعنی تمام علم قرآن مین موجود ہے لیکن قاصر ہے
اوس سے فہمید لوگون کی و نیز امام حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر
سورہ یوسف مین ایک حدیث طویل قرآن کی فضائل مین ذکر کی ہے کہ ایک جزو
اوس حدیث کا یہ ہے وَالقرآن بحرٌ عمیقٌ لا یدرک قعرہٗ ولا یبلغ منتہاہٗ ترجمہ یعنے
قرآن دریاے عمیق ہے کہ نہین دریافت کیا گیا عمق اوسکا اور نہین پہونچا کوئی

اوسکے انتھاکو اور مطلب اون عوام کا یہ ہے کہ ہم لوگ مطیع اور مقلد ہین ایک امام
کے جو اونھون نے اپنے کتب مین کتاب اللہ اور کتاب الرسول سے سمجھکر لکھا اور فقہا
اور علما نے ہمکو سکھایا اوسپر چلتے ہین اور تطبیق انکے کلام کی ساتھہ آیات بینات کے
ہمکو سخت مشکل ہے کیونکہ یہ آیات زبان عربی مین ہین اور ان آیتونکا بین اور
واضح اور آشکار ہونا نسبت زبان دان عرب کے ہے نہ بہ نسبت ہمارے کہ ہم جاہل
اور بے زبان محض ہین اور نیز نظم قرآن منحصر آیات بینات مین نہین بلکہ سوائے
اوسکے بہت سے اقسام ہین از انجملہ خاص عام مشترک ماول ظاہر نص
مفسر خفی محکم مشکل مجمل متشابہ حقیقۃ مجاز تصریح کنایہ وغیرہ اور صاف
صریح ایک قسم ہے ان اقسام سے اگر اوسکا سمجھنا مشکل نہین تو اور اقسام کا سمجھنا
عوام بلکہ خواص کو بھی مشکل ہے اور عوام اور جہلا تو قرآن کی تلاوت پر بھی قادر نہین
پھر معنی سمجھنا اونکا نظم قرآن سے بلا سمجھائے دوسرے کے اور نیز سخت دشوار
ہے اور یہی مطلب اس آیت قرآنی کا ہے کہ جو آپ سند لاتے ہین واسطے تعلیم
عوام کے یعنی هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ الخ
ترجمہ یعنی وہ اللہ ایسا ہے کہ جسنے کھڑا کیا نادانون مین ایک رسول اونمین سے
الخ کیونکہ حضرت صلعم جب تعلیم فرماتے تھے جنکو اللہ صاحب نے سعید ازلی کیا تھا
وہ باایمان ہوجاتے تھے اور اونکو انحضرت کی تعلیم سے تزکیہ نفس حاصل ہوتا
تھا اسیطرح اس زمانہ مین بھی علماء کے زبان سے آیات قرآنی سنکر تفرقہ ماببین
حلال اور حرام کے کرتے ہین اور حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانتے ہین قولہ
وَلَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ ۖ وَمَا يَكْفُرُ بِهَا إِلَّا الْفَاسِقُونَ
ترجمہ بے شک اوتارے ہم نے تیری طرف باتین کھلی اور منکر اوس سے وہی ہوتے ہین

جو لوگ بے حکم ہین اقول باللہ التوفیق تفسیر بغوی مین ذیل اس آیت کے لکھا ہے کہ یہود نے عہد کیا تہا کہ اگر ظاہر ہوئے محمد صلعم تو ہم ایمان لاوینگے پہر جب انحضرت ظاہر ہوئے اونپر تو انکار کیا اونکا پس اسواسطے انکو یہ حکم فرمایا وَمَا یَکْفُرُ بِہَا اِلَّا الْفَاسِقُوْنَ الخ مطلب عوام کا یہ ہے کہ ہم علما سے جو بات سنتے ہین اونپر عمل کرتے ہین اور وقوف اور اطلاع حقیقت احکام سے علما کو ہے اور اوسپر چلنا بھی بعینہ کام اونکا ہے اور ہم سب عوام اوس سے قاصر ہین نہ یہ کہ اوس سے بے حکم ہین اور اوسکو نہین مانتے پس ان عوام کو تحت اس آیت کی جو شان مین بے حکم یہود کے ہے سمجہنا اور اوس مین داخل کرنا خلاف آیۃ قرانی ہے **قولہ** یعنی ان باتون کا سمجہنا کچہہ مشکل نہین بلکہ اونپر چلنا نفس پر مشکل ہے اسواسطے کہ نفس کو حکم برداری کسی کی بری لگتی ہے سو اسلیے یہ لوگ جو بے حکم ہین اس سے انکار کرتے ہین اور اللہ اور رسول کے کلام سمجہنے کو بہت علم نہ چاہیے کہ پیغمبر لونا دانون کو راہ بتانے کو اور جاہلون کے سمجہانے کو اور بے علمون کے علم سکہانیکو آئے تھے اَقُولُ بِاللّٰہِ التَّوْفِیْق اگر ان باتون کا سمجہنا کچہہ مشکل نہوتا تو آپ مومنین کو کیون قوم یہود مین داخل کرکے فاسق اور بے حکم فرماتے اور یہ جو فرمایا کہ اوسپر چلنا نفس پر مشکل ہے امر واقعی ہے ورنہ مولوی صاحب تقلید ائمہ اربعہ کے چہوڑکر مجتہد مسلم الاجتہاد اپنے تئین نسمجہتے یہ سب احکام نفس کے ہین اَللّٰہُمَّ احْفَظْنَا مِنْہُ اور جواب اس بے حکمی کا سابق گذرا اگر اللہ اور رسول کے کلام سمجہنے کو بہت علم درکار نہ تہا تو حضرت قرآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیون نازل ہوتا کہ حضرت علم لدنی رکہتے تہے اور جو زیادہ علم رکہتا ہے اوس سے تعلیم عوام و خواص بخوبی ظہور مین آتی ہے کیونکہ اپنی باتون کو پہیر پہار کرکے

اونکے ذہن میں مدعا کو جاگزین کرتا ہے جیسا کہ یہ بات اہل علم پر پوشیدہ نہین
اور یہی وجہہ تھی کہ موسی علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مجمع البحرین مین حضرت
خضر علیہ السلام کے پاس بہیجا کہ اونکو اللہ صاحب نے علم لدنی عطا فرمایا تھا
جیسا کہ قرآن مین اللہ صاحب نے ارشاد فرمایا ہی آتَیْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا
وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ترجمہ اور دیا ہمنے اوسکو رحمت اپنے پاس سے
اور سکہایا اوسکو اپنے پاس سے علم اور کلام رسول اکثر تفسیر حضرت قرآن کی
ہے جو علم اوس مین درکار ہے اسمین کسیقدر کم اوس سے کیونکہ یہ بہ نسبت اوسکے
مفصل ہے غرضکہ بے علم کی تعلیم بہت دشوار ہے اور یہ جو فرمایا کہ پیغمبر صلعم راہ بتانی
اور علم سکہانے اور سمجہانے کو آئے تھے راست اور بجا ہے قولہ یعنی یہ اللہ
کی بڑی نعمت ہے کہ اس نے ایسا رسول بہیجا کہ ان سب بے خبرون کو خبردار
کیا اور ناپاکون کو پاک اور جاہلون کو عالم اور احمقون کو عقلمند اور راہ بہٹکے
ہوؤن کو سیدہی راہ پر لایا اقول وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ تمام غور اور انصاف
ہے کہ اگر کوئی نادان ایسی عبارت لکھی کہ اوس سے صراحۃً بے ادبی بسنت
اللہ اور رسول کے ظہور مین آوے تو محمول اوسکی نادانی اور حمق پر ہوگا کہ
کہ یہ شخص نادان اور احمق ہے اور جناب مولوی صاحب کہ مجتہد مسلم الاجتہاد
اس فرقہ وہابیہ کے ہین انکی زبان سے نکلا یہ کلمہ بہ نسبت خدا اور رسول کے
کہ اس نے ایسا رسول بہیجا کہ ان سب بے خبرون کو خبردار کیا کیونکر صادر ہوا
ظاہر انشا اسکا بجز انانیت اور اتباع نفس وہوا کے کیا تصور کیا جاوے
کیونکہ مولوی صاحب بڑے عالم ہین کیا اتنا بہی نہین جانتے کہ ثابت بن
قیس کہ اونکے کان مین کچہہ گرانی تھی اور حضرت صلعم کے حضور مین بات بآواز

ملتفت کرتے تھے جو سو ہم بے ادبی تھے اسوجہ سے اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی
یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ
لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ کَجَهْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا
تَشْعُرُوْنَ ۞ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ
اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰی لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ
وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ ۞ ترجمہ اے ایمان والو بلند نکرو اپنی آوازین نبی کی آواز
سے اوپر اور اون سے نہ بولو کہر کر جیسے بکتے ہو ایک دوسرے پر کہین اکارت
نہو جاوین تمہاری کئی اور تمکو خبر نہ ہو جو لوگ دبی آواز سے بولتے ہین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہی ہین جنکے دل جانچے ہین اللہ نے ادب کیواسطے
اونکو معافی ہے اور نیگ بڑا اور بے ادبی ہمارے اردو زبان مین صاف
ظاہر ہے کیونکہ کلمہ اس نے اور ان نے بہت ایسے شخص کو زبان نہ کہتے ہین
کہ جو بالکل ذلیل اور خوار ہو تلفظ ان کلمات سے خوف زوال ایمان ہے والحق
ما قال من ترک الادب فقد رد عن الباب یعنی جس نے ادب کو چہوڑا وہ گیا گیا دربار
سے اور اسی طرف اشارہ ہے امتحان قلب اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْ
بَهُمْ لِلتَّقْوٰی ہے کمال تعجب ہے کہ آپ کے چچا صاحب یعنی شاہ عبدالعزیز صاحب
دہلوی اپنی تفسیر عزیزی مین جابجا ایسا تحریر فرماتے ہین کہ اللہ صاحب حضرت
اور مولوی صاحب زبان ہین ایسا فرماتے ہین دونون صاحبون کے کلام
مین فرق بڑا ہے اور منشا اسکا یہ ہے کہ مولوی صاحب نے اتباع اونکی چہوڑ کر
بغض نفسانی اختیار کر لیا ہے مین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا + قولہ
جو کوئی یہ آیت سنکر پہر تون کہنے لگے کہ پیغمبر کی بات سوا عالمون کے کوئی نہ

سمجھ سکتا ہے اور انکی راہ پر سوائے بزرگون کے کوئی نہین چل سکتا سو اسنے
اس آیت کا انکار کیا اور اس نعمت کی قدر نہ سمجھی بلکہ یون کہنا چاہیئے کہ جاہل لوگ
انکا کلام سمجھکر عالم ہو جاتے ہین اور گمراہ لوگ انکی راہ پر چلکر بزرگ بنجاتے ہین
اَقُوْلُ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق غرض قائل یہ ہے یعنی پیغمبر صلعم کے بات یعنی حدیث
سوائے علما کے کوئی نہین سمجھتا کیونکہ حق فہمید علما ہی کے واسطے ہے کہ
وہ زبان عربی سے واقف ہین یا یہ غرض ہے کہ یہ مرتبہ فہمید علما ہی کو ہے
اور ہم اون کی تعلیم سے واقف ہوتی ہین جیسا کہ اللہ صاحب نے فرمایا
اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَاءُ یعنی نہین ڈرتے اوس کے بندون
سے مگر علما مطلب اسکا یہ ہے کہ حق خوف خشیت علما ہی کو ہے اور خوف عوام
اونکے مقابلہ مین کچھہ نہین یہ کلام ان کا اسی آیت پر حمل کیا جاویگا اور تمامی
مسلمین کو منکرین اور کافرین مین داخل کرنا شان علما سے نہایت بعید ہے
سو مرد آخرین ہمارک بندہ الیست اور جواب دوسرے فقرہ کا بھی اس پر
قیاس کرنا چاہیئے کہ غرض اوسکے اظہار کمال علما اور بزرگونکا اور اپنا اظہار
قصور اور عجز ہے کیونکہ شان مسلمین سے انکار آیت قرآنی بمراحل دور ہے اور یہ
یہ جو فرمایا کہ جاہل لوگ انکا کلام سمجھکر عالم ہو جاتے ہین اور گمراہ لوگ انکی راہ
پر چلکر بزرگ بنجاتے ہین کچھہ تنک نہین اَلصُّحْبَۃُ تُؤَثِّرُ جو صحبت علما کی کرتے ہین وہ عالم
ہو جاتے ہین **قولہ** اس بات کی مثال یہ کہ جیسے ایک بڑا حکیم ہو اور ایک سخت بیمار
پھر کوئی شخص اس بیمار سے کہے کہ فلانے حکیم کے پاس جا اور اوس سے علاج کر
وہ بیمار یہ جواب دے کہ اوسکے پاس جانا اور اوس سے علاج کرنا بڑے بڑے
تندرستونکا کام ہے مجھسے کیونکر ہو سکے کہ مین سخت بیمار ہون سو وہ بیمار

بڑا احمق ہے اور اس حکیم کی حکمت کا انکار رکھتا ہے اسواسطے کہ حکیم تو بیماریون
ہی کے علاج کرنے واسطے ہے جو تندرستون کا علاج کیا کرے اور اونہین کو اوسکی
دوا سے فائدہ ہو اور بیمارون کو کچھہ فائدہ نہ ہو تو وہ حکیم کاہیکا غرض جو کوئی بہت
جاہل ہو اوسکو اللہ اور رسول کے کلام سمجھنے مین زیادہ رغبت چاہیئے اور جو بڑا
گنہگار ہو اوسے اللہ اور رسول کے راہ پر چلنے مین زیادہ کوشش چاہیئے سو ہم
خاص و عام کو چاہیئے کہ اللہ اور رسول ہی کے کلام کو تحقیق کرین اور اوسکو سمجھین
اسی پر چلین اور اسی کے موافق اپنے ایمان کو ٹھیک کرین **اقول و باللہ
التوفیق** یہ مثال مطابق مثل لہ کے نہین اس واسطے کہ یہان حکیم کہان ہو جو موجود
ہے کہ جسکے پاس جاکر اوسکے کلام کو پوچھین مگر اوسکا کلام اور وہ زبان عربی ہے
اور سمجھنا اس کلام کا سوائے علما اور مجتہدین کے نہیں ممکن نہین پس جو
ہمارے امام صاحب کہ جنکو امام ابی حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ وہ
مجتہد مسلم الاجتہاد و اکثر خلایق ہین اور اونکے صاحبین کہ اونہون نے تمام
احکام عبادات و معاملات کے بخوبی اپنی کتابون مین بیان کردیئے اب ان
کون ماہر تر ہے کہ جن کے پاس جاکر تحقیق قرآن و حدیث کرین اور عوام ہر چند
لیاقت فہم زبان عربی کے نہین رکھتی کہ اوسکو پوچھکر علاج امراض بدنی و نفسانی
اور روحانی کرین تا تزکیہ و تصفیہ نفس حاصل ہو اور بدولت اوس کے فلاح اور
نجات ہو بلکہ اس جا مثال مطابق مثل لہ یہ ہے کہ کلام اللہ اور رسول کا مثل بحر
عمیق ہے کہ اوس سے عبور کرکے انسان کو اپنے منزل مقصود تک پہونچنا سخت
دشوار ہے مگر باعانت علماے دین کیونکہ عبور دریا کا اسان ہے جب وہ ناخدا
کے کہ وہ اپنے جہازون مین آدمیون کو بٹھلا کر منزل مقصود کو پہونچاتے ہین

پھر بھی چونکہ راہ خطرناک ہے اور خوف غرق مراکب پیش ہے اسواسطے قریب منزل مقصود
پہونچنے کیلئے ایک ربان کو کہ وہ عارف جزئیات دریا ہوتا ہے اوسکو اپنے ساتھ
لیکر باعانت اوسکی منزل تک فنا ان کو پہونچا دیتے ہین پس یہی حال علماے
دین کا بنسبت کتاب اللہ اور کتاب الرسول کے ہے کہ ہر ایک حتی الامکان اپنی
تعلیم و تلقین سے ہر شخص کو راہ راست پر لاتے ہین اور جب اونکو کسی مسایل مین
شکوک واقع ہوتے ہین تو وہ رجوع طرف امام صاحب کے کہ وہ عارف مسائل
دریاے کتاب و سنت ہین کرتے ہین اور باستعانت اونکے منزل مقصود کو
پہونچتے ہین اور تمام خلایق کو پہونچاتے ہین اور تفسیر کتاب اور سنت بالراے
نہین کرتے کہ یہ دین مین ممنوع ہے **قولہ** اب سننا چاہیئے کہ ایمان کے دو جز ہین
خدا کو خدا جاننا اور رسول کو رسول خدا کو خدا سمجھنا اسیطرح ہوتا ہے کہ اوسکا
شریک کسی کو نہ سمجھے اور رسول کو رسول سمجھنا اسیطرح ہوتا ہے کہ اس کے
سوا کسی کی راہ نہ پکڑے اس پہلی بات کو توحید کہتے ہین اور اسکے خلاف کو شرک
دوسری بات کو اتباع سنت کہتے ہین اور اوس کے خلاف کو بدعت سو ہر کسی کو
چاہیئے کہ توحید اور اتباع سنت کو خوب پکڑے اور شرک اور بدعت سے بہت بچے
کہ یہی دو چیزین اصل ایمان مین خلل ڈالتے ہین اور باقی گناہ اون سے پیچھے ہین
کہ وے اعمال مین خلل ڈالتے ہین اور جانیے کہ جو کوئی توحید اور اتباع سنت مین
بڑا کامل ہو اور شرک اور بدعت سے بہت دور اور لوگون کو جسکی صحبت سے
یہی بات حاصل ہوتی ہو اسی کو اپنا پیر اور استاد سمجھے سو اس لیے کتنی آیتین
اور حدیثین کہ جنمین بیان توحید اور اتباع سنت کا ہے اور برائی شرک اور
بدعت کی اس رسالہ مین جمع کین اور ان آیتون اور حدیثون کا ترجمہ اور انکے

حاصل معنی کا بیان زبان ہندی سلیس مین کر دیا تاکہ عوام اور خواص اس سے فائدہ برابر اوٹھاوین اور جنکو اللہ توفیق دیوے سیدھی راہ پر ہو جاوین اور بتانے والے کو وسیلہ نجات ہووے آمین یارب العالمین

اقول و باللہ التوفیق سبحان اللہ جناب مولوی صاحب تو بڑے متبع قرآن و حدیث کے ہین اور جو کچھ فرماتے ہین انھین قرآن و حدیث سے استنباط کرکے ارشاد کرتے ہین جب ایمان کے دو جزو ہوئے ایک خدا کو خدا جاننا اور رسول کو رسول اور مجموع دونون جزو کا یہ ٹھہرا کہ خدا کو خدا جاننا اور رسول کو رسول اب اسپر یہ سوال ہے کہ آیا یہ کسی آیت کا ترجمہ ہے یا کسی حدیث کا اگر آیت کا ترجمہ ہے تو وہ کون آیۃ ہے اور اگر حدیث کا ترجمہ ہے تو وہ کون حدیث ہے بیان اوسکا ضرور ہے اور ظاہر یہ خلاف مذہب جمہور ہے جیسا کہ مقدمہ مین اور بحث فائدہ سابقہ کے جانا گیا اور ظاہر ہے کہ کیونکہ صرف خدا کو خدا جاننا اور رسول کو رسول واسطے ایمان کے کافی ہوگا کہ اسمین نہ تصدیق قلبی ہے اور نہ اقرار اس لیئے کہ جاننا مرادف دانستن ترجمہ لفظ علم کا ہے اور یہ امر باتفاق محققین ثابت ہے کہ ایمان عبارت ہے تصدیق بما جاء بہ النبی صلعم من عند اللہ اور اقرار سے یعنی ایمان عبارت ہے اعتقاد اون چیزون سے جسکو حضرت رسول صلعم اللہ کے نزدیک سے لائے اور اوسکے اقرار سے جیسا کہ اللہ تعالی نے سورۂ نحل مین فرمایا۔ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ ترجمہ کوئی منکر ہوا اللہ کا پیچھے ایمان کے مگر وہ شخص کہ زور لایا گیا اوسپر سا تھہ جبر اور

کلمہ کفر کرے اور حالانکہ قلب اوسکا مطمئن ہے ساتھہ تصدیق قلبی کے
پس اس آیۃ سے یہہ امر متحقق ہوا کہ ایمان عبارت تصدیق سے ہے
اور وہ کسی حالت مین ساقط نہین ہوتی اور اقرار ساقط ہوجاتا ہے نہ صرف
جاننے خدا اور رسول سے جیسا مولوی صاحب نے فرمایا ولو سلمنا کہ
صرف خدا کو خدا جاننا اور رسول کو رسول ایمان ہو مگر یہ تفسیر جو مولوی صاحب نے
فرمایا کہ رسول کو رسول جاننا اسطرح پر ہوتا ہے کہ اسکے سوا کسیکی راہ
نہ پکڑے یعنی اوسیکی راہ پر چلے دوسرے کی راہ پر نہ چلے اس سے لازم آتا ہے
کہ عمل بالارکان جزو ایمان ہو حالانکہ عمل بالارکان باتفاق علما حنفیہ
جزو ایمان نہین ہے اسوجہ سے کہ کتاب اللہ اور کتاب الرسول مین
عطف اعمال کا ایمان پر آیا ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا
اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ الخ اور یہ امر بدیہی ہے کہ
مابین معطوف ومعطوف علیہ مغایرت ضروری ہے کما لا یخفی علی من لہ
ادنی مسکۃ فی العلم اور نیز جب کہ اتباع سنت جزو ایمان ہوا تو لازم آتا ہے
کہ کل محمدی مومن نہ ہون اسلئے کہ کوئی متبع کل سنت کا نہین ہے
اور لازم ہوگا کہ کل فرقہ اسلامیہ دائرہ اسلام وایمان سے خارج ہوجائین
اور یہ خلاف حدیث اور مذہب محققین ہے پس تعریف جامع نہ ہوگی اور اگر
کوئی خدا کو خدا اور رسول کو رسول جانے اور ساتھہ اسکے شرک بھی نہ
کرے اور متبع سنت بھی ہو اگرچہ وہ اعتقاد وتصدیق نرکھتا ہو تعریف
مذکور سے لازم آتا ہے کہ وہ بھی مومن ہو حالانکہ وہ ہرگز مومن نہین بجہت
نہ ہونے تصدیق کے کہ وہ راس ایمان ہے پس تعریف مولوی صاحب

ہے کہ مانع بھی نہ ہوے اور یہ جو فرمایا ہے کہ اسکے سوا کسی کی راہ نہ پکڑے کسیکی
راہ نہ پکڑنے سے کیا مطلب ہے آیا مراد اوس راہ سے راہ شیطان ہے تو مسلمنا
اور اگر یہ مراد ہے کہ صحابہؓ کی راہ یا ائمہ اربعہ کی تو غیر مسلم کیونکہ خود حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اصحابی کالنجوم فبایہم اقتدیتم
اہتدیتم یعنی حضرت نے فرمایا کہ صحابہ میرے مثل ستارون کے ہین پس ساتھہ
جس ایک کے اونمین سے اقتدا کرو تم سب راہ پاوگے اور نیز اتباع سنت بے
روایت صحابہ ممکن نہین کیونکہ کل احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بواسطہ
روایت ان حضرات کے مندرج قرطاس ہوئین اور جامعین اونکے بخاری ہون یا مسلم
یا ابوداود یا غیر ذلک من الرواۃ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ داخل ہین
حدیث خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم
مین یعنی فرمایا اس حدیث مین حضرت صلعم نے کہ بہترین زمانہ کا میرا زمانہ ہے
پھر وہ زمانہ ہے جو میرے زمانہ سے ملا ہے پھر وہ زمانہ جو اوس زمانہ سے
ملا ہے تو پھر جب امام صاحب داخل بعض قرون کے ہوے تو تابعین ہونگے
یا تبع تابعین تو اونکی اقتدا بعینہ اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور
اسکی تحقیق پر فرقان مجید ناطق ہے جیسا فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ آل عمران
مین ان اولی الناس بابراھیم للذین اتبعوہ وھذا النبی
والذین امنوا واللہ ولی المؤمنین ۃ ترجمہ اللہ صاحب نے فرمایا
کہ بیتحقیق اولی اور اسبق آدمیون سے ابراہیم کے ساتھہ وہ لوگ ہین کہ پیروی
اور اقتدا کی ابراہیم علیہ السلام کے اور اپنے بال بچون کو شہر بابل مین چھوڑ کر حضرت
ابراہیم کے ساتھہ چلے گئے اور بعد اونکے یہ نبی اور جو لوگ کہ ایمان لاے حضرت پر

اور اللہ دوست ہے مومنین کا تو دیکھو کہ اتباع مومنین ساتھہ ابراہیم کے
بواسطہ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کے حاصل ہوئی اور اللہ ان سب مومنین کا
دوست ہے اور اتباع دوستان خدا کی عین اتباع خدا اور رسول ہے اور
جواب باقی عبارت کا اجوبہ سابقہ اور نیز اس بیان سے ظاہر اور آشکارا ہے
حاجت مکرر بیان کی نہین **قولہ** اول معنی شرک اور توحید کے سمجھنا چاہئیے
تا برائی دکھلاتی انکی قرآن و حدیث سے معلوم ہو سننا چاہئیے کہ اکثر لوگ
پیرون کو اور پیغمبرون کو اور امامون کو اور شہیدون کو اور فرشتونکو اور پریون کو
مشکل کے وقت پکارتے ہین اور انسے مرادین مانگتے ہین اور انکی منتین مانتے
ہین اور حاجت برائی کے لئے نذر و نیاز کرتے ہین اور بلا کے ٹلنے کے لئے اپنے
بیٹون کو انکی طرف نسبت کرتے ہین کوئی اپنے بیٹے کا نام عبد النبی رکھتا ہے
کوئی علی بخش کوئی حسین بخش کوئی حسن بخش کوئی مدار بخش کوئی سالار بخش
کوئی غلام محی الدین کوئی غلام معین الدین پھر انکے جینے کے لئے کوئی کسیکے
نام کی چوٹی رکھتا ہے کوئی کسیکے نام کی بدھی کوئی کسیکے نام کے کپڑے
پہنتا ہے کوئی کسیکے نام کی بیڑی ڈالتا ہے کوئی کسیکے نام کے جانور ذبح کرتا ہے
کوئی مشکل کے وقت کسی کی دہائی دیتا ہے کوئی اپنی باتون مین کسیکے نام کی
قسم کھاتا ہے غرضکہ جو کچھہ ہندو اپنے بتون سے کرتے ہین سو وہ سب کچھہ
یہ جھوٹھے مسلمان اولیا انبیا امامون شہیدون سے اور فرشتون اور
پریون سے کر گذرتے ہین اور دعوی مسلمانی کا کئے جاتے ہین سبحان اللہ
یہ منہ اور یہ دعوی **اقول وباللہ التوفیق** پوشیدہ نرہے یہ بات کہ مطلق پکارنا
انبیا اور اولیاء کا شرع مین بلا لحاظ مقابلہ خدا کے بلکہ بلحاظ برکات اسمیہ کہ

اللہ تعالی با برکت اون کے اسماء کے بلا کوٹالتا ہے ممنوع نہین اور جو قرآن
مین نفی دعا غیر اللہ کی وارد ہوئی مراد اوس دعا سے عبادت ہے
جیسا کہ اللہ صاحب نے اس آیہ کریمہ مین ارشاد فرمایا ہے وَالَّذِیْنَ
تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَضُرُّھُمْ وَلَا یَنْفَعُھُمْ الخ اس آیۃ
مین تدعون سے مراد تعبدون ہے ترجمہ یعنی وہ لوگ کہ عبادت کرتے
ہین سوائے اللہ کے کہ نہ ضرر پہونچاتے ہین اونکو نہ نفع چنانچہ یہ معنی تفسیر بغوی
مین بتصریح مذکور ہے اور ذکر اسکا آیندہ آویگا اور نذر و نیاز دوستان خدا
کے باین معنی کہ ثواب کھانے پینے کا دوستان خدا کو ہدیہ کرنا نزدیک حنفیہ
کے جایز اور مشروع ہے اس مین کچھ قباحت نہین اور یہ افعال جو عوام
بلا کے ٹالنے کیواسطے اپنے بیٹون کو اونکے طرف نسبت کرتے ہین جواب
اسکا بہ تفصیل تمام شرح اسامی مین انشاء اللہ ابھی ذکر کیا جاویگا فلینتظر
اے بھائیو بگوش ہوش سنو تا بخوبی حقیقت ان ناموںکی ظاہر اور آشکار
ہوجانا چاہیے کہ عبد کے دو قسم ہین ایک بندہ خالق اور ایک بندہ مخلوق
بندہ خالق یعنی جیسے عبد اللہ و عبد الرحمن و غیر علی ہذا جب عبد اضافت
کیا جاویگا طرف اللہ کے تو مراد اوس سے معنی حقیقی عبد کے لیے جاوینگے
یعنی پوجنے والا اللہ کا اور عبد مخلوق کی بھی دو قسم ہین قسم پہلی وہ کہ جسکی
اضافت طرف مخلوق کے صحیح و درست نہین ہے جیسے عبد الحارث یعنے
عبد الشیطان یہان بھی معنی حقیقی مراد ہین یعنی پوجنے والا شیطان کا
اور اسی وجہ سے اللہ تعالی نے اپنی ناخوشی سورہ اعراف مین نسبت
آدم و حوا کے ظاہر کی اور ارشاد کیا ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ

وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا فَلَمَّا تَغَشَّاهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيفًا فَمَرَّتْ بِهِ فَلَمَّا أَثْقَلَتْ دَعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ آتَيْتَنَا صَالِحًا لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ فَلَمَّا آتَاهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهُ شُرَكَاءَ فِيمَا آتَاهُمَا فَتَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ وہ ایسا اللہ ہے کہ پیدا کیا تمھارے تئین ایک ذات واحدہ سے اور اوس ذات واحدہ سے جوڑا اونکا تا یہ کہ ٹھہرے نزدیک اوسکے پس جسوقت ڈھانپ لیا اوس نے زوجہ کو حاملہ ہوی وہ حمل ہلکا پس گذرے اوسپر ایام حمل کے پس جسوقت زیادہ بوجھل ہوی دعا کیا اون دونون نے اللہ سے اگر عطا کریگا تو ہمکو لڑکا نیکبخت ہر آئینہ ہم دونو ہونگے شاکرین سے اور جب عطا کیا اون دونو کو لڑکا گردانا اونہون نے شریک اللہ کا یعنی نام اوسکا عبد الحارث رکھا یعنی بندہ شیطان کا پس برتر ہے اللہ اوس چیز سے کہ ساجھے کرتے ہین اللہ کا ناسون مین اسیطرح لکھا ہے تفسیر عباسی اور کبیر اور معالم التنزیل اور بیضاوی اور جلالین اور حسینی وغیرہ مین لیکن شرح مواقف مین لکھا ہے کہ اکثر مفسرین ثبات پر ہین کہ خطاب بیچ آیت ہو الذی خلقکم کے واسطے قریش کے ہے نہ واسطے آدم کے اور اس واقعہ کو بیجانب قصے کہ جد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہین نسبت کی ہے اور رکھا مراد نفس واحدہ سے قصے ہین اور جعل منہا زوجہا سے بی بی اون کی عربیہ قریشیہ اونکی جنس سے نہ یہ بات کہ پیدا کیا اوسکو قصے سے اور ان دونون کا اشتراک یہ ہے کہ نام رکھا لڑکونکا عبد مناف اور عبد العزی اور عبد اللات اور عبد شمس اور ضمیر یشرکون کی راجع ہے طرف ان دونون اور

اونکی اولاد کے اور اوپر اس تقدیر ضمیر جعلا کی راجع نہین ہے طرف آدم و حوا کے اور بر تقدیر صحت رجوع ضمیر جانب ان دونون کے پس کہان ہے دلیل شرک کی الوہیت مین اور شاید کہ مراد شرک سے آیت مین میلان ہے جانب بندگی شیطان اور اوسکی وسوسہ ساتھہ رجوع کی اوس سے جانب خدا کے بلا اطاعت شیطان کے اوسکے فعل مین اور یہ میل کہ متفرع ہے وسوسہ پر داخل نہین تحت اختیار کے پس نہو گا گناہ اور سوا اس کے اور بہی وجہ تنزیہ آدم و حوا کے شرک سے اسی کتاب مین مذکور ہے جسکو اطلاع اوسپر منظور ہو اس کتاب مین دیکہلے تمام ہوا خلاصہ عبارت شرح مواقف کا اس بیان سے یہ بات معلوم ہوئی کہ انبیا علیہم السلام شرک اور کفر سے معصوم اور پاک اور صاف ہین اور معنی حقیقی شرک کے تسمیہ فی الشرک مین یہی معنی ہین اسواسطے کہ سواے مشرکین کے اپنے تئین کو ن عبد الشیطان کہیگا اور الوہیت مین ساتہہ اللہ تعالی کے شریک کریگا اور دوسرے قسم عبد مخلوق کے کہ اضافت کیجاتی ہے جانب مخلوق کے یہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَائِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَاۤءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ترجمہ اور بیاہ دو راندون کو اپنے مین سے اور لایق والونکو غلامون اپنے مین سے اور لونڈیون اپنے مین سے اگر ہونگی فقیر حاجت روائی کریگا اونکی اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کشایش والا اور جاننے والا ہے اس جا اللہ صاحب نے نسبت غلامون اور لونڈیون کے جانب مخاطبین کے فرمائی اگر یہ اضافت جیسکی طرف سلق مخلوق کے ممنوع ہوتی تو یہ نسبت عبد کے طرف عام دیکھو

کیون فرمائی اس سے معلوم ہوا کہ یہ نسبت عبد کے طرف سایر مخلوقات کی صحیح و درست ہے اور یہ جیزا رکفر ہے کہ وہ جہادوں کے درمیان مین گرفتار ہو کر لونڈی و غلام تمام آدمیون کے ہوئے اور مبتذل و محقر ہو کر بازار بک گئے اور اسیطرح پر نسبت عبد کیطرف سایر انبیاء کے مثل عبد الغنی و عبد الرسول جایز و صحیح ہے کیونکہ یہ سب نہین درم ناخریدہ غلام و لونڈی ان حضرات کے ہین اور اسکی مثال ایسا سمجھنا چاہیئے جیسا کہ ایک شخص آپ کیخدمت مین ایک لڑکی کو لیکر آوے اپ اوس سے پوچھیں کہ یہ تمہارا لڑکا ہے اور وہ اوسکے جواب مین یہ کہے کہ یہ آپ کا غلام ہے تو معنی اسکے یہ ٹھہرے کہ آپ کا خادم ہے نہ یہ کہ آپ کا بیچنے والا اور استعمال اس معنی کا اس مقام مین مجازی ہے نہ حقیقی اور سابق گذرا کہ منجملہ اقسام نظم قرآن کے ایک حقیقت ہے دوسرے مجاز کہ مین معنی حقیقی مراد ہوتے ہین جیسے عبد اللہ و عبد الحارث مین جیسا سابق گذرا کہ اضافت اول جایز و اضافت دوم ناجایز اور یہ دو تو اضافت لونڈی و غلام کے طرف آدمیون کے یا اضافت عبد کی طرف انبیاء و اولیاء کے نسبت مجاز ہے یعنی مراد اس سے خادم ہے و عبد الرحمن و سالار بخش وغیرہ یہ سب نام مہمل ہین اس واسطے کہ قاعدہ فارسی مین سبب اسم اور امر کو ملا کر ترکیب دیتے ہین تو اوسکے معنی اس فاعل ترکیبی کے ہوتی ہین اور اس صورت مین یہ معنی ہونگے کہ مدار کا بخشنے والا جیسے فارسی مین دلدوز و جانسوز کے معنی ہین کہ دل کا سینے والا و جان کا جلانیوالا تو اسجا یہ معنی بالکل غیر مقصود ہے اور التفات طرف معنی غیر مقصود کے اصلا جایز نہین ہے حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کے نام رکھنے والے اکثر جہال

وبے تمیز ہوتے ہین جنکو معنی سے کچھہ واسطہ نہین ہے ونیز علم ونام
مین معنی غیر مقصود ہوتے ہین پس اسصورت مین یہ اعتراض الیسے
نامونپر بے محل ہے اور نہ ایسے نام کے رکھنے والے مشرک ہین اور
اگر لوفرضنا ہون بھی تو اوسپر کوئی آیۃ وحدیث چاہیئے تاکہ اعتراف
کرکے ان جہال مومنین کو مشرکین مین داخل کرین اور فی زماننا
جہال جو کچھہ کہ اعمال بہ نسبت پیرون وشہیدون وغیرہ کے کرتے ہین
خلاف مشروع ہے اور غیر جائز نہ یہہ کہ شرک کیونکہ شرک عبارت ہے
اس سے کہ مستحق عبادت کا سوائے اللہ کے دوسرے کو ٹھرانا جیساکہ
عقائد نسفی وعقائد جلالی مین مذکور ہے یا اونکو واجب الوجود سمجھنا جیساکہ
خدا تعالے کو سمجھتے ہین اور یہہ مومنین نہ انکو خدا جانتے ہین اور نہ واجب الوجود
اور یہی معنی شرک کے تفسیر کبیر مین صراحتہً مذکور ہے بخلاف مشرکین وکافرین کے
ایک کو دوسرے پر قیاس کرکے حکم کفار ومشرکین کا مسلمانون مین جاری
کرنا بعید انصاف سے ہے اور نیز تخلیط احکام اصلا شرع مین جائز نہین
قولہ بیچ فرمایا ہے اللہ صاحب نے سورۂ یوسف مین وَمَا یُؤْمِنُ اَکْثَرُھُمْ
بِاللّٰہِ اِلَّا وَھُمْ مُّشْرِکُوْنَ - ترجمہ اور نہین مسلمان ہین اکثر لوگ مگر
کہ شریک کرتے ہین یعنی اکثر لوگ جو دعوی ایمان کا رکھتے ہین سو شرک مین
گرفتار پھر اگر کوئی سمجھانیوالا ان لوگون کو کہے کہ تم دعوی ایمان کا رکھتے ہو
اور افعال شرک کے کرتے ہو یہہ دونون راہین کیون ملائے دیتے ہو
اسکا جواب دیتے ہین کہ ہم تو شرک نہین کرتے ہین بلکہ اپنا عقیدہ انبیا واولیا
کی جناب مین ظاہر کرتے ہین شرک جب ہوتا کہ ہم ان انبیا واولیا پیرون اور

شہیدون کو اللہ کے برابر سمجھتے سو یون تو ہم نہین سمجھتے بلکہ انکو ہم اللہ
ہی کا بندہ جانتے ہین اور اوسیکا مخلوق اور یہہ قدرت تصرف کی
اوسی نے انکو بخشی ہے اور اوسی کی مرضی سے عالم مین تصرف کرتے
ہین اور انکا پکارنا عین اللہ کا پکارنا ہے اور اونسے مدد مانگنی عین
اوسی سے مدد مانگنی ہے اور وے لوگ اللہ کے پیارے ہین جو چاہین
سو کرین اور اوسی کی جناب مین ہمارے سفارشی ہین اور وکیل اور
اونکے ملنے سے خدا ملتا ہے اور اونکے پکارنے سے اللہ کا قرب
حاصل ہوتا ہے اور جتنا ہم انکو مانتے ہین اوتنا اللہ سے نزدیک ہوتے ہین
اور اسطرحکی خرافاتین بکتے ہین اور ان باتونکا سبب یہہ ہے کہ خدا و
رسول کی کلام کو چھوڑ کر اپنی عقل کو دخل دیا اور جھوٹھی کہانیون کے
پیچھے پڑے اور غلط رسمونکی سند پکڑی اور اللہ و رسول کا کلام تحقیق
کرتے تو سمجھ لیتے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی کافر لوگ
ایسی ہی باتین کرتے تھے اللہ صاحب نے اونکی ایک نہ مانی اور اونپر غصہ
کیا اور انکو جھوٹھا بنایا چنانچہ سورہ یونس مین اللہ صاحب فرماتا ہے
وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ
هٰؤُلَاءِ شُفَعَاءُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ۰ قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ
وَلَا فِي الْأَرْضِ ۰ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُونَ ۰ اور پوجتے ہین ورے
اللہ سے ایسی چیز کو کہ نہ کچھہ فائدہ دیوے و نہ کچھہ نقصان اور کہتے ہین کہ یہہ
لوگ ہمارے سفارشی ہین اللہ کے پاس کہہ کیا تم بتاتے ہو اللہ کو جو نہین
جانتا وہ نہ آسمانون مین نہ زمین مین سو وہ نرالا ہے انسے جنکو یہہ شریک

بتاتے ہین فائدہ یعنی جنکو لوگ پکارتے ہین اونکو اللہ نے کچھ قدرت
نہین دی نہ فائدہ پہونچانی کی نہ نقصان کرجینیکی اور یہہ جو کہتے ہین کہ
یہہ ہمارے سفارشی ہین اللہ کے پاس سو یہہ بات اللہ نے نہین بتائی
سمجھ کیا تم اللہ سے زیادہ خبردار ہو کہ اوسکو بتاتے ہو جو وہ نہین جانتا
اس آیۃ سے معلوم ہوا کہ تمام آسمان و زمین مین کوئی کسیکا ایسا
سفارشی نہین کہ ماننے اور اسکو پکارنے تو کچھ فائدہ یا نقصان پہونچے بلکہ
انبیا اور اولیا کی سفارش جو ہے سو اللہ کے اختیار مین ہے انکے پکارنے
نہ پکارنے سے کچھ نہین ہوتا اور یہہ بھی معلوم ہوا کہ جو کوئی کسیکو سفارشی
بھی سمجھکر پوجے وہ بھی مشرک ہوجاتا ہے اَقُولُ وَبِاللّٰهِ التَّوفِيق
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو امین تھے آسمان و زمین مین اور آپ دعا گے
اتباع انحضرت کا رکھتے ہین اسیکا نام اتباع ہے کہ جو آیتین حق مشرکین مین
ہون اوسکو حق مومنین مین ٹھہرا کر اونکو داخل مشرکین کرتے ہین اور آیۃ کریمہ کا
ترجمہ بالرای فرماتے ہین اور حالانکہ تفسیر بالرای ہرگز جائز نہین بلکہ فاعل
اسکا مستحق وعید ہے جیسا کہ مشکوۃ مین وارد ہے مَنْ قَالَ فِي القُرانِ
بِرَائِهِ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ فِي النَّارِ ترجمہ جسنے کہا قران مین اپنی عقل سے
پس چاہیئے کہ ڈہونڈھے اپنی جگہہ بیٹھنے کی اگ مین اور یہہ جو معنی آپ نے اسجا
اس آیۃ کریمہ کی لکھے ہین یہہ تفسیر صریح بالرای ہے کسی مفسر نے ایسا ترجمہ
نہین کیا کیونکہ آیۃ اول مین مراد مایومن سے صرف اقرار ہے یعنی اقرار نہین
کرتے اکثر ہین مشرکین کے ساتھ اللہ کے مگر وہ کہ شریک کرلیے ہین ساتھ اللہ
کے جیسا کہ تفسیر کبیر مین لکھا ہے فَالمَعنٰى اَنَّهُم كَانُوا يُقِرُّونَ بِوُجُودِ

اللہ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ
اِلَّا اَنَّهُمْ كَانُوْا يَنْسِبُوْنَ لَهٗ شَرِيْكًا فِي الْمَعْبُوْدِيَّةِ یعنی یہ ہین کہ تحقیق
مشرکین تھے اقرار کرنیوالی ساتھ وجود اللہ کے اور اگر پوچھے اے محمد و نسے کسنے
پیدا کیا آسمان اور زمین کو ہر آئینہ کہتے ہین کہ اللہ نے مگر تحقیق وہ لوگ تھے
کہ نسبت کرتے تھے واسطے اللہ کے شریک معبودیت مین اور ایسی تفسیر مین مذکور ہے
وَاحْتَجَّتِ الْكَرَّامِيَّةُ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ عَلٰى اَنَّ الْاِيْمَانَ عِبَارَةٌ عَنْ
مُجَرَّدِ الْاِقْرَارِ وَجَوَابُهٗ مَعْلُوْمٌ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ انتہٰی ترجمہ یعنی اور دلیل لاتے ہین
کرامیہ اس آیہ سے اسبات پر کہ تحقیق ایمان عبارت ہے مجرد اقرار سے
اور جواب اوسکا جانا گیا ہے بیچ کتاب عقائد و کتب کلامیہ کے یہہ معنی
لغوی ہین اور حال معنی اصطلاحی کا مقدمہ مین مذکور ہوا پس مسلمانون کو
تحت اس آیت کے جو شان مین مشرکین کے ہے داخل کرنا مقتضائے آیت
نہین ہے اور اگر مؤمن سے مراد مسلمون ہوتے جیسا مولویصاحب نے
فرمایا تو رب العزت یون ارشاد فرماتا کہ لا یشرک اکثرہم باللہ الا وہم مسلمون
کیونکہ ایمان ان مسلمانونکا مقدم ہے انکے افعال پر جسکو مولویصاحب نے
نسبت بشرک کیا اور مراد يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے یدعون
لینا جیسا کہ فائدہ مین زیب تحریر ہوا محض خلاف ہے پس مومنین تحت
اس آیت کے بزا خذ نہین اسواسطے کہ کوئی مومنین سے عبادت غیر اللہ کی
نہین کرتا جیسا کہ ترجمہ اس آیہ سے ظاہر ہوگا اب تحقیق اس آیہ کریمہ
وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ الخ بگوش ہوش سننا چاہیے اللہ تعالیٰ توفیق
خیر دے مسلمانونکو کہ بموجب يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ کی اتباع

تحقیق تفسیر کرین ترجمہ آیۃ کریمہ کا یہ ہے اور پوجتے ہین مشرکین اور بت پرست سوائے
اللہ کے اصنام اور بتونکو کہ نہین ضرر پہونچاتے ہین اونکو اور نہین نفع دیتے ہین اونکو
اور یہ سب کہتے ہین کہ یہ اصنام شفاعت کرنیوالے ہمارے ہین الخ اور یہ معنی اہل
انصاف کے نزدیک دلیل صاف ہے اسپر کہ لفظ ما سے مراد غیر ذوی العقول ہے
تو انبیا اور اولیاء وغیر ذلک اس سے خارج ہین چنانچہ تفسیر بغوی وغیر ذلک من التفاسیر
یہ معنی صاف ظاہر اور ہویدا ہے جسکو شک ہوا وسمین دیکھ لے پس جو مولوی صاحب نے
تحت اس آیۃ کریمہ کے لکھا اصل سے ساقط ہوا اور کچھ حاجت تردید کی نہین اسکی سوا
کوئی اور آیۃ کریمہ واسطے اثبات مطلب کے لانی چاہئے کہ اوس سے شاہد مطلوب مولوی صاحب
کا کسی تشین ہووے ونہ خرط القتاد سوائے اس مطلب کے اولیا انبیا ناحق مارنا ہے اگر تو
خار دار پر قوله وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖ اَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ
زُلْفٰى اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْمَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ
كَاذِبٌ كَفَّارٌ ترجمہ اور جو لوگ کہ ٹھہراتے ہین ورے اللہ سے اور حمایتی کہتے ہین کہ
ہم پوجتے ہین انکو سو اسی ہے کہ نزدیک کردین ہمکو اللہ کیطرف مرتبے مین بیشک اللہ
حکم کریگا اونمین اس چیز مین کہ جسمین وے اختلاف ڈالتے ہین بیشک اللہ راہ نہین دیتا
جھوٹے ناشکر کو فائدہ یعنی جو بات یہی تھی کہ اللہ اپنے بندے کیطرف سب سے زیادہ
نزدیک ہے سو اوسکو چھوڑکر جھوٹی بات بنائی کہ اورونکو حمایتی ٹھہرایا اور یہ جو اللہ کی
نعمت تھی کہ وہ محض اپنے فضل سے بغیر واسطے کسیکے سب مرادین پوری کرتا ہے اور سب
بلائین ٹال دیتا ہے سو اسکا حق نہ پہچانا اور اسکا شکر نہ ادا کیا بلکہ یہ بات اورونسے
چاہنے لگے پھر اس دلیل راہ مین اللہ کی نزدیکی ڈھونڈتے ہین سو اللہ ہرگز انکو راہ نہ دیگا
اور اس راہ سے ہرگز اوسکی نزدیکی نہ پاوینگے بلکہ جون جون اس راہ مین چلینگے تو نہ تون

اس سے دور ہوتے جاوینگے اس آیۃ سے معلوم ہوا کہ جو کوئی کسیکو اپنا حمایتی سمجھے گو کہ یہی جانکر کہ اسکی سبب سے خدا کی نزدیکی حاصل ہوتی ہے سو وہ بھی مشرک ہے اور جھوٹھا اور ناشکر انتہی۔ اَقُولُ وَبِاللّٰہِ التَّوفِیقِ حاصل آیت یہ ہے کہ کفار اور مشرکین نے اللہ کو چھوڑکر اپنا دوست اور حمایتی اصنام اور بتونکو ٹھہرایا تھا اور یہہ کہتے تھے کہ پوجنا ہمارا انکو اس غرض سے ہے کہ یہ سب ہمکو نزدیک کرینگے طرف اللہ کے مرتبہ مین اوسکے جواب مین اللہ صاحب نے فرمایا کہ بیشک اللہ حکم کرتا ہے انمین اوس چیز کا کہ وہ لوگ بیچ اوسکے اختلاف کرتے ہین بیشک اللہ نہین ہدایت کرتا ہے اوس شخص کو کہ جو حد سے زیادہ کفر نیوالا ہے اپنے اعمال و افعال مین اور بڑا جھوٹھ کا بولنے والا یہ آیت بھی حق کفار مین ہے یہ سب جزاے اعمال مشرکین و کفار کی ہے کیونکہ انکا عقیدہ بتونکے ساتھہ اسطرحپر تھا کہ انکو بڑا اپنا دوست اور حمایتی سمجھتے اور کہتے تھے کہ انکی پرستش مین ہمکو بڑے بڑے مراتب اللہ کے پاس ملینگے اور انواع انواع کی قربت حاصل ہوگی اسواسطے اللہ صاحب نے پھر یہ آیت آئندہ مین سنادی اور اس آیت کو انبیا اور اولیاء سے کچھہ علاقہ نہین اور قیاس انکا بتون اور بت پرستون پر قیاس مع الفارق ہے اسواسطے کہ انبیا اور اولیاء کو اپنا دوست جاننا اور اونکے احکام کو ماننا عین اللہ کے احکام کو ماننا ہے اور قربت اونکے موجب قربت اللہ رب العالمین اور باعث حصول مراتب ہے فافہم اور جو کچھہ مولویصاحب نے اپنے فائدہ مین افادہ فرمایا وہ سب اس سے رد ہوگیا اور آئندہ زیادہ اس سے تصریح اس توسل کی ظہور مین آئیگی قولہ اور اللہ صاحب نے سورۂ مومنون مین فرمایا قُلْ مَنْ بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ يُجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ سَيَقُولُونَ لِلّٰهِ قُلْ فَأَنَّىٰ تُسْحَرُونَ ترجمہ کہہ کون ہے

وہ شخص کہ اسکے ہاتھ مین ہے تصرف ہر چیز کا اور وہ حمایت کر لیتا ہے اور اوسکے مقابل
کوئی حمایت نہین کر سکتا اگر تم جانتے ہو سو وہی وہین کہدینگے کہ اللہ ہے پھر کہان
خبطی ہوئے جاتے ہو فائدہ یعنی جب کافرونسے پوچھیے کہ سارے عالم مین تصرف کسکا ہے
کہ اسکے مقابل کوئی حمایتی کھڑا نہو سکے تو وہی یہی کہینگے کہ یہہ اللہ ہی کی شان ہے پھر
اورونکو پوجنا محض خبط ہے اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ صاحب نے کسیکو عالم مین تصرف
کرنیکی قدرت نہین دی اور کوئی کسیکی حمایت نہین کر سکتا اور یہہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا
کے وقت کے کافر بھی اپنے بتونکو اللہ کے برابر نہین جانتے تھے بلکہ اوسیکا مخلوق اور اوسیکا
بندہ سمجھتے تھے اور اونکو اوسکے مقابل طاقت ثابت نہین کرتے تھے مگر یہی پکارنا اور
منتین ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور اونکو اپنا وکیل و سفارشی سمجھنا یہی کفر و شرک انکا
تھا سو جو کوئی کسی سے یہہ معاملہ کرے گو کہ اسکو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو
ابوجہل اور وہ شرک مین برابر ہے پھر سمجھنا چاہیے کہ شرک اسی پر موقوف نہین کہ کسیکو
اللہ کے برابر سمجھے اور اوسکے مقابل جانے بلکہ شرک کے معنی یہ کہ جو چیزین اللہ صاحب نے
اپنے واسطے خاص کین ہین اور انہین اپنے بندونکے ذمہ پر بندگی کے نشان ٹھہرائی ہین
وہ چیزین اور کسی کے واسطے کرنی جیسے سجدہ کرنا اور اوسکے نام کا جانور کرنا اور اوسکی منتین ماننی
اور مشکل کیوقت پکارنا اور ہر جگہ حاضر و ناظر جاننا اور تصرف کی قدرت ثابت کرنی سو
ان باتون سے شرک ثابت ہو جاتا ہے گو کہ پھر اللہ سے چھوٹا ہی سمجھے اور اوسیکا مخلوق
اور اوسیکا بندہ جانے اور اس بات مین انبیاء اولیاء جن شیطان بھوت پری مین کچھ
فرق نہین یعنی جس سے کوئی یہہ معاملہ کریگا وہ مشرک ہو جاویگا خواہ انبیاء اولیا سے کرے
خواہ پیرون اور شہیدون سے خواہ بھوت اور پری سے چنانچہ اللہ صاحب نے جیسا بت پوجنے
والون پر غصہ کیا ہے ویسا ہی یہود و نصاری پر حالانکہ وے لوگ اولیا انبیا سے یہہ معاملہ

کرتے ہین چنانچہ سورہ براۃ کی گیارہوین رکوع مین فرمایا ہے انتہے اقول وباللہ
التوفیق سابق اسکی تصریح ہوچکی کہ اقرار مشرکین کا زبانی تھا اور ویسے تصدیق کیتے
تھے اسیواسطے اللہ تعالے نے انکو فرمایا کہ خبطی ہوتے جاتے ہو بخلاف مومنین کے کہ وہ
ویسے تصدیق کرتے ہین بلکہ سواے اللہ کے دوسرے کو کب پرستی کو بھی ا ور انبیا کو معبود
سمجھینگے پس انکو کفار پر قیاس کرکے داخل مشرکین کرنا خلاف عقل و دانش دین و دنیا ہے
اور سلنا کہ اللہ ہی کے ہاتھ مین ہے سب تصرف آسمان و زمین کا اور وہی حمایت کرتا ہے اور
اوسکے مقابل مین کوئی حمایت نہین کرسکتا اسیواسطے اللہ صاحب نے انکو خبطی بنایا
کہ باوصف اس اقرار لسانی کے خبطی ہوکر دیوانوں کی طرح تم انکو پوجتے ہو کہ انہین کسیطرح کا
تصرف نہین ہے بخلاف انبیاء و اولیاء کے کیونکہ اونکے تصرفات کی حقیقت آپکے چچا صاحب
حضرت شاہ عبد العزیز صاحب خاتم المحدثین نے اپنی بعض کتابون مین لکھا ہے کہ انبیا علیہ
السلام جارحہ نبوت اور اہل بیت رسول اللہ صلعم جارحہ ولایت ہین جیسا کہ حضرت نوح
علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کہ انہون نے ساڑھے نوسو برس دعوت کی انمین سے سوائے اسی
آدمی کے اور کوئی ایمان نہ لایا اور انواع انواع کی تکلیف حضرت کو دی تھے کہ تمام بدن
زخمی کردیا اوسوقت ناچار ہوکر آپ نے اونکے حقمین بددعا کی رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ
مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا ترجمہ یعنی اے رب میرے نہ چھوڑ زمین پر کافرین سے بسنے والا
حضرت جبرئل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ یا نبی اللہ یہ بددعا آپنے حق کفار میں کی
اب نصیب دوستونکی کیا ہے تو آپ نے فرمایا رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ
دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارًا ترجمہ
اے میرے رب مغفرت کر میری اور میرے ماں باپ کی اور جو داخل ہو میرے گھر مین باایمان
اور بخشدے مومنین اور مومنات کو اور نہ زیادہ کر بے انصافون کو مگر ہلاکت الٰہی

تمام انبیاء کے حالات مین واقع ہوا ہے اِلاّ نبینا صلے اللہ علیہ وسلم کہ صفت اونکی
بالمؤمنین رؤف رحیم ہے اپنی امت کی ہلاکت نہین چاہتے جب جنگ اُحد مین کفار نے حضرت کے دندان
پیشین شہید کیے حضرت عمرؓ نے ناخوش ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ انکے حق مین بددعا کیجیے آنحضرت نے
ہاتھ اوٹھا کر ارشاد فرمایا اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ترجمہ یا اللہ ہدایت
کر میری قوم کو کہ یہ سب انجان ہین یہ سراسر رحمت و رافت جناب سید المرسلین
کی تھی کہ باوصف احتمال ظلم و جفاء کفار کے اونکے حق مین بد نچاہا اب حضرت مولوی صاحب
کہ تبع حضرت صلعم کی ہین اسکی خلاف چاہتے ہین کہ ان مومنین کو آیتین کہ حقمین
کفار کے نازل ہوئی ہین اونپر قیاس کر کے داخل جہنم کرین واہ واہ اسیکا
نام اتباع ہے بجز دعوی بے بود کے کیا عرض کیا جاوے اور دیکھیے کہ جب حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے ہجرت کی اور غار حرا مین رہے صبح کو عبد اللہ ابن اریقط
دیلمی شتر کو بموجب فرمانے آپ کے حضرت کی خدمت مین حاضر لائے حضرت
اوسپر سوار ہوئے اور حضرت ابو بکر صدیق اونکے ہمردیف ہوئے اور دوسرے
اونٹ پر عامر بن فہیرہ اور عبد اللہ بن اریقط سوار ہو کر چلے مکیون نے اس امر کا
اشتہار دیا تھا کہ جو محمد صاحب کو لاوے اوسکو سو اونٹ دینگے چنانچہ سراقہ
بن مالک نے تعاقب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کیا اور راہ مین جا کر
حضرت سے ملاقی ہوا اور چاہا کہ تیر ترکش سے نکالکر حضرت پر مارے فی الفور
اوسکے گھوڑے کے آگے کے دو پاؤن زمین مین دہنس گئے اوسنے گھوڑے کو
آواز دی وہ فی الفور نکل گیا اوسنے اپنے دلمین تصور کیا کہ کام میرا اچھا ہوگا
جب پھر سنبھل کر آگے بڑھا اور قریب آنحضرت کے اگر چاہا کہ کچھ ضرب پہونچاوے
حضرت ابو بکر صدیق کہ ہمردیف آنحضرت کے تھے روتے تھے اور جب رانست

نگاہ کرتے تھے مگر آنحضرت اصلا التفات نفرماتے تھے اور متوجہ الی اللہ تھے
کہ چارون پاؤن اوسکے گھوڑے کے زمین مین دہنس گئے تب اوسنے عرض
کی کہ یا رسول اللہ مین اس حرکت سے باز آیا میرے حقمین آپ دعا فرمائے کہ
میرا گھوڑا نکل جاوے اوسوقت آپ رجوع بحق ہوئے اور دعا کی اَللّٰھُمَّ اَطْلِقْ
فَرَسَہٗ اِنْ کَانَ صَادِقًا بمجرد دعا فرمانے آنحضرت صلعم کے گھوڑے نے جست کی
اور باہر آیا اور وقت برآمد کے ایک آواز نہایت سخت دہی اوسنے سمجھا کہ کار
محمدؐ کا بالا ہوگا دیکھو کیسے جارحہ نبوت ہین کہ جنسے ایسا تصرف ظہور مین آیا و نیز
حال جارحہ نبوت سنئے کہ حضرت ابراہیم علےٰ نبینا وعلیہ السلام والصلوۃ جب
نمرود بادشاہ سے رخصت ہوکر حضرت سارہ کو لیکر جانب مصر چلے چونکہ حضرت
سارہ نہایت حسین تھین خیال اسبات کا آیا کہ یہہ بادشاہ جابر ہے ایسا نہو کہ
کچہہ صدمہ پہونچاوے آپ نے اونکو صندوق مین بٹھلا کر قفل بند کیا جب قریب
مصر پہونچے تو بواب شہر نے روکا اور روک کر سب اسوال کی تلاشی لی جب نوبت
بصندوق پہونچی آپ نے اونکو روکا نہ مانا اور اونکو بھی ساتھ اپنی بادشاہ تک
لیگئے بادشاہ نے جب دیکھا بعد غسل و تبدیل پوشاک کے خلوت مین لیجا کر دست
درازی کرنا چاہا آپ نے بد دعا دی ہاتھہ اوسکا خشک ہوگیا پھر اوسنے عہد کیا
کہ مین ایسا نکرونگا پھر ہاتھہ اوسکا حضرت سارہ کی دعا سے اچھا ہوگیا اور حضرت
ابراہیم باہر شہر کے تھے حضرت سارہ کی جدائی سے بہت مغموم اور مہموم ہوکر متوجہ
بحق ہوئے اور فرمایا کہ یا رب العالمین جب نمرود نے مجکو دست و پا باندہ کر آگ
مین ڈالا مین نے صبر کیا اب سارہ کو بے دیکھے صبر نہین آتا اوسوقت حضرت
جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور بموجب ارشاد اللہ کے حجاب درمیان حضرت

سارہ اور حضرت ابراہیم کے اوٹھا دیا حضرت ابراہیم نے اونکو دیکھا کہ بادشاہ
مصر نے پھر ارادہ دست درازی کا کیا تھا پھر آپ نے بد دعا دی آنکھہ سے اندھا
ہو گیا اور سفت اندام سیاہ ہو گئے بادشاہ نے عرض کیا کہ یا سارہ آپ دعا
خیر کیجئے مجھسے اب ایسی حرکت نہوگی اونہون نے فرمایا کہ یہ بد دعا میری نہین
بلکہ دعا ابراہیم کی ہے فی الفور بادشاہ نے حضرت ابراہیم کو بلا کر درخواست کی کہ آپ دعا کیجئے
کہ مین صحیح ہو جاؤن اور پھر ایسی حرکت نکرونگا آپ نے اوسکے حق مین دعا کی فی الفور
صحیح و سالم ہو گیا و باعزاز و اکرام تمام رخصت کیا اور جو کچھہ کہ ارادہ بے حرمتی نسبت
حضرت سارہ کے ظہور مین آیا تھا اوسکے عوض مین حضرت ہاجرہ کو دیا اور بہت سا
مال و اسباب بکر بعزت اور حرمت تمام رخصت کیا چنانچہ حقیقت اسکی بعض
تفسیر مین مذکور ہے دیکھو یہ تصرفات نبی اللہ مین اگر کوئی کہے کہ یہ تصرفات خدا
کے ہین اور منجملہ معجزات نبی کے ہین اور بلا قصد نبی کے یہہ ظہور مین آتے ہین تو اسمین
آپ کی کیا بزرگی ہے کہونگا کہ جو کچھہ ہوتا ہے سب بارادہ و حکم خدا کے ہوتا ہے
مگر بظاہر جس سے یہ امر ظہور مین آتا ہے وہ ممدوح اس امر سے بزرگ ہو جاتا ہے
اور اوسکو سب لوگ بزرگ اور اچھا جانتے ہین جیسے حضرت ابراہیم اور سایر انبیا
اب حال جارحہ ولایت کا سنئے کہ جب حضرت شرحبیل بن حسنہ مع لشکر
قریب دمشق کے پہونچے قلعہ دمشق کا نہایت سنگین اور مستحکم تھا اور کفار نے انحضرت
اور انکی جماعت کو حقیر سمجھکر عرض کیا کہ آپ کیا کر سکتے ہین فرمایا کہ اللہ کے ایسے
بندے ہین کہ ایک اشارہ مین تمھارے قلعہ کو گرا دیتے ہین اور آپ نے انگشت
مبارک سے اشارہ قلعہ کو فرمایا فی الفور چارون دیوارین گر گئین دیکھو جارحہ
ولایت اسکو کہتے ہین جو تصرف حضرت سے ظہور مین آیا یہہ اللہ ہی کیطرف

اور سوائے اسکے بہت سے خرق عادات اور اہل اللہ سے صادر ہوئین
کہ ذکر سب کا منجر بطوالت رسالہ ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ سب تصرفات نسبت
انبیا علی نبینا علیہم الصلوۃ والسلام کے ہین نہ نسبت تو نکی اور نفی ایک کی
مستلزم نفی دوسرے کی نہین اور ہونین تو بلحاظ اس تصرفات کے کہ جو انبیا اور
اولیا سے صادر ہوئے انکو اپنا معبود نہین سمجھتے اور نہ انکو کوئی پوجتا ہے بخلاف
مشرکین کے کہ وہ سب انکو پوجتے ہین اور اپنا معبود سمجھتے ہین اور نفی معبود باطلہ کی
انکی کلمہ سے کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے خود ظاہر و آشکارا ہے
کہ کوئی مستحق عبادت نہین سوائے اللہ کے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَدَخَلَ الْجَنَّةَ مجرد اقرار اس کلمہ کا ساتھ
تصدیق قلبی کے نزدیک امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے دخول جنت کے
وافی وکافی ہے اور یہی ایمان ہے جیسا کہ تمام کتب عقائد مین مذکور ہے اور نزدیک
امام صاحب کے اعمال جزو ایمان نہین اور اگر کوئی مستحق عبادت کا انبیا و اولیا و امام کو جانے
اور واجب الوجود سمجھے وہ بیشک مشرک و کافر ہے اور بموجب آیہ کریمہ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا
اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ کے یعنی
اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور طلب کرو اللہ صاحب کیطرف وسیلہ اور جہاد کرو بیچ راہ
اوسکے شاید کہ تمہارا بھلا ہو اگر اللہ صاحب سے بوسیلہ انکی دعا کرے تو بیشک دعا قبول
ہو گی جیسا کہ حدیث مشکوۃ شریف مین آیا ہے کہ حضرت کے زمانہ مین صحابہ کرام بوسیلہ
آنحضرت کے نزول باران چاہتے پانی برستا بعد اسکے صحابہ بوسیلہ چچا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے دعا مانگتے تو انکی برکت سے پانی برستا اب اگر مسلمان بھی اسیطرح کی
دعا کریں تو کیا قباحت ہے اور اگر خود بنفس نفیس ان حضرات سے دعا مانگین تو البتہ شرع مین جائز نہین اور

قیاس ان حضرات کا بتون پر قیاس مع الفارق ہے اسواسطے کہ اصنام سب نجس
ہین اونمین کسیطرح کی بزرگی نہین اور یہہ حضرات متبرک اور پاک ہین اب ایک کو
دوسرے پر قیاس کرکے نسبت شرک اور کفر کیجانب مسلمین کی کرنا گردن انصاف
کی مارنی ہے کیونکہ اللہ صاحب نے بتون کے حقمین یہ فرمایا ہے فَاجْتَنِبُوا
الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ یعنی پرہیز کرو تم ناپاکی سے کہ وہ سب بت ہین اور ان
حضرات کے حقمین یہہ فرمایا اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ
الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا یعنی اللہ چاہتا ہے کہ لیجاوے تمسے ناپاکی کو اے
اہل بیت اور پاکیزہ کرے تمکو حق پاکیزگی کا تو وسیلہ پاکونکا موجب نجات ہے اور
سبب حصول مقاصد اور پاکون کو ناپاک پر قیاس کرکے احکام اونکا اونپر جاری
کرنا پاکون سے بہت بعید ہے اور نیز یہہ حضرات تو مظہر تصرفات ہین اور سواے
انکے اصنام مظہر مہلکات اور غیر کو سجدہ خواص نہین کرتے اور عوام تو کالانعام ہین
اگر سجدہ کرین تو حرام ہے نہ شرک جیسا مولانا شاہ عبد العزیز صاحب نے ذیل آیۃ
فَسَجَدُوْا اِلَّا اِبْلِيْسَ کے تحریر فرمایا بحث دوم آنکہ حقیقت سجدہ پیشانی بر زمین
رسانیدن ہست و این معنی در شرع براے غیر خدا جائز نیست و در انجا فرشتگان را باوا
این فعل براے حضرت آدم علیہ السلام امر فرمودہ اند و چہ این امر چیست جوابش،
آنکہ پیشانی را بر زمین رسانیدن بہ دو طریق واقع می شود یکی آنکہ براے اداے عبودیت
باشد و این قسم در جمیع ادیان و جمیع ملل براے غیر خدا حرام و ممنوع و ہیچگاہ جائز نشد
زیراکہ از محرمات عقلی ہست و محرمات عقلیہ بتبدیل ادیان و ملل متبدل نمی شوند
لیکن آنکہ این نوع تعظیم مشعر بغایت تذلل ہست و غایۃ تذلل براے کسی سزاوار ہست
کہ در غایۃ عظمت باشد و غایۃ عظمت آنست کہ ذاتی باشد و عظمت ذاتی خاص بحضرت

حق است در ہیچ مخلوقی یافتہ نمی شود دوم آنکہ برائے تکریم وتحیہ باشد مانند سلام
وسر خم کردن واین معنی باختلاف رسوم وعادات وتبدیل ازمنہ واوقات مختلف
است گاہی جائز است وگاہی حرام در امتہاے سابقہ جائز بود چنانچہ در قصہ حضرت
یوسف علیہ السلام واخوان ایشان واقع شدہ کہ خَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ودر شریعت ما این طریق ہم
فیما بین مخلوقات حرام وممنوع است بدلیل احادیث متواترہ کہ درین باب وارد شدہ وسجود
فرشتگان برائے حضرت آدم علیہ السلام ہمین طریق بود اور کسیکے نام کے جانور ذبح کرنیسے کیا
مراد ہے آیا یہ کہ وقت ذبح کے نام غیر اللہ کا لینا مثلاً یہ کہنا بسم اللات والعزی تو یہ بیشک حرام ہے
اور گوشت اوسکا مردار اور اگر یہ مراد ہے کہ کسیکے نام سے جانور کو مشہور کیا پس باسم اللہ ذبح
کیا جاوے تو حلال ہے جیسا کہ تمام تفاسیر مین مثل بیضاوی واحمدی وتفسیر کبیر وتفسیر
جلالین وغیرہ کی لکھا ہے ورنہ حرام اور جبکہ اسطرحکا ذبیحہ نزدیک اکثر مفسرین کے حلال ہے
تو اختلاف بعض سے حرام نہین ہوسکتا اسکو حرام وشرک کہنا زیادتی علی الکتاب ہے
اور منتین ماننے کے اقسام مین اگر اس طور سے منت مانے کہ یا اللہ اگر ہمارا مریض صحیح ہو
تو اس قدر توشہ پر فاتحہ شیخ عبد الحق ردولوی علیہ الرحمہ کا کرکے محتاجونکو دینگے
اور ثواب اسکا شیخ کی روح کو بخشینگے اور کچھ خود بھی کھائینگے تو بلاشک وشبہ درست ہے
کہ یہ چاہنا خدا سے ہی ہے نہ شیخ سے اور ثواب پہونچانا کسی دوست خدا کو باعث رضا ہے
خدا سے نہ باعث گناہ وشرک اور فاتحہ کا جواز تو آپ کے چچا صاحب نے کہ محدث
دہلوی ہین اپنی تفسیر مین جائز رکھا ہے اور کوئی شخص انبیا واولیا کو سوا خدا کے
حاضر وناظر نہین سمجھتا اور جو سمجھے تو اوسکا حکم وہی ہے کہ مولوی صاحب نے تحریر فرمایا
اور حال تصرفات کا بالا گذرا قوله اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ
اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا

اِلٰھًا وَّاحِدًا سُبْحَانَہٗ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ۔ ترجمہ ٹھہرایا اونہون نے مولویونکو
اور درویشونکو اپنا مالک ورے اللہ سے اور مسیح مریم کے بیٹے کو حالانکہ انکو تو
حکم یہی ہوا ہے کہ بندگی کرین ایک مالک کی نہین کوئی مالک سوائے اللہ کے سو
وہ نرالا ہے انکے شریک بنانے سے الخ اَقُوْلُ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ یہہ افعال
یہود و نصاری کے تھے کہ یہود نے حضرت عُزَیْر کو بیٹا اللہ کا کہا اور نصاری نے
حضرت مسیح کو بیٹا اللہ کا ٹھہرایا چنانچہ ذکر اوسکا سابق گذرا اور اہل سنت نے اصلا
کسی دانشمند اور علما کو یا کسی درویش کو اپنا رب نہین بنایا سُبْحَانَکَ ھٰذَا
بُھْتَانٌ عَظِیْمٌ اور یہہ جو کچھہ افراط و تفریط انسے اعمال مین ظہور مین آتی ہے عادی
ہے نہ اعتقادی اسواسطے کہ جب انسے کچھہ پوچھئے کہ تم غیر اللہ کو عبادت کرتی ہو
تو جواب مین اسکے یہہ کہتے ہین کہ ہم یہہ بات نہین کرتے بلکہ ہم اللہ ہی کو معبود
مطلق جانتے ہین مگر چونکہ سب لوگ ایسی تعظیم و تکریم کرتے ہین ہم بھی ایسا کرتے
ہین اور اگر برا ہو تو ہم چھوڑ دین چنانچہ اکثرون نے جب اوسکی برائی جانی چھوڑ دیا
اور جو گرفتار نفس و ہوا تھے مکر و دام شیطان مین گرفتار ہے اور سابق گذرا کہ یہہ
سب کبائر ہین اور اوسکی واسطے اللہ صاحب نے ارشاد فرمایا ہے قُلْ یَا عِبَادِیَ
الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰہِ اِنَّ
اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ۭ اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ترجمہ کہہ توائے بندے
میرے کہ جو حد سے گذرے اپنے اعمال مین انکو ارشاد ہوتا ہے کہ نا امید مت ہو رحمت
اللہ سے بتحقیق اللہ بخشیگا سب گناہ تمہارے تحقیق اللہ مغفرت کرنیوالا ہے
اور رحم والا اور جو ترجمہ مولویصاحب نے ذیل مین اس آیہ کریمہ اِتَّخَذُوْا
اَحْبَارَھُمْ الخ کے لکھا وہ خلاف ہے اسی جہت سے تمام مومنین کو مشرک ٹھہرایا

کیونکہ جو تفسیر بیضاوی مین لکہا ہے حاصل اوسکا یہہ ہے کہ تابعداری کی اونہون نے علما اور درویشونکی حرام کرنے اوس چیز مین کہ جسکو اللہ تعالے نے حلال کیا تھا اونپر اور حلال کرنے اوس چیز مین کہ جسکو اللہ تعالے نے حرام کیا تھا اونپر یا یہہ کہ اطاعت کے سجدہ کرتیمین اونکو اور کہا مسیح ابن مریم کو بیٹا اللہ کا اور حکم کئے گئے تھے یہہ لوگ مگر اسقدر کہ لین اللہ کے تئین معبود اپنا نہین ہے معبود درحق مگر اللہ پاک ہے وہ اللہ اوپر تر ہے اوس سے کہ اوسکا شریک کرتے ہین پس مسلمانون کو کہ وہ سوائے اللہ کے کسیکو اپنا خدا نہین کہتے اور نہ جو چیز کہ اللہ صاحب نے اوسکو حلال کی ہے علما اور درویشون کے کہنے سے حرام کہتے ہین اور جس چیز کو حرام کیا ہے حلال ہین مشرک کہنا بعید از فہم و فراست و دور از عقل و کیاست ہے اور جو سند سورہ مریم سے لائے وہ سب راست و بجا ہے مگر مورد اسکے وہی یہود و نصاری ہین کہ جو یہہ کہتے تھے قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا یعنی وہ سب کہ لیا اللہ نے ولد اوسکے جواب مین اللہ تعالے نے سورہ مریم مین ارشاد فرمایا لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ۝ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۝ أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ۝ وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمٰنِ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا ۝ إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۝ لَقَدْ أَحْصٰهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ۝ وَكُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ۝ ترجمہ تم آگئے ہو بہاری چیز مین ابہی آسمان پہٹ پڑین اس بات سے اور ٹکڑے ہوزمین اور گر پڑین پہاڑ ڈہہ کر اسپر کہ پکارتے ہین رحمن کے نام پر اولاد اور نہین لایق ہے رحمن کو کہ رکہے اولاد کوئی نہین آسمان اور زمین جو نہ آوے رحمن کا بندہ ہوکر اوس پاس اونکا شمار ہے اور گن رکہے ہے اونکی گنتی اور ہر کوئی اونمین آویگا اوسکے پاس قیامت کے

قیامت کے دن اکیلا ہوگا اب معتقدین حضرت مولوی صاحب ملاحظہ فرمادین
کہ کون مسلمان ہے جس نے ٹھرایا اللہ کے واسطے لڑکا اور کس نقیر و دانشمند
کو اپنا خدا کہا اور یہ جو فرمایا یعنی کوئی فرشتہ و آدمی غلامی سے زیادہ رتبہ
نہین رکھتا بیشک اس جنس غلامی مین کہ عبارت بندہ و بندگی سے ہے سب
شریک ہین مگر رتبہ مین متفاوت جیسے انسان کا اسکا رتبہ اور ہے اور فرشتونکا
اور اسواسطے کہ خواص بشر رتبہ مین زاید ہین خواص ملائک سے اور عوام
بشر رتبہ مین گھٹکر ہین عوام ملائک سے جیسا کہ کتب عقاید مین مذکور ہے اور
حال تصرفات کا بھی سابق مذکور ہوچکا ہے ھان اگر کوئی مخلوق کسی مخلوق
کو اللہ کے برابر ذات و صفات مین سمجھے تو بیشک وہ مشرک ہے مثلاً
ایک صفت علم ہے کہ کسی بشر کو برابر خدا کے علم نہین مگر جسکو جسقدر علم عطا ہوا
وہ البتہ اوسکو جانتا ہے جیسا کہ اللہ صاحب نے آیۃ الکرسی مین ارشاد
فرمایا ہے یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَ مَا خَلْفَھُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ
بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ط ترجمہ جانتا ہے اون اشیا ؤنکو کہ جو
سامنے اوس کے ہین اور پیچھے اوسکے اور نہین احاطہ کرتے ہین ساتھ کسی
شئے کے علم اوس کے سے مگر وہ چیز کہ چاہا اللہ صاحب نے **فائدہ**
اس آیت سے جانا گیا کہ اللہ کے علم کے برابر کسیکو احاطہ علمی نہین مگر اوسقدر
کہ اللہ نے چاہا اور عطا کیا اور اسیطرح جیسے اللہ کی قدرت کے برابر کسیکو
قدرت نہین مگر جسکو قدرت عطا فرمائی بیان ان سب کا آیندہ مذکور
ہوگا منتظر رہنا چاہیے **قولہ** اور اس کے قبضہ مین تماچز ہے کچھ مقدور
نہین اسکا اور وہ ایک آن مین آپھی تصرف کرتا ہے کسیکو کسی کے قابو

مین نہین دیتا اور ہر کوئی اپنے معاملہ مین اسکے روبرو اکیلا اکیلا حاضر ہونیوالا ہے کوئی کسیکا وکیل وحمایتی نہین ہونے والا ان مضمون کی آئین قرآن شریف مین اور بہی سیکڑون ہین جس نے ان دو چار آیتون کی بہی معنی سمجہہ لیے وہ شرک و توحید کے مضمون سے خبردار ہوگیا —

اقول باللہ التوفیق پوشیدہ نرہے یہ بات کہ ہر چند آدم وملائکہ وانبیا واولیا اور سواے انکے بہ نسبت اللہ کے سب عاجز او بے مقدور ہین اور فاعل حقیقی وہی ہے مگر بجہت صدور خوارق عادات اور کرامات یا معجزات کہ انبیا علیہم الصلواۃ والسلام سے صادر ہوئی یہ سب عطا یاے رب العزت ہے کہ انبیا واولیا اور دیگر مقربین کو عطا ہوئین اور اور ونکو ایسی قدرت عطا نہوئی حقیقت مین وہ مصدورات خدا سے ہے مگر مجازاً نسبت اسکے طرف انبیا و اولیا کے کیجاتی ہے کہ یہ معجزہ فلانی نبی کا ہی اور یہ کرامت فلانے ولی کی ہے اور انہین انور سے مراتب انبیا و اولیا کے معلوم ہوتے ہین اور دوسرے اشخاص حصول ان مراتب سے قاصر وبیمقدور ہین اور اس مین بہی کچہہ شک نہین کہ ایک ایک مین تصرف اوسیکا ہے لیکن بسبب ظہور ان تصرفات کے مظہر تصرفات اور مظہر حق اور مظہر عون کہلاتے ہین اور سواے انکے کفار کے معبود کہ اونکو اللہ تعالی نے اتنی بہی طاقت نہین دی کہ اپنی مکہی آپ سے دور کرین جیسا اللہ صاحب نے سورہ حج مین فرمایا یَاأَیُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ لَکُمْ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا لَهُ ط إِنَّ الَّذِینَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ لَنْ یَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ ط وَإِنْ یَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ

شَیْئًا لَّا یَسْتَنْقِذُوْہُ مِنْہُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ
ترجمہ اے لوگو ایک کہاوت کہی ہے اوسکو کان رکھو جنکلو تم پوجتے ہو اللہ
کے سواے ہرگز نہ بنا سکین ایک مکھی اگرچہ ساری جمع ہون اور اگر کچھہ
چھین لے اونسے مکھی چھوڑا نہ سکین وہ اوس سے بودا ہے چاہنے
والا اور جنکو چاہتا ہے یہ حال ان کفار کے بتون کا ہے کہ وہ لوگ
طاقت اسکی نہین رکھتے کہ کسی ادنی سے ادنی مخلوقات کو مثل مکھی کے
پیدا کرین اگرچہ سب یہ لوگ متفق اور مجتمع ہون خلقت مین تو بھی یہ بات
نہین ہو سکتی اور اگر مکھی بھی کچھہ چاٹ جاوے تو نہ چھین سکین بخلاف اور
مظاہر الٰہی کے کہ جنکا سابق مین ذکر ہوا اور ذکر کیا جاتا ہے جیسا کہ اللہ صاحب
نے سورہ آل عمران مین نسبت بعض مظاہر حق و مظاہر تصرفات کے ارشاد
فرمایا ہے۔ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُکِ
بِکَلِمَۃٍ مِّنْہُ اسْمُہُ الْمَسِیْحُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ وَجِیْھًا فِی
الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ وَیُکَلِّمُ النَّاسَ
فِی الْمَھْدِ وَکَھْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِیْنَ قَالَتْ رَبِّ اَنّٰی
یَکُوْنُ لِیْ وَلَدٌ وَّلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ قَالَ کَذٰلِکِ اللّٰہُ
یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ اِذَا قَضٰٓی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ
وَیُعَلِّمُہُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَالتَّوْرٰىۃَ وَالْاِنْجِیْلَ وَ
رَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَنِّیْ قَدْ جِئْتُکُمْ بِاٰیَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ
اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَھَیْـَٔۃِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْہِ
فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰہِ وَاُبْرِئُ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ

وَاُحْیِ الْمَوْتیٰ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا تَاْکُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ ۭ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ترجمہ جب کہا فرشتون نے اے مریم اللہ تجکو بشارت دیتا ہے ایک اپنے حکم کے جسکا نام مسیح عیسیٰ مریم کا بیٹا مرتبہ والا دنیا مین اور آخرت مین اور نزدیک والون مین اور باتین کریگا لوگو نسے جب ماکے گود مین ہوگا اور جب پوری عمر کا ہوگا او نیکبختون مین ہے بولے اے رب کہان سے ہوگا مجکو لڑکا او رمجکو نہین ہاتھہ لگایا کسی آدمی نے کہا اسیطرح اللہ پیدا کرتا ہے جو چاہے جب حکم کرتا ہے ایک کام کو تو یہی کہتا ہے اسکو کہ ہوجا وہ ہوتا ہے او سکہا دیگا اوسکو کتاب او رکام کی باتین او رتوریت او رانجیل او ررسول ہوگا بنی اسرائیل کے طرف کہ مین آیا ہون تم پاس نشان لیکر تمہارے رب کا کہ مین بنا دیتا ہون تمکو مٹی کی صورت جانور کی پہر اوسمین پہونک دیتا ہون تو وہ ہوجاوے اوڑتا جانور اللہ کے حکم سے او رچنگا کرتا ہون جو اندہا پیدا ہوا اور کوڑہی او رجلاتا ہون مردے اللہ کے حکم سے اور بتا دیتا ہون تمکو جو کہا کر آؤ اور جو رکہہ آؤ اپنے گہر ون مین اسمین نشانی پوری ہے تمکو اگر تم یقین رکہتے ہو آپ مقلدین مولوی صاحب کے ملاحظہ کرین اور نظر غور دیکہین کہ کیسی کیسی قدرت اللہ صاحب نے اپنے نبیون کو عطا فرمائی ہے اور آپ تو فرماتے ہین کہ اللہ کے دینے سے بہی قدرت نہین ہوتی ایسا اعتقاد رکہنا بہی عناد ہے اور حق پوشی ہے لَنِعْمَ مَا قَالَ اولیا راہست قدرت از اِلٰہ تیر جستہ باز می آرد ز راہ اور دیکہین کہ اللہ صاحب نے اپنے بندونکو

کیسی کیسی قدرتین عطا فرمائی کہ جسکا بیان حضرت قرآن مین موجود ہے
جسوقت حضرت سلیمان علیہ السلام نے واسطے لانے تخت بلقیس کے حکم فرمایا
اور ارشاد کیا سورہ نمل مین قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَيُّكُمْ يَأْتِينِي بِعَرْشِهَا
قَبْلَ أَنْ يَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ۝ قَالَ عِفْرِيتٌ مِنَ الْجِنِّ أَنَا آتِيكَ بِهِ
قَبْلَ أَنْ تَقُومَ مِنْ مَقَامِكَ ط وَإِنِّي عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ أَمِينٌ ۝
قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ
يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ ط فَلَمَّا رَآهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهُ قَالَ هَٰذَا
مِنْ فَضْلِ رَبِّي لِيَبْلُوَنِي أَأَشْكُرُ أَمْ أَكْفُرُ وَمَنْ شَكَرَ
فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ط وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ ۝
ترجمہ بولے اے دربار والو تم مین کوئی ہے کہ لے آوے میرے پاس اوسکا تخت
پہلے اس سے کہ وہ آوین میرے پاس حکم بردار ہوکر بولا ایک رکس جنون مین
سے مین لا دیتا ہون وہ تمکو پہلے اس سے کہ تم اوٹھو اپنے جگہہ سے اور مین اوسکے
زور کا ہون معتبر بولا وہ شخص جسکے پاس تھا ایک علم کتاب کا مین لا دیتا ہون
تمکو وہ پہلے اس سے کہ پھر آوے تمہارے طرف تمہارے آنکھہ پھر جب دیکھا
وہ دہرا اپنے پاس کہا یہہ میرے رب کے فضل سے ہے میرے جانچنے کو کہ
مین شکر کرتا ہون یا ناشکری اور جو کوئی شکر کرے اپنے واسطے اور جو کوئی
ناشکری کرے سو میرا رب بے پرواہی نیکذات حضرت نولوی صاحب نے
اپنے ترجمون مین پاکون اور ناپاکون کو برابر کے حکم ایک کا دوسرے پر
جاری کیا اور صاحبان ان نعمتون کے شکر گذار تھے اور ناپاک لوگ تو کافر
نعمت ہین وہ کب شکر گذاری کرتے ہین سوا کفران نعمت کے دیکھو

ان دونون نے لفظ انا اور انی ارشاد فرمایا کہ مین ایسا ایسا کرتا ہون اور
کرونگا اور اوس فرعون باغی اور طاغی نے بھی کہا۔ اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی
دیکھو دونون انا مین کچھ فرق ہے یا نہین اور جو فرق کرتے ہین وہ یہہ فرماتے
ہین ؎ ایں انا رحمت اللہ از وفا ❊ آن انا لعنت اللہ از قفا ❊
لکہ اب یہ بات تحقیق کیا چاہیے کہ اللہ صاحب نے کون کون سی چیزین
اپنے واسطے خاص کر رکھی ہین کہ اس مین کسیکو شریک نہ کیا چاہیے سو وے
باتین بہت ساری ہین مگر کئی باتونکا اس مقام مین ذکر کرنا اور اونکو قرآن
وحدیث سے ثابت کر دینا ضرور ہے باقی باتین ان پر قیاس کرکے لوگ سمجھ
لین سو **اوّل** بات یہ کہ ہر جگہہ حاضر وناظر رہنا اور ہر چیز کی خبر ہر وقت
رکھنی دور ہو یا نزدیک چھپی ہو یا کھلی اندھیرے مین ہو یا اوجالے مین آسمان
مین ہو یا زمین مین پہاڑون کی چوٹی پر ہو یا سمندر کے تہ مین یہ اللہ ہی کی
شان ہے اور کسیکی یہ شان نہین سو جو کوئی کسیکا نام اوٹھتے بیٹھتے لیا کرے
اور دور و نزدیک سے پکارا کرے اور بلا کے مقابلہ مین اسکی دہائی دیکو
اور دشمن پر اوسکا نام لیکر حملہ کرے اور اسیکا نام کا ختم پڑہے یا شغل کرے
یا اوسکی صورت کا خیال باندہے اور یون سمجھے کہ جب مین اسکا نام لیتا ہون
زبان سے یا دل سے یا اوسکی صورت کا یا قبر کا خیال باندہتا ہون تو وہین
اوسکو خبر ہوجاتی ہے اور اس سے کوئی بات میری چھپی نہین رہسکتی
اور جو مجھپر احوال گذرتے ہین جیسے بیماری یا تندرستی کشایش اور تنگی
مرنا اور جینا غم اور خوشی سب کی ہر وقت اسے خبر ہے اور جو بات میرے
مونہہ سے نکلتی ہے وہ سب سن لیتا ہے اور جو خیال و وہم میرے دل مین

گذرتا ہے وہ سب سے واقف ہے تو ان سب باتون سے مشرک ہوجاتا ہے
اور اس قسم کی باتین سب شرک ہین اسکو اشراک فی العلم کہتے ہین یعنی اللہ
کاسا علم اور کو ثابت کرنا سو اس عقیدے سے آدمی البتہ مشرک ہوتا ہے
خواہ یہ عقیدہ اولیا انبیا سے رکھے خواہ پیر و شہید سے خواہ امام امامزادے
سے خواہ بہوت پری سے پہر خواہ یون سمجھے کہ یہ بات انکو اپنی ذات سے
ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے
اقول و باللہ التوفیق ۔ فقیر کے نزدیک یہ سب مسلم اور اسپر ایمان ہے
مگر حق سبحانہ تعالیٰ اپنے وسعت علمی سے جب کوئی بندہ مشکل کے وقت نام
اوس کے حبیب کا زبان پر لاتا ہے اور اوسکو یاد کرتا ہے مثلاً کہتا ہے
یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو فی الفور حق سبحانہ تعالیٰ اوسکا پکارنا سنکر
حل مشکل کرتا ہے کما فی حصن الحصین وَاِذَا خَدِرَتْ رِجْلُہٗ فَلْیَذْکُرْ اَحَبَّ النَّاسِ
اِلَیْہِ ۔ ترجمہ اور جب سو جاوے پاؤن کسیکا پس چاہیے کہ یاد کرے بہت
پیارے آدمیون مین سے طرف اپنی نقل کے یہ موقوفاً ابن سنی نے اور
ظفر جلیل مین تحت الفائدہ یہ لکہا ہے کہ یاد کرے محبوب کو تاکہ حاصل ہوئے
خوشی نزدیک اوسکے پس کہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ سب سے زیادہ
محبوب ہین کذا ذکرہ العلی اور کتاب فضائل اہلبیت اور اصحاب مین یہہ لکہا
ہے کہ جب کسی صحابی کا پاؤن سوجاتا وہ کلمہ یا رسول اللہ کا کہکر پاؤن پر
طمانچہ مارتے فی الفور جہو بجہنی رفع ہوجاتی یہ برکت اسمی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باوصف علم و سمیع کے اپنے اصحاب
کو ذکر محبوب ترین کا آدمیون سے تعلیم فرمایا اور کلمہ احب الناس کا عام ہے

محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہون یا دوسرے انبیا اور اولیا مثل سیدنا عبد القادر
جیلانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ذالک اور اس جا آنحضرت نے فلیذکر اللہ نفرمایا
اور اگر یہ وجہ ہوتی جو مولوی صاحب نے فرمائی تو ضرور آنحضرت فلیذکر اللہ
فرماتے کیونکہ اللہ صاحب نے اونکو پیدا کیا اور اونکی واسطے ہیجدہ ہزار عالم
ظہور مین لایا پس اللہ کو چھوڑ کر خالق سب کا ہے ذکر اسب المناس کیون تعلیم
فرماتے شاید یہ حدیث مولوی صاحب کے نظر سے نہین گذری اور کیونکر نہ
گذری ہوگی اسلیے کہ مولوی صاحب بڑے محدث مسلم الاجتہاد اس فرقہ کے
ہین مگر اسواد واسطے اوخال مومنین کے زمرہ مشرکین مین اغماض کرتے
ہین اور بقلم عورد انعمات ہے جب کہ اونکی مشکل یعنی سوجانا پانؤن کا کہ وہ
مارتے سے پانؤن کو زمین پر رفع ہوجاتے ہی تو بڑی بڑی مشکلون مین
انبیا اور اولیا کہ وہ مظہر الٰہی اور مقصد ہون ہین ابکے نام کا ختم پڑہنا کیونکر
تو ہی التاثیر اور سریع الاثر ہوگا گو وہ نہین پانئین اور سنت الکتاب سے
ثابت ہے کتاب مدارج النبوۃ مین لکھا ہے اور ترجمہ اوس عبارت کا خوفا
للطوالت لکھا جاتا ہے کہ طبرانی معجم صغیر مین حدیث میمونہ سے نقل کرتا ہے اور
کہا کہ سنا مین نے ایک رات آنحضرت سے لبیک لبیک تین مرتبہ جس جگہہ کہ
وضو کرتے تھے اور فرماتے تھے نصرت نصرت تین مرتبہ جب باہر تشریف
لائے عرض کیا مین نے یا رسول اللہ کسی بات کرتے تھے آپ آیا تھا کوئی کہ بات
کرتے تھے اوسکے ساتھہ فرمایا کہ یہ خبر بنی کعب تھی خدا سے کہ مجھسے مدد چاہتا
ہے اور کہتا ہے کہ قریش نے مدد بنی بکر کے کیا حتی کہ میرے سینہ ڈہوکہ لائے
اور بعد تین روز کے عمرو ابن سالم خزاعی مع چالیس سوار کے مکہ معظمہ سے

مدینہ منورہ مین آیا آنحضرت کو اوس واقعہ سے خبر دی جو واقعہ ہوا تھا اور استغاثہ
اور استنصار کیا اوسوقت آنحضرت اوٹھے کھینچتے ہوے چادر مبارک کو زمین
پر اور فرماتے تھے کہ فتحیاب نہونگا جب تک کہ مین مدد نہ دونگا تکو اوس چیز
مین کہ اوسمین اپنے نفس کو مدد دیتا ہون انتہی اس بیان سے یہ بات ثابت
ہوئی کہ اعانت و نصرت چاہنے نبینا صلعم سے وقت مشکل کے حالت غیبت
مین صحیح و درست ہے۔ یہ حال سماعت آنحضرت کا حال حیات مین تھا
اور نہ سننا آنحضرت کا بعد وفات کے کسی کتاب سے ثابت نہین بلکہ
ظاہر امر خلاف اوس کے ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید مین ارشاد
فرمایا ان اللہ یسمع من یشاء وما انت بمسمع من فی القبور یہہ آیہ کریمہ صاف
دال ہے اس بات پر کہ اللہ جسکو چاہے اہل قبور سے سنادے پس آنحضرت
کہ تمام عالم سے اعلی اور افضل ہین اور اپنے قبر مین زندہ موجود ہین اگر حال
سے وقوف اور اطلاع پاوین تو ہوسکتا ہے فقط نام لینا انبیا علیہم السلام
کا وقت مشکل کے واسطے کفایت مہمات کے کافی ہے جیسا سابق مذکور ہوا اور
وہ مشکل عام ہے اس بات سے کہ بیماری ہو یا اور مشکلات ظاہریہ او باطنیہ
اور سر اسمین یہ ہے کہ یہ بزرگوار مظہر حق ہین اور ظاہر مظہر سے جدا نہین۔
ولنعم ما قال + مردان خدا خدا نباشند + لیکن ز خدا جدا نباشند +
یہ معجزات جو کچھہ آپ سے ظہور مین آے متعلق بذات آنحضرت تھے حالت
حیات مین لیکن اسما انبیا اور دیگر اولیا کہ صدور کرامت کا اون سے
بہت ظہور مین آیا جیسے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ و سیدنا شیخ عبدالقادر
جیلانی کہ یہ لوگ طلال ذات ہین وقت مشکل کے اور وقت حملہ کے دشمن پر

اور اونکی دوہائی دیتے بلا کے مقابلہ مین اور تمام اونکا اوٹھتے بیٹھتے لینا اور
اونکے نام کا ختم پڑہنا یا اونکے صورت کا خیال باندہنا یہ سب داخل تحت
فلیذکر احب الناس الیہ کے ہے کیونکہ ذکر عام ہے کہ زبان سے ہو یا دل سے
یا بتصور و فکر کہ یہ سبب بلا کو ٹالتا ہے اور تفصیل اوسکے ازالہ انیدہ سے
آشکار ہے الازالۃ الادسۓ فی تفریق المظاہر الحقۃ من الانبیاء والاولیاء
والباطلۃ من الطواغیت والاصنام وغیرہا جاننا چاہیے کہ جو کچہ عالم مین
پنہان و آشکار ہے یہ سب آثار مبدء آثار ہے اور اس بات کا سواے
دہریہ کے سب کو اعتقاد اور اقرار ہے اور دلیل اوپر وجود معمار واسطے
بنا اور مکان کے کالشمس علی النصف النہار ہے انمین سے حضرت انسان
کہ خلقت انکی احسن التقویم فی الکتاب المبین ہے اور اہل اسلام کو اسپر
اعتقاد اور یقین ہے اور قرآن سے خلافت اوسکی ثابت جیسا کہ سورہ
بقرہ مین فرمایا رب العزت نے واذ قال ربک للملائکۃ انی جاعل فی الارض
خلیفۃ اور کہنا اونکا قالوا اتجعل فیہا من یفسد فیہا ویسفک الدماء ونحن
نسبح بحمدک ونقدس لک اور جواب دینا اللہ صاحب کا اونکو قال
انی اعلم ما لا تعلمون یہ اشارہ ہے اسطرف کہ ہم انسان کو ایسا جامع کمالات
اور مدرک کلیات و جزئیات ظہور مین لاوینگے کہ مظہر اور پرتو ہمارے
صفات اور اسماء اور افعال کا ہوگا اور سرتا قدم ادراک چنانچہ اسپر حدیث
جو مشکوۃ شریف مین مذکور ہے خلق اللہ آدم علی صورتہ شاہد عادل اور
برہان کامل ہے اس سے معلوم ہوا کہ اولاد آدم بہت سے مظہر حق وغیرہ
بابرکت ہین بہت سے مصدر فیوض و عون ہین اور کتنے گونگے بہرے

اندہے انجان بے عقل و منظہر باطل ہین قسم اول جیسے انبیا علیہم التحیہ والسلام
کہ جملہ مظاہر حق و مرآت جمال مطلق ہین کیونکہ جو صفات کاملہ اور اسما اور
افعال رب العزت مین موجود ہین آثار اوس کے سب انمین جلوہ گر ہین
جیسے حیات اور علم اور قدرت اور ارادہ اور سمع اور بصر اور کلام کہ یہ
سب آثار اوسکے صفات اور اسما اور افعال کے ان مظاہر مین موجود
ہین بخلاف قسم ثانی کے اور نسبت قسم اول کے بہ نسبت جناب باری کے
ایسی سمجھنی چاہیے کہ وہ بمنزلہ بحر قلزم اور دریاے لاساحل کے ہے اور
انمین سے بعض دریا اور بعض انہار اور بعض جدول اور بعض چشمہ کہ
یہ سب اتصال اور قرب بحر لاساحل سے رکھتے ہین اسیطرح سے حال عامہ
مومنین کا کہ وہ اتباع اور پیروی صالحین کرتے ہین اور صالحین اتباع
پیغمبر صلعم کے اور پیغمبر صاحب اللہ صاحب کے مطیع اور فرمانبردار
ہین اور بموجب آیہ کریمہ اللہ ولی المومنین کہ وہ سورہ آل عمران مین
موجود ہے اللہ سب مومنین کا دوست ہے اور پکارنا دوست کا دوست
کو وقت مشکل کے خوش آتا ہے مثلاً ایک شخص نبیا صلعم کو پکار کر اپنی عاجزی
اور معصیت بیان کرے اور اون سے مدد چاہی تو اللہ فی الفور اوسکے
حاجت پر مطلع ہو کر حاجت روائی اوسکی کرتا ہے اور یہی معنی ہین مظہر
حق اور مظہر عون کے کہ اللہ تعالی ان صور تو مین مشکل اوسکی آسان
کرتا ہے بخلاف اصنام اور بتون کے کہ مظہر باطل اور شیطان ہین اور
اومین شیطان حلول کر کے ایک عالم کو قبائح اور برائیون مین ڈالتا ہے
اور راہ راست سے بہکا کر ایک عالم کو کفر اور شرک مین مبتلا کرتا ہے

نعوذ باللہ من ذالک اور نسبت انکے یہ نسبت بحر لاساحل کے نسبت حقیر اور
اور کڑے کی ہے کہ وہ قلتین سے بہی کم ہو کہ بعد بڑہنے دریاے لاساحل
اور اوسکے گہٹنے کی جو کچہہ پانی حقیر اور گڑہون مین رہ جاوے کہ اصلا اوس
سے منفعت شرعا ممکن نہین کما قال السعدی علیہ الرحمتہ + ہمیلان جو بزنگیر قدیم +
وجو دیست نے منفعت چون عدم + اور یہی معنی ہے اس آیہ کریمہ کے و
یعبدون من دون اللہ ما لا یضرہم ولا ینفعہم ویقولون ہؤلاء شفعاءنا عند اللہ
قل اتنبؤن اللہ بما لا یعلم فی السموات والارض سبحانہ وتعالی عما یشرکون پس
ایسا مظہر قبیح کے پکارنیوالے تمامہ شرک ہین نہ مظہر حسن اور نہ زین کے پکارنے
والے کیونکہ وہ برابر علم خدا کے کسی کے علم کو نہین سمجہتے اور جو سمجہے وہ مشرک
ہے اس بیان سے یہ بات معلوم ہوئی کہ پکارنا عند الشرع دو قسم ہے ایک
پکارنا خدا کا کہ وہ حاضر و ناظر ہے سنتا اور دیکہتا اور دوسرے قسم ندا
ندا ے مومنین ہے اللہ کے دوستونکو جیسا ابہی گذرا والا لازم آویگا کہ التحیات
کا پڑہنا کہ اوس مین پکارنا نبی کا موجود ہے جیسا آیندہ آویگا شرک فی العبادۃ ہے
اور وہ اصلا جایز نہین فافہم اور ظفر جلیل مین ہے وان ارادعونا فلیقل
یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی ترجمہ اور جو چاہے
مدد غیبی اللہ تعالی کے جانب سے کسی امر مین پس چاہے کہ کہے اے بندو
خدا کے مدد کرو میرے اے بندو خدا کے مدد کرو میری اے بندو خدا
کے مدد کرو میری نقل کے یہ طبرانی نے اپنے فایدہ مین فرمایا ہے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ جب کوئی چیز گم کرے یا چاہے مدد اور حال یہ کہ وہ ایسی زمین
مین ہو کہ کوئی ہمنشین اوسکا نہین ہے پس چاہے کہے یا عباد اللہ اعینونی

پس اللہ تعالیٰ کے بندے ہین کہ ہم نہین دیکھتے کذا ذکر العلی والفخر
یعنی اسیطرح ذکر کیا علی اور فخر نے وقد جرب ذالک ترجمہ یعنی تحقیق تجربہ
کیا گیا ہے یہ امر نقل کی ہے یہ طبرانی نے فایدہ مین یہ قول راوی کا ہے
اور میرک شاہ نے بعض علمار ثقات سے نقل کی ہے کہ یہ حدیث حسن
ہے اور محتاج ہین طرف اس کے تمام مسافر اور مشایخ سے روایت کی
گئی ہے کہ یہ مجرب ہے اس مقدمہ مین اور نزدیک سے ساتھہ اوسکے
فتح مقصود پر اسیطرح ذکر کیا ہے فخر اور علی نے اور پہلے اس کے
ظفر جلیل شرح حصن حصین مین لکھا ہے واذ انفلتت دابتہ فلینادِ
اعینونی عباد اللہ رحمکم اللہ ترجمہ اور جب بھاگ جاوے جانور کسی کا
پس چاہیے کہ پکارے اور کہے اے بندو خدا کے نقل کی یہ بزار نے
ابن عباس سے اور ابن ابی شیبہ نے اس کے ساتھہ لفظ رحمکم اللہ کا بھی
زیادہ نقل کیا ہے لیکن موقوفا یعنی یہ قول ابن عباس کا ہے فائدہ
مراد بندون خدا سے رجال الغیب ہے ابدال یا ملائکہ یا مسلمان جنات
ابن مسعود نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جب
بھاگ جاوے جانور کسیکا جنگل مین سے چاہیے کہ کہے یا عباد اللہ احبسوا
یا عباد اللہ احبسوا یا عباد اللہ احبسوا یعنی اے بندگان خدا روکو اسکو
پس تحقیق اللہ کے بندے زمین مین ہین کہ روکتے ہین اونکو پس ایک
بزرگ سے منقول ہے کہ جانور اونکا بھاگ گیا اور وہ یہ حدیث جانتے
تھے اونھون نے یہ کلمے کہے فی الحال اللہ تعالیٰ جانور اونکا پھیر لایا کذا
ذکر العلی والفخر اور رہید اس استعانت مین عباد اللہ سے یہ ہے کہ یہ

سب مظاہر عون اور استعانت ہین جیسا تفصیل اسکی عنقریب اویگی
ورنہ حق سبحانہ تعالی حقیقتہً قضائے حاجت بندگان کی خود کرتا ہے
فتفکر بس بیان احادیث سے ندائے بندگان خدا وقت مدد اور قضائے
حاجت کے صحیح اور درست ٹھہرے اور شیخ عبد الحق محقق دہلوی نے
شرح فتوح الغیب مین لکھا ہے و اما امداد و اعانت بعضے از خواص
کمل اولیاء را بوجود حیات معنوی باقی است ﴿ قد مات قوم وہم
فی الناس احیاء ﴾ ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ؂ ثبت است
بر جریدۂ عالم دوام ما و این امرے محقق است نزد ارباب طریقت
و اہل کشف و در قواعد و احکام شریعت چیزے منافی آن نیست
و در مواضع دیگر درین مقام زیادہ برین کلام واقع شدہ و دینجا
کہ محل گفتگو نیست اینقدر بس است و این سخن در اولیا رست اما انبیاء
صلوات اللہ وسلامہ علیہم بحیات حقیقی دنیاوی حی و باقی و متصرف
اند و اینجا سخن نیست جبکہ یہ بات ثابت ہوئی جاننا چاہیے کہ ندا کے چند
قسم ہین اول یہ کہ عبادت مع الندا ہو جیسا کہ طریقہ بت پرستون کا
ہے اور یہ شرک ہے کیونکہ وہ مظہر باطل اور شیطان ہین دوسرے
یہ کہ ندا مع الاستشفاع اور یہ مشروع ہے اس واسطے کہ انبیاء اور
اولیاء مظہر حق اور رحمن ہین جیسا کہ عنقریب بیان استشفاع مین
اویگا تیسرا یہ کہ مطلق ندا ہو اگر بنظر استمداد ہے تو جائز ہے اگر بنظر اسکے
ہے کہ وہ حاضر و ناظر برابر خدا کے ہین تو یہ بھی شرک ہے اور اگر
برابر خدا کے سمجھنے اور اعتقاد اوس غیر پر ہو تو حرام ہے جیسا خاتم المحدثین

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب نے بذیل آیہ وایاک نستعین زیب تحریر
فرمایا ہے کہ استعانت از غیر بوجہے کہ اعتماد بران غیر باشد و اورا مظہر عون
الہی نداند حرام است و اگر التفات محض بجانب حق است و اورا یکے از
مظاہر عون دانستہ و نظر بکارخانہ اسباب و حکمت او تعالی دران نمودہ
بغیر استعانت ظاہری نماید دور از عرفان نخواہد بود و در شرع نیز جایز
و روا است و انبیاء و اولیاء این نوع استعانت بغیر کردہ اند و در حقیقت این
نوع استعانت بغیر نیست بلکہ استعانت بحضرت حق است لاغیر اور سابق
حدیث خلق اللہ آدم علی صورتہ سے معلوم ہوا کہ انبیا اور اولیاء کرام مظاہر
حق ہین اور ظل رحمن بقصور انکا حق سے جدا نہین اور یہ سب وسیلہ ہین واسطے
جریان فیوض کے لطایف سالک پر اسواسطے کہ سلوک طریق اور راہ بدون
رفیق کے ممنوع اور حدیث مشکواۃ مین موجود ہے اسیطرح سلوک طریق
باطن بلا وسیلہ ممکن نہین کیونکہ راہ پر خطر ہے اور شیطان راہ زن اور صور
خیالیہ ان حضرات کے باعث امن و امان مکر شیطان سے ہے اور کچھ اوس
مین حرج نہین اور وسیلہ موجب فلاح و رستگاری سالک کا ہے کما قال اللہ
تعالی یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاہدوا فی سبیلہ لعلکم
تفلحون چنانچہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی نے کہ معتمد اور معتبر عند الفریقین
ہین ان امور کو جایز رکھا و نیز بیان مظاہر حق اور باطل سے جو کچھ آیندہ مولوی
صاحب نے لکھا وہ بھی صاف باطل ہوگیا اور عدم تفرقہ مابین اولیاء اور
انبیاء اور امام اور امام زادے اور بھوت پری کے باعث اسکا بے ادبی
اور بے امتیازی ہے مابین مظاہر حق اور باطل کے اور اللہ کے برابر مسلم

اولیاء اور انبیاء کا اصلا ہو نہین سکتا ہے کیونکہ علم حق سبحانہ تعالی کا بالذات
اور اصلی ہے اور آنحضرت کا علم بالغیر اور ظلی ہے و نیز حسابق لذا اکثر آثار سید
آنا سکے اور ظلال اور عکوس صاحب ظل کے کب اوس کے برابر ہو سکتے ہین
اور تعظیم اور تکریم ان حضرات کے باعتبار مظہریت اور ظلیت سکے خود حدیث
سے ثابت ہے اور اکرام ظل عین اکرام ذی ظل ہے اور اہانت ظل عین اہانت ذی ظل ہے
کمافی المشکواۃ فی کتاب الامارۃ عن ابن عمر ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال ان
السلطان ظل اللہ فی الارض روایت ہے ابن عمر سے تحقیق صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا تحقیق بادشاہ سایہ اللہ کا ہے زمین مین آور روایت زیادہ این
کسیب مین یہ ہے من اہان سلطان اللہ فی الارض اہانہ اللہ یعنی جس
شخص نے اہانت کی بادشاہ اللہ کے جو زمین ہے تحقیق رسوا کریگا اوسکو
اللہ تعالی پس انبیاء کرام خصوصا نبینا صلعم کہ سلطان دین اور دنیا کے ہین
اونکی تعظیم اور اکرام عین تعظیم وتکریم حق تعالی کی ہے اور اونکی اہانت اور
رسوائی باعث اہانت اور رسوائی اہانت کرنے والے کے کہ اللہ اوسکو رسوا کریگا
ازالۃ ثانیہ مما بقی من الازالۃ الاولی پوشیدہ نرہے کہ جو کچھ یہ فقیر نے اس کتاب مین درباب
اکرام وتعظیم انبیاء علیہم السلام کے مثل احاطہ علمی وقدرت اور ارادہ اور سمع
اور علم غیب اور انفصال نفع اور ضرر اور شفاعت عظمی وغیرہ کے بیان کیا
اور اونکا جارحہ ثبوت اور اولیاء اللہ کا جامہ ولایت ہونا اور ظہور کشف
وکرامت کا اون سے مقصود ان سب سے تفرقہ مابین مظاہر حقہ اور باطلہ
کے ہے اور یہ مقصود نہین کہ جب ان حضرات مین کمالات صوریہ اور معنویہ
ثابت ہون تو یہ سب برابر خدا کے ہو گئے تاکہ اس سے شرک لازم آوے

اور نہ آجتک حضرت کی امت میں سے کسی نے اللہ کا بیٹا کہا اور نہ آنحضرت کو
الوہیت میں شریک کیا جیسا یہود نے حضرت عزیر کو ابن اللہ کہا اور نصاریٰ
نے حضرت عیسیٰ کو ابن اللہ کہا ہاں فرقہ نصیریہ نے البتہ حضرت علی کرم اللہ
وجہہ کو اللہ کہا اس طور پر کہ روح اللہ نے حلول کیا حضرت علی میں پھر
ہوگئے اللہ یہ فرقہ البتہ مشرک اور کافر ہے کسی کو اس میں شک وشبہ
نہیں اور باقی فرقہ امامیہ جو کچھ بدعت مثل نقل روضہ حضرت سید الشہداء
حضرت امام حسن وحسین علی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام کے ظہور
میں لائے باعث صدور جرائم ومعاصی کے ہوئے ویسے بعض افعال ہیں
مثل سجدہ مرتکب حرام نہ یہ کہ داخل مشرکین ہوئے کہ انکی نجات کسیطرح
ممکن نہیں ولنعم ما قال ❊ جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ ❊
چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند ❊ جیسے نقل روضہ بدعت ہے اسیطرح
مدار صاحب اور سالار صاحب کے جھنڈے کھڑے کرنے اور انکے
جھوٹی قبر بنانے اور ہر سال انکی شادی کرنا یہ سب بدعت ضلالت ہے
مرتکب ان امور کا مرتکب فعل حرام ہے ارتکاب ان امور سے اجتناب
ضرور ہے نہ یہ کہ مرتکب ان معاصی کے مشرک ہیں اور ابدالآباد جہنم
میں رہیں اور یہ جزا شرک وکفر ہے جیسا اللہ صاحب نے سورہ
شعرا میں ارشاد فرمایا یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب
سلیم وازلفت الجنۃ للمتقین وبرزت الجحیم للغاوین وقیل لہم اینما کنتم تعبدون
من دون اللہ ہل ینصرونکم او ینتصرون فکبکبوا فیہا ہم والغاون وجنود
ابلیس اجمعون قالوا وہم فیہا یختصمون تاللہ ان کنا لفی ضلال مبین اذ

لسنویکم برب العالمین و ما اضلنا الا المجرمون فما لنا من شافعین ولا صدیق حمیم فلو ان لنا کرۃ فنکون من المومنین۔ ترجمہ جس دن نہ کام آوے کوئی مال اور بیٹے مگر جو کوئی آیا اللہ پاس دل خالص لیکر اسیطرح تفسیر بغوی مین یہ لکھا ہے کہ مراد قلب سلیم سے دل خالص ہے شرک و شک سے لیکن گناہ پس نہین کوئی خالے اوس سے اور کہا بغوی نے یہ قول اکثر مفسرین کا ہے اور کہا سعید ابن مسیب نے قلب سلیم وہی قلب صحیح ہے اور وہی قلب مومن ہے اس واسطے دل کافر اور منافق کا مریض ہے کما قال اللہ تعالی فی قلوبہم مرض انتہی اور قریب کیجاویگی جنت واسطے پرہیزگارون کے اور ظاہر کیجاویگی دوزخ واسطے کافرون کے اور کہیگا واسطے اونکے کہان ہے وہ جنکو تم پوجتے تھے سوائے اللہ کے آیا روکتے ہین وہ تمکو عذاب سے یا بدلہ لیتے ہین یعنی جمع کیے جاوینگے دوزخ مین وہ سب شیاطین اور سب لشکر شیاطین کے کہینگے گمراہ شیطان کے اور حال یہ کہ وہ بیچ اوس کے جھگڑتے ہونگے ساتھ معبودون کے قسم ہے اللہ کی مقرر تھے ہم صریح گمراہی مین وقتیکہ ہم لگتے تھے تمکو رب سارے عالم کا اور عبادت کرتے تھے تمکو اور نہین گمراہ کیا ہمکو مگر شیاطین نے پس نہین ہے واسطے ہمارے کوئی شفاعت کرنے والا ملائکہ اور نبیین اور مومنین سے اور نہ کوئی دوست محبت کرنیوالا سو کسیطرح ہمکو پہر جانا ہو تو ہم ہون ایمان والون مین اس تفسیر سے یہ بات معلوم ہوئی کہ قلب سلیم عبارت ہے اوس قلب سے کہ خالص ہو شرک اور شبہہ سے اور اسی کو مومن کہتے ہین لیکن گناہ سے کوئی بشر خالی

ہیںؔ اور یہ بھی بات معلوم ہوئی کہ مراد برابری کرنے سے یہ ہے کہ اونہون
نے مِن دون اللہ یعنی اصنام کو پروردگار تمام عالم کا ٹہرایا تھا اور کوئی
سومن اپنے معظمین کو پروردگار تمام عالم کا نہیں سمجھتا بلکہ اونکو واسطہ
درمیان اپنے اور درمیان پروردگار کے سمجھتا ہے کیونکہ اللہ جلشانہٗ
کمال مرتبہ بلندی مین ہے اور انسان کمال مرتبہ پستی مین ہین پس ایک
شخص درمیان خلق کے ایسا چاہیئے نہ وہ کامل مکمل ہو کہ اوسمین
جہت بلندی اور پستی دونون ہون اور وہ نہین مگر انبیا کرام علیہم
السلام ہین خصوصًا نبینا صلعم کہ جامع صفات کاملہ تھے اور جو صفت
فردی فردی اور انبیا علیہم السلام مین تہین وہ سب ذات بابرکات
مین مجتمع ہوئین پس آنحضرت جہت ملکیت سے احکام صوری ومعنوی
اللہ رب العزت سے تلقی بالقبول کرتے اور اپنی امت کو بجہت مناسبت
بشریت کے تعلیم فرماتے اور حصول ان دو توجہت پر آیہ قرآنی اور
حدیث گواہ اور شاہد عادل ہے لیکن آیہ قرآنی قل انما انا بشر مثلکم
یوحی الی الخ اور حدیث لست کاحدکم عند ربی اس امر پر دال ہے پس
ذات بابرکات آنحضرت صلعم کے واسطے حصول فواید صوری ومعنوی
کے وافی وکافی ہے کیونکہ اکثر صحابہ کرام جو حضرت کی خدمت مین مشرف
ہوتے انقطاع کلی دنیا ومافیہا سے حاصل ہوتا کہ اس زمانہ مین اونکو
چلہ مین حاصل نہین پس یہ بات ثابت ہوئی کہ حضرت جامع صفات بشریہ
اور ملکیت کے تھے اور جیسا ذات بابرکات آپ کے بموجب آیہ کریمہ
ومآ ارسلناک الا رحمۃ للعالمین واسطے تمام عالم کے سراسر رحمت تھی

اسیطرح اسم شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا اور آخرت مین
باعث نجات اور امن وامان ہر غم والم اور دافع بلیات وحل مشکلات
کا ہے اور جب آنحضرت صلعم رحمت تمام عالم کی ہوئی اور رحمت اللہ
کے بموجب آیہ کریمہ ان رحمت اللہ قریب من المحسنین قریب ہے ساتھ
نیک کارون کے پس آنحضرت صلعم ساتھ نیک کارون کے قریب
ہین نہ بعید بخلاف مظاہر باطلہ کے کہ اوس کے تفصیل سابق گذرے کہ
اونکو مثل حقیر سمجھنا چاہیے کہ وہ رحمت حق سے بعید ہے کہ کسیکو اون کی
ذات سے نفع دنیا و آخرت کا اصلا متصور نہین اور حضرت رب العزت
سے کہینگے کہ اگر ہم ہم دنیا مین جاتے تو ایمان لاتے ہذا ہو الفرق
بین الانبیاء والاولیاء والاصنام وعابدیہم اور جسنے یہ فرق نہ کیا
پس وہ داخل تحت اس آیہ کریمہ کے ہوا یا اہل الکتاب لاتغلوا فی دینکم
غیر الحق ولاتتبعوا اہواء قوم قد ضلوا من قبل واضلوا کثیرا واضلوا عن سواء
السبیل اس بیان سے معلوم ہوا کہ انسان بجہت صدور جرائم وعصیان
کے بعید اور دور حضرت رب غفور سے ہے اور بموجب آیہ ونحن اقرب الیہ
من حبل الورید کے حق سبحانہ تعالی بہت قریب ہے اور کیا خوب کہا کہنے
والے نے سے دوست نزدیک تر از من بمن ست ۞ وین عجب تر کہ من
از روے دورم نظر اسی بعد اور دوری کے واسطے رسول صلعم اور
اونکے اہلبیت کا ضرور ہوا اور یہی سبب ہے دعا مین کہ بدون درود کے
دعا درمیان آسمان اور زمین کے معلق رہتی ہے اور جو دعا درمیان
دو درود کے ہو وہ قبول و منظور رب العزت کے ہوتی ہے و نیز بیان

حدیث حنظلہ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ تصور اور برزخ ان حضرات کا اور
انکے ناموں کا عند الذکر تحریک لطائف ملاک امر ہے کما لا یخفی علی
اہل العلم والنہی - **قولہ** دوسری بات یہ کہ عالم میں ارادہ سے تصرف کرنا
اور اپنا حکم جاری کرنا اور اپنی خواہش سے مارنا اور جلانا اور روزی کے
کشایش اور تنگی کرنی تندرست اور بیمار کردینا فتح اور شکست دینی اقبال
اور ادبار دینا مرادیں پوری کرنی حاجتیں برلانی بلائیں ٹالنی مشکل میں
دستگیری کرنی برے وقت میں کام آنا یہ سب اللہ ہی کے شان ہے
اور کسی اولیا انبیا کے پیر و شہید کی بہوت و پری کی یہ شان نہیں
جو کوئی کسی اور کو ایسا تصرف ثابت کرے اور اس سے مرادیں مانگے
اور اس توقع پر نذر و نیاز کرے اور اسکی منتیں مانے اور مصیبت کے
وقت اسی پکارے وہ مشرک ہو جاتا ہے اسکو اشراک فی التصرف
کہتے ہیں یعنی اللہ کا سا تصرف کسی کو ثابت کرنا محض شرک ہے پھر خواہ
یوں سمجھے کہ اللہ ہی نے ایسی قدرت اسکو بخشی ہے خواہ ان کاموں کی
طاقت اسکو خود بخود ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے **اقول وباللہ
التوفیق** اللہ کے برابر علم یا تصرفات کسی اور کے واسطے ثابت کرنا
بے شک شرک ہے کیونکہ احاطہ علمی اللہ کے برابر کسی کو نہیں ہے مگر جسکو
جسقدر تصرف اور علم عطا کیا اور چاہا کسیکو بہت اور کسیکو تھوڑا جسقدر
چاہا یہ سب آیت قرآنی سے ثابت ہے چنانچہ بشرح وبسط قول آئندہ میں
جواب اسکا دیا جاویگا **قولہ** تیسری بات یہ ہے کہ بعضے کام تعظیم کے اللہ
نے اپنے لیے خاص کیے ہیں کہ انکو عبادت کہتے ہیں جیسے سجدہ اور رکوع

کرنا اور ہاتھ باندھکر کھڑے رہنا اور نام پر مال خرچ کرنا اور اوس کے
نام کا روزہ رکھنا اور اوس کے گھر کی طرف دور دور سے قصد کر کے
سفر کرنا اور ایسی صورت بنا کر چلنا کہ ہر کوئی جان لیوے کہ یہ لوگ اوس
گھر کی زیارت کو جاتے ہین اور رستہ مین اوس مالک کا نام پکارنا اور
نامعقول باتین کرنے سے اور شکار سے بچنا اور اس قید سے وہان جا کر
طواف کرنا اور اوس گھر کی طرف سجدہ اور اوسکی طرف جانور لیجانا
اور وہان منتین ماننی اور اوسپر غلاف ڈالنا اور اوسکی چوکھٹ کے
آگے کھڑے ہو کر دعا مانگنی اور التجا کرنی اور دین و دنیا کی مرادین
مانگنی اور ایک پتھر کو بوسہ دینا اور اوس کے دیوار سے اپنا مونہہ اور
چھاتی ملانا اور اوسکا غلاف پکڑ کر دعا کرنی اور اوس کے گرد روشنی
کرنی اور اوسکا مجاور بنکر اوسکی خدمت مین مشغول رہنا جیسے جہاڑو دینی
اور روشنی کرنی فرش بچھانا پانی پلانا وضو اور غسل کا سامان لوگون
کے لیے درست کرنا اور اوس کے کنوین کے پانی کو تبرک سمجھ کر پینا بدن پر
ڈالنا آپس مین بانٹنا غائبون کے واسطے لیجانا رخصت ہوتے وقت اولٹے
پاؤن چلنا اور اوس کے گرد پیش کی جنگل کا ادب کرنا یعنی وہان شکار
نہ کرنا درخت نہ کاٹنا گھاس نہ اوکہاڑنا مواشی نہ چوگانا یہ سب کام اللہ
نے اپنی عبادت کے لیے اپنے بندون کو بتائے ہین پھر جو کوئی کسی پیر و
پیغمبر سے یا بھوت و پری سے یہ معاملہ کرے یا کسی کی سچی یا جھوٹی قبر کو
یا کسی کے تھان یا کسی کے چلہ کو یا کسی کے مکان کو یا کسی کے تبرک کو
یا نشان کو یا تابوت کو سجدہ کرے یا رکوع کرے یا انکے نام کا روزہ

رہنے یا وہان ہاتھہ باندھکر کہڑا ہوئے التجا کرے مرادین مانگے یا جانور
چڑہاوے یا ایسے مکان مین دور دور سے قصد کرکے جاوے یا وہان
روشنی کرے غلاف ڈالے چادر چڑہاوے اونکے نام کی چہڑی کہڑی
کرے اونکی قبر کو بوسہ دیوے مور چہل جہلے اوسپر شامیانہ کہڑا کرے
رخصت ہوتے وقت اولٹے پاؤن چلے چوکہٹ کو بوسہ دیوے
وہان جہاڑ رنکر بیٹھے ایسے مقامون کی گرد بیش کے جنگل کا ادب کرے
اور ایسی قسم کی باتین کرے سو اسپر شرک ثابت ہوتا ہے اسکو اشراک
فی العبادہ کہتے ہین اللہ کی سی تعظیم کسی اور کی کرے پہر یون سمجہے کہ یہ
آپہی اس تعظیم کے لایق ہین یا یون سمجہے کہ انکی اس طرحکی تعظیم کرنے
سے اللہ خوش ہوتا ہے اور اس تعظیم کی برکت سے اللہ مشکلین کہول
دیتا ہے اس مین ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے چوتہی بات یہ کہ اللہ صاحب
نے اپنے بندون کو سکہایا ہے کہ اپنے کامون مین اللہ کو یاد رکہین
الی **قولہ** ان چارون طرحکے شرک کا صریح قرآن و حدیث مین ذکر
ہے اس لیے اس مین پانچ فصل مقرر کی ہین **اقول** **وباللہ التوفیق**
جواب شرک فی العلم والتصرف والعبادۃ والعادۃ کا بخوف طوالت
رسالہ اور بلحاظ اوسکی تکرار کے اچہا چہوڑ اگیا انشاء اللہ تعالی افصول
آیندہ مین جو مولوی صاحب واسطے اثبات مدعا کے لاے جواب دیا جایگا فلینتظر
قولہ پہلی فصل بچنے مین شرک سے یعنی اس فصل مین مجمل شرک کی برائی
کا ذکر ہے قال اللہ تعالی ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون
ذلک لمن یشاء ومن یشرک باللہ فقد ضل ضلالا بعیدا۔ ترجمہ کہا اللہ تعالی

سے سورہ نسا رمین بے شک اللہ نہین بخشتا یہ کہ شریک ٹہرائے اس کا
اور بخشتا ہے جو رہی اس سے جسکو چاہے اور جس نے شریک ٹہرایا اللہ کا
سو بے شک راہ بہولا دور بہک کر اقول وباللہ التوفیق
سب راست و بجا ہے لہیہ یقین جان لینا چاہے کہ مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ
اللہ کی شان کی آگے چمارسے بہی ذلیل ہے الخ اقول وباللہ التوفیق پوشیدہ
نرہے یہ بات کہ دعوی مولویصاحب کا باطل ور بلا دلیل اور دروغ بے
فروغ ہے اسواسطے کہ کوئی دلیل قوی کتاب اللہ ور کتاب الرسول سے
نہین لائے کہ شاہد مطلوب وس سے اغوش مین آوے اور فقیر کے نزدیک
خلاف پر جیہ اور برہان حدیث اور حضرت قرآن سے موجود از انجملہ ایک یہ ہے
کہ حق سبحانہ تعالی شانہ مین انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سورہ الم نشرح مین
ارشاد کرتاہے کہ رفعنا لک ذکرک اور مولویصاحب یعنی حضرت شاہ عبد العزیز
صاحب نے بذیل اس آیہ کے لکہاہے کہ خلاصہ اسکا یہہ ہے کہ بلند کیا ہمنے
تمہارے ذکر کو کہ جامعیت تمکو باین رتبہ میسر ہوئی کہ ظل مرتبہ الوہیت کا ہوا
تو اور اسی جامعیت سے منفرد اور طاق بر آیا تو اب تجہکو ساتہہ اللہ کے یاد کرتے
ہین مثلاً کہتے ہین اللہ ورسول نے ایسا فرمایا کہ واجب الاطاعت ہے اور علے ہذا
القیاس درحدیث شریف مین وارد ہے کہ انحضرت نے جبرئیل علیہ السلام سے
پوچہا کہ میرے ذکر کو کسطرح بلند کیاہے حضرت جبرئیل نے کہا کہ آپ کے ذکر کو
اپنے ذکر کے قریب کیاہے اذان اور اقامت اور التحیات اور خطبہ اور کلمہ طیب
اور کلمہ شہادت اور امر اطاعت مین جیسا کہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول اور حرمت
معصیت مین جیسا کہ وَمَن یَّعۡصِ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ فَاِنَّ لَہٗ نَارَ جَہَنَّمَ

خَالِدِیْنَ فِیْهَا اَبَدًا اور جس جگہ ذکر اللہ کا ہے ذکر رسول مقبول کا بھی ہے مگر آخر اذان میں صرف لا الہ الا اللہ اور وقت ذبح کے صرف بسم اللہ اور وقت عطسہ کے صرف الحمد للہ کہتے ہین از انجملہ یہہ ہے کہ سورہ والضحےٰ مین آپ کی شان مین ارشاد ہوا ہے وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی یعنی تحقیق قریب ہے عطا کریگا تمکو رب تمہارا کہ راضی ہو جاوگے اور شرح اسکی جو کچہہ حضرت شاہ صاحب نے بذیل اس آیت کے لکھا ہے جواب آئندہ مین آویگا اسجا منتظر رہنا چاہیئے اور از انجملہ یہہ ہے کہ اللہ صاحب نے پارہ سیقول مین آپ کی شان مین ارشاد کیا فَلَنُوَلِّیَنَّکَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا یعنی پہیر دینگے ہم واسطے تیری یک قبلہ کو کہ اوس سے راضی ہو جائیگا تو اور سوائے اسکے بہت سے شواہد اور دلائل حضرت قرآن مین مذکور ہین بنظر طول اختصار کیا اور حدیث مین آپ کی شان مین ارشاد ہوا کہ لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ یعنی اگر نہوتی ذات محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نہ پیدا کرتا مین آسمان وزمین کو اس بیان سے یہہ بات ثابت ہوئی کہ تمامی انبیا بموجب آیہ فضلنا بعضہم علےٰ بعض ایک دوسرے سے چھوٹے اور بڑے ہین مگر ان سب مین رتبہ نبینا صلے اللہ علیہ وسلم کا افضل اور اعلی ہے کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ظل مرتبہ الوہیت ہین اور اس سے یہہ بات ثابت ہوئی کہ خود حق سبحانہ تعالی اونکی خوشنودی کا ڈہونڈہنے والا ہے اور سوائے انکے اور انبیاء کرام اوسکی خوشنودی ڈہونڈہتے ہین کیونکہ حضرت ابراہیم کو اللہ صاحب نے خلیل کا خطاب دیا اور حضرت کو حبیب کا اور یہی فرق ہے مابین خلیل اور حبیب کے جو اوپر بیان ہوا جب عظمت اور عزت اور بزرگی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مابین مخلوق کے بمنزلہ وزیر کی شہنشاہ سے ہوا اور مقام محمود عبارت اسی سے ہے اور جو شخص ظل خدا ہو اللہ اوسکی

رضا جوئی کرے اور جو باعث ایجاد عالم ہوا اوسکے مقابلہ مین ایسا کلام کرنا کہ ھسے
مخلوق اللہ کی شان کے آگے چمار سے ذلیل ہے باعث خسران وحرمان کا ہے نعوذ
باللہ من ذلک یہہ جواب اوس تقدیر پر ہے کہ اگر مراد شان سے عزت اور بزرگی ہو
ظاہر قول مولوی صاحب سے کہ وہ چمار سے ذلیل ہے یہی مفہوم ہوتا ہے اور اگر مراد
شان سے فعل اور کام ہو کہ معنی لغوی اوسکے یہی ہین جیسا کہ اللہ تعالی نے سورہ رحمن
مین ارشاد فرمایا ہے کہ کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِی شَأْنٍ یعنی ہر روز اللہ بیچ ایک کام کے ہے
یعنی کسیکو مارتا ہے کسیکو جلاتا ہے اور کسیکو تخت پر بٹھلاتا ہے اور کسیکو تخت سے
اوتارتا ہے وغیر ذالک غرض کہ جو امور دنیا مین ظہور مین آئے ہین اور آوینگے اور جو
امور بعد مرگ کے قبر سے لیکر تا حشر ونشر وثواب وعقاب جو کچھہ ظاہر اور آشکارا ہوگا سب
اللہ ہی کی شان ہے اور سوند اس قول کا وہ ہے جو تفسیر بغوی مین نقل کیا سلیمان
دارانی سے اس آیت مین وَقَالَ سُلَیْمَانُ الدَّارَانِی فِی هٰذِهِ الْاٰیَةِ کُلَّ یَوْمٍ لَهٗ
اِلَی الْعَبِیْدِ بِیِّجِلِ یَدٗ ترجمہ یعنی کہا سلیمان دارانی نے کہ ہر دن اللہ صاحب کو
بہ نسبت اپنے بندون کے نکوئی جدید اور تازہ ہے اب مولوی صاحب اللہ جلشانہ کی نہی
بر جدید کو ملاحظہ کرین اور نیز حدیث اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ کو بھی پیش نظر کرین
تو یہہ بات معلوم ہو جاویگی کہ شان ظاہر بدون مظہر کے معلوم نہین ہوتی کسواسطے کہ
جبتک مظہر ظہور مین نہین آیا شان اوسکی پردہ کتمان مین تھی اور جب اول نور محمدی پیدا
ہوا اور شعشعان اوس نور کا بمراتب تمام مخلوقات مین ظاہر ہوا تو یہہ شان محمدی عین شان اللہ
کی ہے اور توہین اوسکی توہین خدا و رسول اور توہین دونو نکی کفر اور زندقہ ہے کما لا یخفی علے
اہل العلم اور کیا اچھا کہا ہے کہنے والے نے چہ نسبت شان الہی بنبم از وی پاسعاذ اللہ کہ وامن حلیم از دست
اللہ سب مسلمین کو توفیق دے کہ امتیاز معنی توحید وشرک مین کرین اور اس مغالطہ عظیم مین نہ پڑین اور

اپنے تئین دین و دنیا مین ایسی باتونسے درطہ ہلاکت مین نہ ڈالین قولہ آدمی مین بڑے سے
بڑا عیب یہہ ہے کہ اپنے بڑونسے بے ادبی کرے اقول وباللہ التوفیق سبحان اللہ
مثل مشہور ہے کہ حق بر زبان جاری ست اس مقام پر خود مولویصاحب کی زبان سے
حق جاری ہوا کہ اپنی بڑون کی نسبت بڑی بے ادبی کی اس سے بڑہکر کوئی بے ادبی ہوگی
کہ جو پہنچکر کفر تک پہونچے وَهَلْ هٰذَا اِلَّا اِتِّبَاعُ النَّفْسِ وَالْهَوٰی قولہ اَخْرَجَ
الشَّیْخَانِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الذَّنْبِ
اَکْبَرُ عِنْدَ اللّٰہِ قَالَ اَنْ تَدْعُوَ اللّٰہَ نِدًّا وَّھُوَ خَلَقَکَ مشکوۃ کے باب الکبائر مین
لکہا ہے کہ بخاری و مسلم نے ذکر کیا کہ ابن مسعود نے نقل کیا کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ
کون سا گناہ سب سے بڑا ہے اللہ کے نزدیک فرمایا یہہ کہ پکارے تو کسیکو اللہ کی طرح کا
ٹھہراکر حالانکہ اللہ ہی نے تجکو پیدا کیا ف یعنی کہ جیسا اللہ کو سمجھتے ہین کہ وہ ہر جگہہ
حاضر و ناظر ہے اور سب کام اوسکے اختیار مین ہین او مشکل کیوقت یہی سمجھکر اوسکو پکارتے
ہین سو کسی اور کو اوسیطرحکا سمجھکر ہرگز نہ پکارنا چاہیئے کہ یہہ سب سے بڑا گناہ ہے
اول تو یہہ کہ یہہ بات خود غلط ہے کہ کسیکو کچھہ حاجت بر لانیکی طاقت ہوے یا ہر جگہہ حاضر
و ناظر ہے دوسرے یہہ کہ ہمارا جب خالق اللہ ہی ہے اور اوسنے ہمکو پیدا کیا تو ہمکو یہی چاہیئے
کہ اپنے کامونپر اوسیکو پکارین اور کسی سے ہمکو کیا کام کہ اوسکو سناوین جیسے کوئی ایک بادشاہ کا
غلام ہوچکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اوس سے رکہتا ہے دوسرے بادشاہ سے بہی نہین
اور کسی چوہڑی چمار کا تو کیا ذکر اَقُوْلُ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق اور یہہ جو کہا کہ جیساکہ اللہ کو
سمجھتے ہین کہ وہ ہر جگہہ حاضر و ناظر الخ کوئی مسلمان اپنے بزرگونکو پیغمبر ہون یا پیر مثل اللہ کے
حاضر و ناظر نہین جانتا اور نہ اونکو حاضر و ناظر جانکر پکارتا ہے بلکہ اپنی دعا مین کو وسیلہ
انبیا و اولیا وغیرہ بزرگان دین کی اللہ ہی سے مانگتا ہے ہان اگر کوئی ایسا کرے تو

بیشک وہ مشرک ہے جیسا تفصیل اسکی ازالہ سابقہ مین گذری اور ہر چند کہ خالق ہمارا
اور تمام عالم کا اللہ ہی ہے مگر ہماری غلامی اور اونکی غلامی مین بہت بڑا فرق ہے
کہ اوسکو ہر ایک ادنی واعلی وجاہل وعالم خوب بوجھتا ہے مثال اوسکی ایسی ہے کہ
ایک شخص کے بہت سے غلام ہین مگر بعض بعض غلام ایسے ہین کہ مولی اونسے راضی
ہے اور وہ مولی سے اور بہت غلام ایسے ہین کہ اونسے ایسی رضاو خوشنودی
مولی سے نہین ہر چند کہ نسبت غلامی مین سب برابر ہین مگر بعضونکو بہ نسبت آقا کے
وجاہت اور قبولیت ظاہر ہے اور بعضونکو نہین اور جسکو نہین وہ بوسیلہ اونکے
دعا مانگتا ہے اور اوس سے فی الفور مطلب اسکا حاصل ہوتا ہے اور اللہ اونپر رحم
کرتا ہے اور یہہ مغالطہ عظیم ہے کہ اپنے تئین غلامی مین مثل انبیا کے سمجھکر اونسے پروا
نہ رکہنی اور یہہ فرق وہ ہے کہ جسکو اللہ صاحب نے سورہ نحل مین خود ارشاد فرمایا ہی

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا
فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا هَلْ يَسْتَوٗنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ترجمہ

اللہ نے بتائی ایک کہاوت ایک بندہ پرایا مال نہین مقدور رکھتا کسی چیز پر اور ایک
جسکو ہمنے روزی دی اپنی طرف سے خاصی روزی سو وہ خرچ کرتا ہے اوسمین سے چھپے
اور کھلے کہین برابر ہوتے ہین سب تعریف اللہ کو ہے پر وہ بہت لوگ نہین جانتے
ف یعنی اللہ مالک ہر چیز کا جسکو جو چاہے سو دے اور بت مالک نہین کسی چیز کا
بلکہ آپ پرایا مال ہے نیز آگے اسکے اللہ صاحب نے فرمایا وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ
اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰي شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰي مَوْلٰىهُ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ
لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَهُوَ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

ترجمہ اور بتائی اللہ نے ایک مثال دو مرد ہین ایک گونگا کچھ کام نہین کر سکتا اور وہ

بوجھ ہے اپنے صاحب پر جسطرف اوسکو بھیجے کچھ بھلا نہ کر لاوے کہین برابر ہے وہ اور
ایک شخص جو حکم کرتا ہے انصاف پر اور ہی سیدھی راہ پر ف یعنی خدا کے
دو بندے ایک بت نکما نہ ہل سکے نہ چل سکے جیسے گونگا غلام دوسرا رسول جو
اللہ کی راہ بتاوے ہزارونکو اور آپ بندگی پر قائم ہے اور سوائے اسکے بہت
سی آیتین واحادیث ہین کہ اوس سے بھی تفاوت مراتب اور منازل عباد وصالحین
مفہوم ہوتے ہین جیسا کہ اللہ صاحب نے سورہ فاطر مین فرمایا ہے ثُمَّ اَوْرَثْنَا
الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ
مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ
ترجمہ پھر ہمنے وارث کیے کتاب کی وہ جو چنی ہمنے اپنے بندون مین سے پھر کوئی اونمین
برا کرتا ہی اپنے جانکا اور کوئی اونمین ہے بیچ کی چال پر اور کوئی اونمین ہی کہ آگے بڑھ گیا لیکر خوبیان
اللہ کے حکم سے یہی ہے بڑی بزرگی فائدہ یعنی پیغمبر کے بعد کتاب کے وارث کیے ایکا ور جنے بندے
یعنی یہ امت اونمین تین درجے بنائے ایک گنہگار ایک میانہ ایک اعلی سب کو گنا اپنے بندونمین امید ہے
کہ آخر سب بہشتی ہین رسول نے فرمایا ہمارا گنہگار معافی ہے اور میانہ سلامت ہے اور آگے بڑھے سو
سب سے آگے بڑھے اللہ کریم ہے اوسکے یہان کمی نہین شان قرآنی سے کہ اللہ
صاحب نے اوسکو بیان فرمایا اوس سے یہہ بات معلوم ہوئی کہ بت گونگا اور بیقدر
محض ہے اور مملوک دوسرے کا ہے اوس سے کسیطرحکا فائدہ نہین بخلاف رسول
و دیگر برگزیدگان کی اب جو شخص رسول کو مقام بت کے رکھے اور احکام بت رسول صلعم پر
جاری کرے تو وہ منکر اس آیت کا ہے اور مشکل کیوقت انبیا و اولیاء کو وسیلہ گردا ننا
ثابت ہے جیسا کہ سورۂ نسا مین اللہ صاحب فرماتے ہین وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا
اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ

تَوَّابًا رَّحِيمًا ترجمہ اور اگر ان لوگون نے جسوقت اپنا برا کیا تھا آئے تیرے
پاس اللہ سے بخشوانی اور رسول انکو بخشوا تا اللہ کو پاتے معاف کرنیوالا مہربان
دیکھیے کہ اس جا اللہ صاحب نے قبول توبہ اور نزول رحمت کو اپنے موقوف علیہ
گنہگار ذکمی اا استغفار اور حضرت رسول صلعم کے استغفار پر ٹہرایا
یہ آیت صاف دال ہے اس امر پر کہ دنیا و آخرت مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم وسیلہ
نجات مین پس جو شخص آنحضرت کو اپنے برابر سمجھکر احتیاج اونسے نرکھے اوسکو خسارہ
دنیا و آخرت ہے اور نیز شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے کتاب جذب القلوب الی
دیار المحبوب مین بصفحہ ۲۰۹ بعبارت فارسی لکھا ہے بنظر انصاف دیکھنا چاہیے
تو حقیقت استشفاع و استعانت و استمداد کی بخوبی واضح ہو جاویگی کہا شیخ نے
اما توسل و استشفاع بحضرت سید رسل و استعانت و استمداد بجاہ وے بنا بر او صلے
اللہ علیہ وسلم فعل انبیا و مرسلین و سیرت سلف و خلف بعد تحین است چہ پیش از ان
وقت کہ روح پاکش لباس جسمانیت پوشید و چہ بعد از ان وقت ہم در حیات دنیوی وہم
در عالم برزخ وہم در عرصہ قیامت کہ انبیا و مرسل را مجال نطق و تاب دم زدن نباشد
وی صلے اللہ علیہ وسلم فتح باب شفاعت کند اولین و آخرین مستغرق بحار نعمت و مشمول انوار رحمت
گردانند و در استمداد از جناب رسالت صلے اللہ علیہ وسلم درین چہار موطن اخبار و آثار بودہ
پیوستہ اما اول کہ توسل با وست پیش از نشار انسانیت و دائرہ خلقیت از جملہ احادیث و
اخبار کہ دران وارد شدہ این حدیث است عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہ علمای حدیث
تصحیح آن کردہ اند کہ چون از آدم صفی اللہ علیہ السلام آن خطیہ سر زد از برای اعتذار و
توبہ آن گفت يَا رَبِّ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اَنْ تَغْفِرَ لِي + از درگاہ مجیب الدعوات
فرمان آمد چگونہ شناختی تو محمد را صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وہنوز جوہر روحانیش طور صدف

جسمانیت نہ درآوردم گفت خداوندا تو پیدائی بروزیکہ مرا بید قدرت خود پیدا کردی و نفخ روح علوی در قالب بشریت من نمودی سر بر داشتم بر قوائم عرش نوشتہ دیدم لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ از آن روز شناختم کہ وے ترا بندہ ایست کہ محبوب ترین خلق است نزد تو و مقرب ترین حضرت تو صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمان آمد چون او را در درگاہ من وسیلہ مغفرت آوردی گناہ تو بخشیدم یا آدم اگر محمد نمی بود ترا پیدا نمی کردم و در بعضی روایات آمدہ کہ کلماتیکہ آدم صفی از درگاہ عزت تلقی نمودہ و سبب توبہ و مغفرت او گشتہ چنانچہ بمنطوق آیہ کریمہ فَتَلَقّٰی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ است این بود کہ اِلٰهِیْ بِحُرْمَةِ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ اِغْفِرْلِیْ سبکی گوید کہ چون توسل باعمال صالحہ باوجود آنکہ فعل انسان است و بقصور نقصان موصوف جائز باشد در درگاہ رحمت مقبول و مستجاب گردد تشفع بہ پیغمبر خدا کہ نحب و محبوب خدا است بطریق اولے بود ؎

یَا اَكْرَمَ الرُّسُلِ مَا لِیْ مَنْ اَلُوْذُ بِهٖ ✱ سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

و اما آنکہ توسل بجناب وے در دنیا مدت حیات وے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشتر است از آنکہ در حصر آید در خبر است کہ مردے ضریر البصر پیش آنحضرت آمد و عرض نمود یا رسول اللہ دعا کن تا خدائے تعالے عافیت نصیب من گرداند فرمود اگر اصبارت خواہی دعا کنم تا چشم تو بینا گردد اگر اجر آخرت خواہی صبر کن کہ آن بہتر است برائے تو گفت دعا کن یا رسول اللہ فرمود تا وضو کند

و این بر خواند اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ تَوَجَّهْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِیَّ ترمذی گفته است هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ و بیہقی نیز تصحیح آن کرده با زیادت این عبارت در آخر این حدیث که فَقَامَ وَقَدْ اَبْصَرَ و فی رِوَایَةٍ فَفَعَلَ الرَّجُلُ فَبَرَأَ داخبار در باب توسل و استمداد ارباب حاجات بجناب سید کائنات صلے اللہ علیہ وسلم مثل سعت رزق و حصول اولاد و نزول مطر و رضاے عیش و امثال آن بسیار است اما ثالث که توجہ و استمداد و توسل بدوست بعد از وفات دروے نیز آثار وارد و یافتہ طبرانی در معجم کبیر از عثمان بن حنیف روایت می آرد که مردے بود که او را نزد عثمان بن عفان حاجتے بود که روا نمی شد و عثمان بن عفان رضے اللہ عنہ اصلا بحال او نظر التفات نمی گماشت آن مرد حال خود را بعثمان بن حنیف برد و صورت علاج آن بازجست گفت بمتوضا رو و وضو کن و بمسجد درآ و دو رکعت نماز بگذار و بگو اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ لِیَقْضِیَ حَاجَتِیْ بعد ازان حاجت خود را عرضه کن آن مرد برفت و بدانچه وے فرمود عمل کرد بعد ازان بر در عثمان بن عفان آمد در زمان پیش آمد و دست او را بگرفت

وبر عثمان در آورد و وے او را بفرا شش خاصہ خود نشاند
وحاجت برسید ہر چہ حاجت او بود روا کرد و گفت بعد
ازین ہر حاجتے کہ ترا باشد بگو تا روا کنم آن مرد خوشحال از پیش عثمان رضی اللہ عنہ
برآمد و نزد عثمان بن حنیف رفت و گفت جزاک اللہ خیرا اگر تو چیزی بعثمان در باب
قضاے حاجت من گفتی کہ اینچنین ساخت و پیش ازین بحال من اصلا التفات
نمیکرد گفت واللہ من ہیچ باوے نگفتم بجز انکہ رسول خدا را دیدہ بودم
صلے اللہ علیہ وسلم کہ ضریرے بہ پیش وے آمد و دعا خواست تا چشم او بینا گردد
و تمام الحدیث سابق را سوق نمود پس بر آن قیاس نمودم کہ توسل بوے
صلے اللہ علیہ وسلم سبب قضاے حاجت و سبب انجاح مرام ست وقاضی
عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ در کتاب شفا می آرد کہ درمیان ابو جعفر خلیفہ و امام
مالک در مسجد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مناظرہ افتاد و شاید کہ ابو جعفر
در اثناے سخن آواز خود بلند کرد مالک گفت یا امیر المومنین در مسجد پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم چرا آواز بلند میکنی وحق تعالی در کتاب خود قومی را
ادب مینماید و میگوید لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ الآیۃ و
قومی دیگر را مدح میکند و میفرماید اَلَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ
اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى بدانکہ حرمت پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد از موت مثل حرمت اوست در حیات خلیفہ را
بگفتہ او از رقتی پدید آمدہ و در خضوع و استکانت افزود و گفت یا
ابا عبد اللہ در وقت دعا، توجہ بقبلہ کنم یا روے برسول آرم گفت چرا روے
از پیغمبر گردانی و وے وسیلہ تست و وسیلہ پدر تست آدم صفی اللہ

نزد خداے عزوجل استقبال بہ پیغمبر کن و طلب شفاعت از وے کن تا شفیع
تو گردد و در باب آداب زیارت استحباب استقبال بدان حضرت و توسل
بدو و دعا در حضرت وے و رعایت غایت ادب و نہایت خضوع مذکور گردد
انشاء اللہ تعالے و در ذکر قبر فاطمہ بنت اسد ام علی ابن ابی طالب مذکور شد کہ
آنحضرت در قبر وے در آمد و گفت بِحَقِّ نَبِيِّكَ وَالْأَنْبِيَاءِ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِي
و درین حدیث دلیل است بر توسل بوے ہر دو حالت نسبت بآنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم در حالت حیات و نسبت بانبیا علیہم السلام بعد از وفات و چون
توسل بانبیاے دیگر صلوات اللہ علیہم اجمعین بعد از وفات جائز باشد نسبت بسید
انبیاء علیہ افضل الصلوۃ و اکملہا بطریق اولی جائز باشد بلکہ اگر بدین حدیث
توسل باولیاے خدا نیز بعد از وفات ایشان قیاس کنند دور نیست مگر آنکہ
دلیلے بر تخصیص حضرات رسل صلوات الرحمن علیہم اجمعین قائم شود وَأَيْنَ الدَّلِيلُ
وَاللّٰهُ أَعْلَمُ و ابن ابی شیبہ بسند صحیح آوردہ است کہ در زمان عمر رضی اللہ عنہ
قحطی بنا و شخصے بقبر شریف نبوی آمد و گفت يَا رَسُولَ اللّٰهِ اسْتَسْقِ لِأُمَّتِكَ
فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا آنحضرت در خواب آمد و فرمود برو بعمر بشارت دہ کہ باران
خواہد شد و این نوع توسل طلب دعا ست ازان حضرت از پروردگار تا این
حاجت منقضی گردد چنانچہ در حالت حیات بود ہمچنانکہ مضمون عبارت يَا مُحَمَّدُ
إِنِّي تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي لِتُقْضٰى برائے مشعر ست بدان فافہم
و ابن جوزی روایت کردہ است کہ در وقتے اہل مدینہ را قحطی شدید رسید شکایت
بعائشہ صدیقہ بردند رضی اللہ تعالی عنہا فرمود بقبر شریف رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم بیایند و دریچہ از وے بجانب آسمان بکشایند تا میان قبر و آسمان

حایلی نباشد آنچنان کردند که وے اشارت فرمود باران بسیار شد وامر وے
رضی اللہ عنہا بکشادن دریچہ رمزے واضح است بآنکہ موجب فتح باب مطلوب
دعا و سوال آنحضرت است صلے اللہ علیہ وسلم از درگاہ رب العالمین جل جلالہ
واز ین قبیل است سوال سائل از حضرت وے کہ گفت اَسْئَلُکَ مُرَافَقَتَکَ فِی
الْجَنَّةِ یعنی سوال میکنم از حضرت تو کہ از پروردگار خود درخواست کنی وشفاعت
فرمائی تا مرا بہ سعادت مرافقت تو در جنت مشرف گرداند۔ امّا آنکہ توسل بسرور
انبیا است صلے اللہ علیہ والہ وسلم در عرصات قیامت بوسیلہ شفاعت احادیث
درین باب متواتر است واجماع علما بر آن منعقد و در باب توسل الصالحین
باعتبار علاقہ کہ ایشان راست بجناب سید المرسلین صلعم نیز اخبار و آثار آمدہ چنانچہ
قصہ استسقاء عمر بعباس رضی اللہ عنہم اثبات آن میکند در خبر صحیح از انس ابن مالک
آمدہ است کہ چون قحط می شد و امساک باران روی می نمود عمر رضی اللہ عنہ در استسقا
توسل بعباس میکرد عم رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و رضی اللہ تعالے عنہ و میگفت خداوندا
چون پیش ازین قحط سال میشد توسل بہ پیغمبر تو میکردیم تو آب میفرستادی اکنون
توسل بعم پیغمبر تو میکنیم صلے اللہ علیہ وسلم پس بفرست برائے ما آب و در روایت از
ابن عباس آمدہ کہ عمر رضی اللہ عنہ گفت خداوندا ما استسقا میکنیم بعم پیغمبر تو و
استشفاع می نمائیم بہ پیری وے و عباس در دعا خود گفت خداوندا این قوم توجہ
بمن آوردہ اند از جہت نسبتی کہ مرا بہ پیغمبر تست خداوندا مرا نزد ایشان شرمندہ مکن
و درین معنی گفتہ است عباس بن عتبہ ابن ابی لہب بعی سَقَی اللّٰہُ الْحِجَازَ وَاَهْلَهٗ
عَشِيَّةَ يَسْتَسْقِي بِشَيْبَةِ عُمَرَ ٭ در ذیل مطالب و غوز نمائب کہ نزد استغاثہ
و طلب از مرقد منور سرور انبیا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم محتاجان و مسکینان را

رو نموده است اخبار و آثار بسیار آمده محمد ابن المنکدر گوید مردے پیش پدر من
هشتاد دینار ودیعت نهاد و بجهاد رفت و اذن داد که اگر ترا حاجت افتد زنها
خرچ کن پدر من نزد احتیاج از آن خرچ کرد چون آن مرد باز آمد مبلغیکه نهاده بود
طلب کرد پدر در اداے آن درماند و با وے گفت که فردا بیا تا جواب تو گویم من آن
شب در مسجد شریف نبوی صلے الله علیه واله وسلم بیتوتت کرد و زبانی در حضور
شریف و گاهے پیش منبر استغاثه نمود و فریاد کرد ناگاه در تاریکی شب مردے پیدا شد
و صره هشتاد دینار بدست وے داد بامداد مبلغ را بآن مرد داد و از زحمت مطالبه خلاص
یافت و امام ابوبکر ابن مقری گوید که من و طبرانی و ابوالشیخ هر سه در حرم نبی مصطفی
بودیم و جوع بر ما غلبه کرده بود و روزے دو همین حال گذشته چون وقت عشا مسجد
بحضور قبر شریف رفتم و گفتم یا رسول الله الجوع همین کلمه گفتم و برگشتم و من و ابوالشیخ بخواب
رفتیم و طبرانی نشسته انتظار چیزے می برد ناگاه یکمرد علوی آمد و دو برده با وے بود و دو غلام
بدست هر کدامی زنبیلی و در وے چیزی کثیر از طعام و ثمر و جز آن به نشست و با ما بخورد و
داد باقی ماند هم پیش ما بگذاشت و گفت اے قوم مگر شما شکایت پیش رسول الله
صلے الله علیه واله وسلم کردید همین ساعت آنحضرت را در خواب دیدم که مرا فرمود تا چیزے
بر شما حاضر آوردم و ابن الجلاء میگوید بمدینه رسول الله صلے الله علیه وسلم در آمدم و یک
دو فاقه بر من گذشته بود بقبر شریف استادم و گفتم اَنَا ضَیفُكَ یَا رَسُولَ الله
و بخواب رفتم پیغمبر خدا را دیدم صلعم رغیفی بدست من داد نصفه را هم در خواب خوردم چون
بیدار شدم نصف دیگر در دست من باقی بود و ابوبکر اقطع گوید بمدینه در آمدم و
پنج روز بر من گذشت که طعام نچشیدم روز ششم بر قبر شریف رفتم و گفتم اَنَا
ضَیفُكَ یَا رَسُولَ الله بعد از آن در خواب می بینم که سرور انبیا می آید و ابوبکر بر یمین

و عمر بر شمال و علی ابن ابیطالب در پیش علی رضی الله عنه مرا میگوید برخیز که پیغمبر
آمد رفتم و بوسه در میان دو چشم او دادم رغیفی بمن داد خوردم چون بیدار شدم
پارهٔ از وے در دست من بود و احمد بن محمد صوفی گوید که سه ماه در بادیه گشته بودم
و پوست بدن من همه ترقیده بمدینه آمدم و بر آن سرور و صاحبیه سلام کردم
صلے الله علیه وسلم و رضی الله عنهما و بخواب رفتم آنحضرت را در خواب دیدم که
می فرماید احمد آمدی چه حال داری گفتم اَنَا جَائِعٌ وَاَنَا فِی ضِیَافَتِکَ یَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ فرمود دست بکشا کشادم دراهم چند در دست من نهاد بیدار شدم دراهم
در دست من بود ببازار رفتم و فطیر و فالوده خریدم و خوردم و ببادیه در شدم
و امثال این حکایت بسیارست و اکثر آن از مشائخ صوفیه آمده که محرمان اسرار
و مقربان درگاه حضرت رسالت پناه اند صلے الله علیه وسلم و رضی الله عنهم
و اکثر در انچه باکل و ضیافت تعلق دارد یا بنفس نفیس خود متکفل آن شده
یا یکی از اهل بیت کرام امر فرموده و به بیگانه نفرستاد چنانچه مقتضی کرم است
سه اگر خیریت دنیا و عقبی آرزو داری ٭ بدرگاهش بیا و هرچه میخواهی تمنا کن ٭
٭ حَاشَا اَنْ یُحْرَمَ الرَّاجِیْ مَکَارِمَهٗ ٭ اَوْ یَرْجِعَ الْجَارُ مِنْهُ غَیْرَ مُحْتَرَمٍ ٭
صلے الله علیه وآله وسلم تتمیم مقررست که ازین مواطن اربعه که توسل و اعتماد
بحضرت سید العباد صلعم در انها واقع است موطن اول که توسل بروح
مقدس وست پیش از لبس جسمانیت مخصوص بجناب وست و هیچ یکی از انبیا
و اولیا را درین منقبت عظمی با وے مشارکتی و مساهمتی نیست و عدم ورود
نص در غیر آن حضرت درین باب کافی است اما توسل بجناب وے در نشأة
حیات دنیوی ظاهر است که از خصائص آنحضرت صلے الله علیه وآله وسلم

نیست بلکہ بعض تابعان او راکہ بشرف متابعت و نسبت قرب او مشرف اند چنانچہ
آل و اصحاب و دیگر اولیاء امت رضوان اللہ علیہم اجمعین نیز ثابت است و ثبوت
کرامت و تصرف ایشان در مکتوبات کہ مانحن فیہ فردے از افراد اوست در اثبات
مطالب کافی است و از توسل عمر بن الخطاب بعباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہما
در قضیہ استسقاء نیز بظہور می پیوندد و ہیچکس را از علماء درو خلافی معلوم و متحقق نیست
و کذالک توسل و استمداد بوسیلہ شفاعت روز آخرت انبیا و اولیاء و صالحین امت را
نیز جائز است چنانچہ در کتب عقاید ذکر یافتہ اما تبرک و توسل در عالم برزخ و موطن
قبر در اختصاص او بحضرت قدسی سمات انبیا و رسل صلوات اللہ علیہم اجمعین
تردد است و ظاہر جواز اوست در غیر ایشان از اولیاء اللہ و صلحاء امت واللہ اعلم
از جہت عموم جواز توسل در حالت حیات باضمیمہ بقایاے روحیت و شعور و ادراک
و قرب و منزلت او عند اللہ کہ بایمان و عمل صالح و شرف اتباع سید رسل حاصل
شدہ باآنکہ حقیقت معنی توسل و استمداد سوال و دعاء است از جناب صمدیت
بوساطت مجتبی و کرمی کہ بدین بندہ خاص دارد یا طلب التماس از روحانیت این
بندہ دعا و خواہش را از حضرت بوسیلہ قربتی و کرامتی کہ مراو راست در آن درگاہ
در ورود نص صریح درو حاجت نیست از جہت وجود بقاے ذات متوسل بخلاف موطن
اول بلکہ عدم ورود نص بر منع آن کافی است نعم اگر دلیل قاطع بر اختصاص آن
بحضرت انبیا صلوات اللہ و سلامہ علیہم اقامت یابد منع آن درست آید و الا ظاہر
عدم الدلیل المذکور اگر گویند کہ ثبوت بر ایمان و حصول قرب الہی در غیر شخص معصوم
معلوم و متیقن نیست گویم بقاے آن در آنہاے کہ بشر انداز ان خصوصا و عموما
مقطوع بہ است یَجُوْزُ التَّوَسُّلُ بِهِمْ وَلَا قَائِلَ بِالْفَصْلِ باآنکہ در ورود آثار

ونقل اخبار از مشائخ کبار کہ ارباب کشف ومحرمان اسرار عالم مثال اند حاسم مادہ
این شبہ است نعم بعضی از فقہا را درین مسئلہ خلاف گونہ است ولکن الحق ان یتبع
واللہ اعلم انتہی اور یہ تین درجے کہ ہمنے سابق بیان کئے ہیہ اُمت محمدیہ ہین اور
محمد صاحب کے جو رتبے و مراتب ہین وہ سابق جارحہ نبوت مین گذرے اور نیز
بیان حال استشفاع نبینا صلے اللہ علیہ وسلم سے باوقات اربعہ یہہ بات معلوم
ہوئی کہ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ سے مراد اصنام ہین کیونکہ معنی اسکی یَعْبُدُوْنَ
مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ہے اور جس جا کہ یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وارد ہوا اور اوسکی بعد
یدعون من دون اللہ حضرت قرآن مین آیا عبادت مخ الدعاء ہے کہ وہ
اپنے بتونکو حاجت چاہنے مین پکارتے تھے اور وہ ممنوع ہے اور کفر اور استغاثہ
اور استعانت پیغمبر صاحب سے اور سوائے انکے اور نبیون اور اماموں سے بتصریح
اسماء اونکے ممنوع نہین بلکہ سو عبروائے حاجت بندگان ہے جیسا کہ سابق مفصلاً
اوسکا ذکر کیا گیا ——— قولہ کہ فاسق سو صد ہزار درجہ بہتر ہے
متقی مشرک سے اَقُوْلُ بِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ اس عبارت سے یہہ معلوم ہوا کہ ساتھہ تقوی
کے شرک بھی جمع ہوتا ہے حالانکہ امر خلاف اُسکے ہے اسواسطے کہ متقی اوسکو کہتے ہین کہ جو
پرہیز کرے شرک اور سب گناہ سے فلیتفکر۔ قولہ دوسری فصل اشراک فی العلم کے
بیان مین یعنی اس فصل مین ان آیتون اور حدیثونکا ذکر ہے جس سے اشراک فی العلم
کی برائی ثابت ہوتی ہے قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَتَبَارَكَ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِیْحُ الْغَیْبِ
لَا یَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ فرمایا اللہ صاحب نے سورہ انعام مین کہ اوس پاس مین
کنجیان غیب کی نہین جانتا انکو مگر وہی ف بہ یعنی جسطرح اللہ صاحب بندونکے
واسطے ظاہر کی چیز ونکے دریافت کرنیکو الخ اَقُوْلُ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ مراد اس آیت مین

غیب سے پانچ چیزین ہین کہ اوسکا علم اللہ صاحب نے سوا اپنے کسیکو نہین دیا
چنانچہ کلام مجید مین ارشاد فرمایا اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَیَعْلَمُ
مَا فِی الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ
اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ۔ ترجمہ یعنی اللہ جو ہے اوسی پاس ہے قیامت
کی خبر اوتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو مان کے پیٹ مین ہے اور کوئی جی نہین جانتا
کیا کریگا کل اور کوئی جی نہین جانتا کس زمین مین مریگا تحقیق اللہ ہی سب جانتا ہے
خبردار اور تفسیر بغوی مین مذکور ہے وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ اُوْتِیَ نَبِیُّکُمْ عِلْمَ کُلِّ شَیْءٍ
اِلَّا عِلْمَ مَفَاتِیْحِ الْغَیْبِ ترجمہ ابن مسعود نے فرمایا کہ تمہارے نبی دیے گئے علم
ہر چیز کا مگر مفاتیح الغیب کا کہ جسکا ذکر اوپر ہو چکا اب یہہ جو کچھہ حضرت مولوی صاحب
نے بے ادبیان نسبت نبینا صلے اللہ علیہ وسلم کی اپنے فائدہ مین افادہ فرمایا کہ یہہ اللہ
ہی کی شان ہے کسی نبی و ولی جن و فرشتہ پیر و شہید کو امام امام زادے کو بہوت پری کو
اللہ صاحب نے یہہ طاقت نہین بخشی کہ جب چاہین غیب کی بات معلوم کرلین کمال
بے ادبی ہے کہ انبیا کے نام کے ساتہہ بہوت پری کا ذکر کرنا اور احکام مین ایک سمجھنا باعث
عدم تقوی ہے اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْهُ وَنیز ادراک و علم رسولونکا اور نیز اوتنوسے
بہی محقق و ثابت ہے جیسا کہ اللہ تعالے سورۃ جن مین ارشاد فرمایا ہے فَلَا یُظْهِرُ
عَلٰی غَیْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ
وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ۔ لِیَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ بِمَا
لَدَیْهِمْ وَاَحْصٰی کُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا ۔ ترجمہ تو نہین خبر دیتا ہے اپنے بہید کی
کسیکو مگر جو پسند کرلیا کوئی رسول تو وہ چلاتا ہے اوسکے آگے و پیچہے چوکیدار تا جانے
کہ اونہون نے پہونچائے پیغام اپنے رب کے اور قابو مین رکھا ہے جو اونکے پاس ہے اور

گنتے ہین ہر چیز کے گنتی اور تفسیر بغوی مین اسکی تصحیح یون کے ہے فلا یظہر لا یطلع علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول الا من یصطفیہ لرسالتہ فیظہر علی ما یشاء من الغیب لانہ یستدل علی نبوتہ بالایۃ المعجزۃ بان یخبر عن الغیب فانہ یسلک من بین یدیہ و من خلفہ رصدا ذکر بعض الجہات دلالۃ علی جمیعہا رصدا ای اما یجعل بین یدیہ و خلفہ حفظۃ من الملئکۃ یحفظونہ من الشیاطین ان یسترقوا السمع و من الجن ان یسمع الوحی فیلقوا الی الکہنۃ قال مقاتل و غیرہ کان اللہ اذا بعث رسولا اتاہ شیطان فی صورۃ ملک یخبرہ فیبعث اللہ من بین یدیہ و من خلفہ رصدا من الملئکۃ یحرسونہ و یطردون الشیاطین فاذا جاءہ الشیطان فی صورۃ ملک اخبروہ بانہ شیطان فاحذروہ و اذا جاءہ ملک قالوا ہذا رسول ربک لیعلم قرء یعقوب لیعلم بضم الیاء ای لیعلم الناس ان الرسل قد بلغوا و قرء الاخرون بفتح الیاء ای لیعلم الرسول ان الملئکۃ قد ابلغوا رسالات ربہم و احاط بما لدیہم ای علم اللہ ما عند الرسل فلم یخف علیہ شی و احصی کل شی عددا قال ابن

عَبَّاسٍ اَحْصٰی مَاخَلَقَ وَعَرَفَ عَدَدَ مَاخَلَقَ لَا يَفُتْهُ
عِلْمُ شَیْءٍ حَتّٰی مَثَاقِیْلُ الذَّرِّ وَالْخَرْدَلِ ترجمہ کہا ابن عباس نے
گھیر لیا ہے تمام مخلوقات کو اور جان لیا رسول نے گنتی تمام مخلوقات
کہ نہین فوت ہوتا اوسے رسول سے علم کسی چیز کا یہانتک کہ مثاقیل
ذرہ اور رائے کے اب مولوی صاحب اسکا لحاظ فرماوین کہ اس
آیۂ کریمہ سے و نیز حدیث ابن مسعود سے کہ سابق گذرے ثابت
ہوا کہ اللہ نے اپنے حبیب و رسول کو علم ہر شئے کا عطا فرمایا اور
غیوبیت اونکے نظر سے اوٹھا دے اب یہان کنجیان غیب کے سوا
غیوب خمسہ کے انحضرت کو ملے یا نملے اگر فرماوینگے تو ضرور فرماوینگے
کہ ہان ملے پوشیدہ نرہے کہ جواب واقعہ افک کا یعنے تہمت زنا حضرت
ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا جو منافقین سے سرزد ہوے
بچند وجوہ ہے وجہ اول یہہ کہ عدم علم ایک واقعہ خاص کا مستلزم
نہین عدم علم اکثر واقعات کو وجہ ثانی یہہ کہ جملہ ظاہر سے یہہ بات ہے
کہ مرتبہ انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا تمامی انبیا سے بالاتر ہے پہر
اسمین کیا شک ہے کہ حضرت ابراہیم علے نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو
حال حضرت سارہ کا اوسوقت مین کہ بادشاہ مصر نے اونکو مقید کرکے
قصد بیحرمتی کا کیا اطلاع ہوی اور جو حجاب کہ درمیان اونکے اور درمیان
حضرت سارہ کے واقع تہا اوٹھ گیا اور انحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کو حال حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا سے
اصلا اطلاع نہوی اسمین فضل مفضول کا اوپر فاضل کے لازم آتا ہے

اور یہہ محال ہے اور دوسرا اسمین یہہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے کام اپنا اللہ پر چھوڑا تہا اور تسلیم سے اسکا تجاوز
نہ کیا آخر اطلاع پائی بخلاف ابراہیم علیہ السلام کے کہ صبر اور توکل
کو چھوڑکر اللہ صاحب سے عرض کیا کہ خداوندا مجکو نمرود نے آگ مین
ڈالا اور مین نے اوسپر صبر و تسلیم کیا اب مفارقت سارہ سے صبر نہین
کر سکتا اللہ نے اونکی دعا قبول کی اور حجاب کہ درمیان انکے اور
حضرت سارہ کے واقع تہا فی الفور اوٹھا دیا آپ نے اونکے
وصلہ بہرستی کا دیکھکر بد دعا کی ہفت اندام شاہ مصر کے سیاہ ہو گئے
وجہ ثالث یہہ ہے کہ اگر عدم علم ایک واقعہ کا موجب علوم کثیرہ کا
ہو جیسا واقفین قصہ افک پر واضح ہے وہ عین علم ہے نہ جہل
وجہ رابع یہہ ہے کہ اعتبار جاننے اور نجاننے کا اوسوقت مین
ہے کہ اوترنا وحی کا تمام اور منقطع ہو اور جبتک کہ زمان تعلم اور تعلیم
کا باقی ہو اور متعلم اپنے کمال کو نہ پہونچا ہو اوسکے تحقیر نجاننے بعض
مغیبات سے کرنے عین تحقیر اپنی ہے وجہ خامس یہہ ہے کہ اسجا
رب العزت کو حقارت آنحضرت کی اصلا مقصود نہین بلکہ بیان کمال
عزت و حرمت اور عصمت حضرت صدیقہ اور فضیحت اور رسوائی
منافقین کے منظور ہے جیسا کہ شاہد اسپر وہ آیۃ کریمہ جو سورہ نور
کی رکوع ثانی مین مسطور ہے ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ
فی الذین امنوا لہم عذاب عظیم فی الدنیا والاخرۃ واللہ یعلم
وانتم لا تعلمون عصمت اور عزت اور حرمت اہلبیت رسول اللہ کے

اور رسوائی اور بے عزتی اور تحقیر دنیا اور آخرت مین جمیع منافقین
کے بوجہے گئے نہ یہہ کہ کسر شان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور
اونکے اہلبیت کے واللہ اعلم بالصواب قولہ کہ جو کوئی
یہہ دعوے کرے کہ میرے پاس ایسا کچھہ علم ہے کہ جب
مین چاہون اس سے غیب کی بات کو معلوم کر لون اور
آئندہ کے باتونکا معلوم کر لینا میرے قابو مین ہے سو وہ
بڑا جہوٹا ہے کہ خدائی کا دعوے کرتا ہے
اقول ایٔ باللہ التوفیق خدائی کا دعوے تو نمرود وشداد
وہامان وغیرہ کو تہا اور سوائے اونکے کون ایسا مسلمان
ہے کہ برابر خدا کے دعوے اپنے علم اور قدرت کا کرے
مگر ہان اونمین اسقدر استعداد اللہ جل شانہ نے عطا
فرمائے کہ بدولت اوس استعداد کے جب رجوع
الی اللہ کرتے ہین تو فی الفور غیب اونپر آشکارا اور واضح ہوتا ہے
جیسا حال اسکا سابق گذرا اور ہنبنا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو وجیہ الناس
دنیا وآخرت مین اور مقربین سے ہین اونکا تو کیا ذکر آپکے بعض بعض
امتیونکو علم غیب بوجہ اونکے اتباع کے حاصل تہا اور جو امر کہ میر
کہ حضرت مولوی صاحب سورۂ نمل سے واسطے نفی علم غیب کے
تمام عالم سے لائے اور فرمایا کہ قال اللہ تعالے
قُل لَّا يَعْلَمُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ
الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ط

مضا بدین فرماتی ہین۔ وما سنہا شہورا ودہور تمر وتنقضی الا تبلی وتجبرنی بما یاتی
ویخبری تعلمنی واقصر عن صدالی ۔

ترجمہ کہواسے محمدؐ نہین جانتا وہ شخص کہ بیچ آسمان اور زمین کی ہے غیب کو مگر اللہ اور نہین واقف ہین کب اوٹھاے جائینگے ف یہہ مخصوص ہے بیچ حق منکرین کے کہ وہ پوچھتے تھے رسول صلعم سے کہ ہم کب اوٹھاے جائینگے بعد موت کے اور اوسکا کب وقت ہے اوسپر یہہ آیت نازل ہوئی قُل لَا یَعلَمُ مَن فِی السَّمٰوٰتِ وَالاَرضِ الغَیبَ اِلَّا اللہُ الخ جسکا ذکر اوپر گذرا کہ علم اوسکا مخصوص بجناب باری ہے اسمین ہمکو کچھہ کلام نہین کہ سواے اللہ کے کوئی نہین جانتا و نیز نفی علم خاص مستلزم نفی علم عام نہین پس مطلوب ثابت ہوا اور آگے اسکی واسطے اثبات مطلب کے جو آیتین لکہین مثل قولہ تعالی اِنَّ اللہَ عِندَہٗ عِلمُ السَّاعَۃِ وَیُنَزِّلُ الغَیثَ وَیَعلَمُ مَا فِی الاَرحَامِ وَمَا تَدرِی نَفسٌ مَّاذَا تَکسِبُ غَدًا وَمَا تَدرِی نَفسٌ بِاَیِّ اَرضٍ تَمُوتُ اِنَّ اللہَ عَلِیمٌ خَبِیرٌ کہا اللہ صاحب نے سورہ لقمان مین بیشک اللہ ہی کے پاس ہے خبر قیامت کی اور وہی اوتارتا ہے مینہہ اور جانتا ہے جو کچھہ کہ مادہ کی پیٹ مین ہے اور نہین جانتا کوئی کہ کیا کریگا کل اور نہین جانتا کوئی کہ کس زمین مین مریگا بیشک اللہ بڑا جاننے والا ہے خبردار وہ مفید مجیب ہین نہ معید مولوی صاحب کمامر فافہم قولہ قال اللہ تعالی وَمَن اَضَلُّ مِمَّن یَّدعُوا مِن دُونِ اللہِ مَن لَّا یَستَجِیبُ لَہٗ اِلٰی یَومِ القِیٰمَۃِ وَہُم عَن دُعَآئِہِم غٰفِلُونَ اور فرمایا اللہ صاحب نے سورہ احقاف مین اور کون گمراہ ہوگا اس شخص سے زیادہ کہ پکارتا ہے ورے اللہ کے ان لوگونکو کہ نقبول کرین اسکی بات قیامت کے دن تک اور وے انکے پکارنے سے غافل ہین قولہ قال اللہ تعالی قُل لَّا اَملِکُ لِنَفسِی نَفعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللہُ وَلَو کُنتُ اَعلَمُ الغَیبَ لَا

ستکثرت من الخیر وما مسنی السوء ط ان انا الا نذیر و
بشیر لقوم یؤمنون ع کہا اللہ صاحب نے سورۂ اعراف مین
کہ کہہ نہین اختیار رکہتا مین اپنی جانکی کچہہ نفع اور نقصان کا مگر جو کچہہ چاہے
اللہ اور جو جانتا مین غیب تو بیشک بہت سے لے لیتا مین بہلائی اور نہ چہوتے
مجکو کچہہ برائی مین تو فقط ڈرانیوالا ہون اور خوشخبری سنانیوالا ہون انلوگونکو
جو یقین رکہتے ہین اقول وباللہ التوفیق یہہ سب ایتین نفی غیب خاص
مین کہ عبارت خمس لا یعلمہن الا اللہ سے ہے وارد ہوئین ہین یعنے
وہ غیب حقیقی ہے کہ اللہ تعالی نے اسکا علم سوائے اپنے کسی دوسرے کو نہین دیا
اور علم غیب اضافی بہ نسبت انبیاء واولیاء وغیرہ کی صحیح اور جائز ہے جیسا کہ
جواب اسکا سابق گذرا اور اسکی تصریح ملا علی قاری نے مرقاۃ مین بخوبی کردی ہے
اور مراد وہم عن دعائہم غفلون سے اصنام اور بت ہین اور
اور سلب علم اور رفع علم اصنام اور بتونکا مستلزم رفع علم انبیاء واولیاء نہین
فافہم قولہ اخرج البخاری عن الربیع بنت معوذ بن عفراء قالت
جاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فدخل حین بنی علی فجلس علی
فراشی کمجلسک منی فجعلت جویریات لنا یضربن بالدف ویندبن
من قتل من ابائی یوم بدر اذ قالت احداھن وفینا نبی
یعلم ما فی غد فقال دعی ھذہ وقولی بالذی کنت تقولین
مشکوۃ کے باب اعلان النکاح مین لکہا ہے کہ بخاری نے ذکر کیا کہ ربیع نے
نقل کیا کہ پیغمبر خدا آئے میرے گہر مین جب شادی ہوئی تہی میری پہر بیٹہے
میری مسند پر جیسا کہ تو بیٹہا ہے میرے پاس سو وہ دن ہے شروع کیا کچہہ چہوکریون

نے ہماری کہ دف بجانے لگین اور ندکور کرنے لگین اون لوگونکا کہ مارے
گئے تھے بڑے ہمارے بدر مین سو ایک کہنے لگی کہ ہم مین ایک نبی ایسا
ہی کہ جانتا ہے کل کیے بات پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یہہ بات چھوڑ دی اور وہی
کہہ جو کہتے تھے اقول وباللّٰہ التوفیق جو[illegible]کا بچند وجوہ ہے
پہلی یہہ ہے کہ جمیع علوم قرآن مین موجود ہے اور علم اون سب کا رسول
کو ضرور اور لازم ورنہ لازم آویگا جہل اور جہل منافی شان رسول اور تبلیغ
ہے اور تبلیغ ما انزل من ربہ واجب اور دوسرے یہہ کہ قول آنحضرت
صلعم بنات الضاریہ کو دعی ھذہ وقولی بالذی کنت تقولین سے
انکار علم غیب نہین بوجہا جاتا بلکہ یہہ قول بطریق شوق استماع کلام بنات
الضاریہ ہے اور تیسرے یہہ کہ صدور اس قول کا بنات الضاریہ سے بلا
استماع حضرات الصلاۃ سے نہین جیسا کہ یہہ بات اہل علم پر پوشیدہ نہین
ونیز صدور اس قول کا الضار سے حجت ہے واسطے مجیب کے نہ واسطے
مولویصاحب کے چوتھے یہہ کہ تعارض مابین دلائل سابقہ قرآن اور حدیث
سے کہ سابق گذرین اور مابین اس حدیث کے لازم آویگا فافہم وکن من
الشاکرین واعبد ربک حتی یاتیک الیقین قولہ اخرج البخاری
عن عائشۃ رضی اللّٰہ تعالی عنہا قالت من اخبرک ان محمدا
صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم یعلم الخمس التی قال اللّٰہ تعالی تبارک وتعالی
ان اللّٰہ عندہ علم الساعۃ الخ فقد اعظم الفریۃ مشکوۃ کی باب
رؤیۃ اللّٰہ عزوجل مین لکہا ہے کہ بخاری نے ذکر کیا حضرت بی بی عائیشہ نے
کہا کہ جو کوئی خبر دے مجکو کہ حضرت پیغمبر خدا جانتے تھے پانچ باتین کہ اللّٰہ نے
ندکور کین ہین سو بیشک ان نے بڑا طوفان باندہا اقول وباللّٰہ التوفیق

اسکا تو غیر کو بہی اقرار ہے اور قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا واجب الاتباع
اور نیز یہہ قول موئد مطلوب مجیب ہی کا مر فثبت المطلوب وراس بیان سے
ما فی الفائدہ سب جہوٹ و باطل ہو گیا قولہ اخرج البخاری عن ام العلاء
الانصاریۃ قالت قال رسول اللہ صلعم واللہ لا ادری واللہ
ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی ولا بکم مشکوۃ کے باب البکاء و
الخوف مین لکہا ہے کہ بخاری نے ذکر کیا کہ نقل کیا ام العلاء نے کہ فرمایا پیغمبر
خدا نے قسم ہے اللہ کی کہ نہین جانتا مین اور پہر قسم ہے اللہ کی کہ نہین جانتا
مین حالانکہ مین رسول اللہ کا ہون کہ کیا معاملہ ہوگا مجہسے اور کیا تمسے
اقول وباللہ التوفیق ظاہرا یہہ حدیث مناقض ہے اس آیۃ کریمہ لیغفر لک
اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر کی و نیز منافی اس آیۃ کریمہ ولسوف
یعطیک ربک فترضی کی ہے ترجمہ تا اینکہ بخشی اللہ گناہ اگلی اور پچہلے تمہارے
اور بتحقیق قریب ہے کہ عطا کریگا تمکو اللہ پس راضی ہو جاویگا ان دونو آیتون
سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مغفور ہین اور رفع درجات
کو مرتبہ مقام محمود کہ عبارت مرتبہ وزارت سے ہے انکو عطا ہوگا اور حال
یہہ ہے کہ اللہ اپنے وعدہ کے خلاف نہین کرتا قال اللہ تعالی ان اللہ
لا یخلف المیعاد یعنی بتحقیق اللہ خلاف اپنے وعدہ کے نہین کرتا اور بنظر
اس وجوہ کی بعض شراح اس حدیث نے اسکو منسوخ کہا ہے وعلی تقدیر التسلیم
یہہ فرمانا آپ کا بنظر لحاظ خوف وخشیت ہے کہ حضرت انسان کو لازم اور
واجب ہے کہ اپنے علم کو اسمقام مین بمقابلہ علم الہی کی نہایت اندک اور ناچیز
سمجہے اور اقرار اپنی نادانی کا کرے کیونکہ مقابلہ علم اللہ کی اپنا قصور ظاہر کرنا نہایت

مناسب مقام ہے حضرت نے شب معراج کو حضرت جبریل کو دیکھا کہ
خوف الٰہی سے رو رو رہے تھے اونکے چہرہ مین خراش نمودار تھے
اسطرح پرکہ اگر اوسمین کشتے روان کیجاوے تو بخوبی روان ہو جاوے
حالانکہ ملائکہ معصوم ہین وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ اشارہ ہے باین جانب کہ
اللہ کی سطوت اور دبدبہ سے اپنے اعمال اور افعال پر نظر کرکے ہر وقت
اور ہر آن ڈرتا رہے اور اپنے علم اور عمل پر تکیہ و غرہ نکرے اور اپنے علم
کو بمقابلہ علم اوسکی کی لاعلم سمجھے واللہ اعلم بالصواب قوله قَالَ اللّٰهُ
تَعَالٰی وَتَبَارَكَ قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ الخ ترجمہ کہا
اللہ تعالی نے سورۂ مومنون مین کہ کون ہے وہ شخص کہ جسکے ہاتھ مین ہے
قابو ہر چیز کا الخ اَقُوْلُ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق جواب اسکا سابق گذرا فتذکر
قوله قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی قُلْ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا
قُلْ اِنِّیْ لَنْ یُّجِیْرَنِیْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا
الخ فرمایا اللہ صاحب نے سورۂ جن مین کہہ کہ بیشک مین نہین اختیار رکھتا
تمہارے کچھ نقصان کا نہ فائدے کا کہہ بیشک مجھکو ہرگز نہ بچاویگا اللہ سے
کوئی اور ہرگز نہ پاؤنگا ورے اسکی کہین بچاؤ الخ اَقُوْلُ وَبِاللّٰهِ التوفیق
مولوی صاحب نے تمام آیت نہین لکھی کیونکہ مستثنی منہ کو لکھکر مستثنی کو
چھوڑا اور ساتھ اسکی وہ آیت آئندہ کہ اسپر معطوف تھی بجہت اسکے کہ مخل
مقصود قائل تھی اوسکو بھی چھوڑا اور عبارت مستثنی یہہ ہے اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ
اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ اور معطوف اوسپر یہہ ہے وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
اور بغوی نے اسجگہ یہہ لکھا ہے وَلَمْ یُؤْمِنْ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

اَبَدًا یعنی مگر پہونچانا ہے اللہ کی طرف سے اور اوسکی پیغام دینے اور جو کوئی حکم نہ مانے اللہ سبحانہٗ کا اور اوسکے رسول کا سو اوسکو آگ ہے دوزخ کی رہا کرینگے اوسمین ہمیشہ **ف** یعنی کافرونکو سناکر کہدین کہ مین تمہارے نفع و نقصان کا مالک نہین مگر اوسکے احکام پہونچانے اور رسالت کا اور جو کوئی حکم نہ مانیگا اللہ اور رسول کا اور ایمان نہ لاویگا اوسپر سو اوسکو آگ ہی دوزخ کی اوسمین رہیگا ہمیشہ اور جب معنی اس آیت کے یہہ ٹھہری تو جو کچھہ تحت فائدہ کے لکہا وہ سب باطل ہوگیا کیونکہ ہمیشہ رہنا آتش دوزخ مین سواے کافر اور مشرک کے ہرگز مومن کو جائز نہین اور اعتقاد اسکا انکار آیتہ ہے اور انکار آیتہ کفر صریح ہی کیونکہ قصداً معنی خلاف مقصود مراد لیا اور جو شخص کہ معنی غیر مقصود لے اوسکے جزا یہی ہے فافہم **قولہ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَیْئًا وَّلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ** فرمایا اللہ صاحب نے سورہ نحل مین اور پوجتے مین اللہ سے ورے ایسونکو کہ نہین اختیار رکہتے انکی روزی کا آسمانون سے اور زمین سے کچہہ اور نہین طاقت رکہتے **ف** یعنی اللہ کے سوے تعظیم کرتے ہین ایسونکی جنکا کچہہ اختیار نہین اور اونکے روزی پہونچانی مین کچہہ دخل نہین رکہتے نہ آسمان سے مینہ برسادین نہ زمین سے کچہہ اوگا دین اور انکو کسی نوع کی قدرت نہین **اَقُوْلُ وَمَا بِاللّٰهِ التَّوْفِیْقُ** یہہ سب حال بتونکا ہے کہ انکے ہاتہہ مین نہ رزق ہے کہ کسیکو دین اور نہ طاقت ہے مینہ برسانے کی کہ جو واسطہ رزق ہے اور نہ کسیطرحکی طاقت و قدرت ہے اور تفسیر بغوی اور سارے تفاسیر مین مراد ان سب سے اصنام ہین نہ انبیا اور اولیا کہ اونکی تعظیم و تکریم خود حضرت قران سے ثابت

ہے اور محقق ہے جیسا کہ مکرر گذرا اور جو کچھ کہ بذیل اس آیہ کریمہ کی فائدہ
لکہا وہ سب باطل ہوا قولہ قال اللہ تعالی وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ
مَا لَا یَنْفَعُکَ وَلَا یَضُرُّکَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّکَ اِذًا مِّنَ
الظّٰلِمِیْنَ فرمایا اللہ صاحب نے سورہ یونس مین اور مت پکار دوسرے
اللہ کی ایسونکو کہ نہ فائدہ دیوین تجھکو نہ نقصان سو اگر کیا تو نے یہہ تو بیشک
تو بے انصاف ہے اقول و باللہ التوفیق تفسیر بغوی مین لکہا ہے کہ
معنی لا تدع کے لا تعبد ہی یعنی مت عبادت کر دوسرے اللہ کی اس سے معلوم ہوا
کہ ممنوع عبادت غیر خدا ہے اور مراد من دون اللہ سے اصنام ہین جیساکہ آیہ
صاف دال ہے لَا یَنْفَعُکَ وَلَا یَضُرُّکَ اور ظاہر ہے کہ کچھہ نفع اور ضرر
پتھر و نمین نہین اور جو کچھہ مولویصاحب نے اس جا بذیل اس آیہ کریمہ کے
فائدہ مین لکہا یہہ سب صحیح ہے قولہ قال اللہ تعالی قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ
زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَا یَمْلِکُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ فِی السَّمٰوٰتِ
وَلَا فِی الْاَرْضِ وَمَا لَھُمْ فِیْھِمَا مِنْ شِرْکٍ وَّمَا لَہٗ مِنْھُمْ مِّنْ
ظَھِیْرٍ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَۃُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَہٗ حَتّٰٓی اِذَا
فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِھِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّکُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَھُوَ
الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ اور کہا اللہ نے سورہ سبا مین کہ کہہ بھلا پکارو تو ان
لوگونکو کہ خیال کرتے ہین ورے اللہ سے سو وے مختار نہین رکھتے
ایک ذرہ بھر آسمانون مین اور نہ زمین مین اور نہین انکا ان دونون مین
کچھہ ساجہا اور نہین اللہ کا ان میں سے کوئی مددگار اور نہین کام آتی
سفارش اسکی پاس مگر جسکو پروانگی دے یہانتک کہ جب گھبراہٹ دور ہو
ہے انکے دلونسے تو کہتے ہین کیا فرمایا تمہارے رب نے کہتے ہین کہ حق

اور وہی ہے بلند بڑا اَلْمُتَعَالِ وباللہ التوفیق یہہ بہی آیت اصنام اور
بتونکی شان مین ہے اور مراد من دون اللہ سے وہی اصنام ہین کہ کفار اونکو اپنا
اللہ اور معبود سمجہکر عبادت کرتے اور پکارتے حالانکہ وہ بمقدار ایک ذرہ
کی بہی شرکت آسمان اور زمین مین ساتہہ اللہ صاحب کے نہ رکہتے تہے اور نہ
کچہہ انکی مدد کرتے اور انہین بتونکے حق مین فرمایا کہ قیامت کے روز یہہ بت
جسکو پکارتے ہین انکے کچہہ کام نہ اوینگے کہ کچہہ شفاعت انکی کرین اللہ صاحب
سے اور یہہ لوگ یعنی بت پرستونکی نہایت غلطی تہی اور کہتے تہے کہ یہہ قیامت
کے روز ہمارے شفیع ہونگے اللہ صاحب کے پاس اسواسطے اللہ صاحب
نے اسکو رد فرمایا کہ نفع نہ دیگی انکی شفاعت انکو اللہ کے پاس مگر وہ کہ جسکو
اللہ تعالی اذن دے اور اذن نہوگا مگر ذوی العقول کو کیونکہ شفاعت کیواسطے
دو چیز شرط ہے .... شرط اول یہہ
شافع کو اذن شفاعت ہو اور وہ اوسکا مالک ہو اور شفاعت ایک چیز ہے کہ اللہ جسکو دے اوسکا وہ مالک ہو
اور مالک نہین اوسکے مگر محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا کہ عنقریب آئیگا
شرط دوسری یہہ کہ شافع ذوی العقول مین سے ہو اور یہہ اصنام محض بیجان
اور بیعقل ہین اسیواسطے اللہ صاحب نے فرمایا اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَہٗ اور کلام مین کا
ہمارے دعوے پر دلیل ہے اور دلیل دونو شرطون پر یہہ ہے کہ جسکو اللہ
صاحب نے سورۂ زمر مین فرمایا اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ شُفَعَاءَ
قُلْ اَوَلَوْ کَانُوْا لَا یَمْلِکُوْنَ شَیْئًا وَّلَا یَعْقِلُوْنَ ای کیا کافرون
نے سواے اللہ کے اپنا سفارشی کہوا ای محمد اگرچہ نہ مالک ہون یہہ لوگ
کسی شے کے فائدہ اس آیۃ سے کئی بات ثابت ہوئی ایک یہہ کہ دون اللہ

سے مراد اصنام ہین اور دوسرے یہہ کہ یہہ لائق سفارش کے نہین کیونکہ مالک نہین کسی شی کی تیسرے یہہ کہ شرط شفاعت مین عقل بھی ہے اور شفعاء انکی بے عقل محض ہین اور پھر اسکے بعد ارشاد فرمایا اللہ تعالی نے قُلْ لِلّٰہِ الشَّفَاعَةُ جَمِیْعًا ط لَهٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ثُمَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ یعنی کہہ تو اے محمدؐ کہ واسطے اللہ ہے کے ہے سب شفاعت اوسیکا ہے راج آسمان اور زمین پر پہر اوسکے طرف پہیری جاوگی یعنے کل شفاعت کا مالک وہی ہے جسکو دیوے وہ سے اور یہہ اصنام اسکے لائق ہرگز نہین جیساکہ سابق ذکر ہوچکا اور نیز آیت آیندہ سے بہی یہی ثابت ہوتا ہے کہ مراد من دون اللہ سے اصنام ہے جیساکہ اللہ صاحب نے آگے اسکے یہہ فرمایا کی اِذَا ذُکِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَاِذَا ذُکِرَ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِهٖ اِذَا هُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ یعنے جب نام لیجئے اللہ کا نرا رک جاوین دل اونکے جو یقین نہین رکہتے پچہلے گہر کا اور جب نام لیجئے اوسکے سوائے اوروں کا اے اصنام کا تبہی وہ لگین خوشیان کرنے پس نرہے قابل شفاعت کے مگر ذوی العقول من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین اور جو لوگ انکے مطیع ہین اور انمین سب سے اولے اور افضل اور اقدم نبینا صلے اللہ علیہ وسلم ہین کیونکہ انکو منجملہ اور عطیہ کی ایک شفاعت بہی ہے کہ حضرت کو عطا کی گئی اور وہ شافع اور مقبول شفاعت ہین جیساکہ مشکوۃ کے باب فضائل سید المرسلین مین مذکور ہے عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُعْطِیْتُ خَمْسًا لَمْ یُعْطَهُنَّ اَحَدٌ قَبْلِیْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِیْرَةَ شَهْرٍ وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُوْرًا فَاَیُّمَا رَجُلٍ مِنْ اُمَّتِیْ اَدْرَکَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْیُصَلِّ وَاُحِلَّتْ لِیَ الْمَغَانِمُ

ی لم تحل لاحد قبلی و اعطیت الشفاعة وکان النبی یبعث الی قومه خاصة و بعثت الی الناس عامة متفق علیه ترجمہ یعنے جابر سے روایت ہے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مین عطا کیا گیا پانچ چیز کہ نہین عطا کیا گیا کوئی اونکو پہلے میرے فتح دیا گیا مین ساتھ رعب کے مسافت ایک مہینے کی اور کردا نی گئی زمین واسطے میرے مسجد اور طہور مین جو آدمی امت میرے سے لے اوسکو وقت پس چاہیے کہ نماز پڑہے و حلال کی گئی واسطے میرے غنیمتین اور نہین حلال کی گئین واسطے کسیکے پہلے میرے اور عطا کیا گیا مین شفاعت کے تئین اور تہا نبی کہ بہیجا جاتا تہا طرف قوم اپنے کے بالتخصیص اور بہیجا گیا مین طرف تمام آدمیونکی اتفاق کیا اس حدیث پر بخاری اور مسلم کا

فائدہ اس بیان سے صاف ظاہر ہوا کہ مراد من دون اللہ سے سوائے اصنام کے پیر و پیغمبر امام و قطب و غوث ہین کہ وہ معبود ٹھہرائے جاوین واسطے سائر مسلمین کے اور احکام شرک کا اونپر جاری کیا جاوے اور مراد ہو الشفعاء سے پیر و پیغمبر و امام ہین کیونکہ اس حدیث سے صاف ظاہر ہوا کہ حضرت نبینا علیہ الصلواۃ والسلام کو شفاعت مطلق عطا ہوئے اور منکر شفاعت کا منکر قرآن و حدیث ہے عن ابی ہریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا سید ولد آدم یوم القیمة و اول من ینشق عنه القبر و اول شافع و اول مشفع رواہ مسلم اور روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ روز قیامت مین مین سردار اولاد آدم ہونگا و اول اونکا کہ قبر و نسے نکلنگے مین ہونگا اور اول شافع اور مقبول شفاعت مین ہونگا عن جابر ان النبی صلے

اللهُ علیہ وسلم قال اَنَا قائدُ المرسلین ولا فخر وانا خاتم النبیین
ولا فخر وانا اول شافع ولا فخر رواہ الدارمی اور روایت کیا جابر
نے کہ فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ مین کھینچنے والا ہونگا مرسلین کا اور اسمین
مجھکو کچھ فخر نہین اور مین پہلا شفاعت کرنیوالا اور مقبول شفاعت ہون اور
اسمین فخر نہین وصح اَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ فَاُلْبَسُ الْحُلَّةَ
مِنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ اَقُوْمُ عَنْ يَمِيْنِ الْعَرْشِ لَيْسَ اَحَدٌ يَقُوْمُ ذَالِكَ
الْمَقَامَ غَيْرِيْ یعنی صحیح ہے یہہ حدیث کہ فرمایا حضرت نے اول اونگا کہ اپنے
قبر ونسے نکلین مین ہون گا پہر پہنایا جاویگا ایک حلہ حلل بہشتے سے پہر کہڑا ہونگا
جانب یمین عرش کے کہ اِس مقام مین کسیکو تاب قیام نہو گی مسند حمید مین
لکہا ہے کہ یہہ خبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ ایک روز انحضرت
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذکر دجال فرماتے تھے ایک عورت نے عرض کی کہ
یارسول اللہ مین اناسانتی ہون مجھکو خیال اسکا ہے کہ ایسا نہو کہ دجال
خروج کرے اور مین سدی لکانیسے فارغ نہون آپ نے فرمایا کہ اگر دجال
خروج کرے اور مین اوسوقت موجود ہون تیرے طرفسے کفایت اس مہم
کے کرونگا اور اگر بعد میرے خروج کرے پس اللہ خلیفہ میرا ہی یعنے حافظ اور نگہبان
میرے اُمت کا ہے سومنو کو لی کبہی اسطرحکا دلیر نہ تہا اور نہ کسیکو یہہ اذن
تہا کہ حضرت رب العزت کو کہتا اللّٰهُ خَلِيْفَتِيْ مِنْ بَعْدِيْ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کو یہہ اذن تہا کہ فرماتے تھے اَللّٰهُ خَلِيْفَتِيْ مِنْ بَعْدِيْ
اور یہی وجہہ تہی کہ مرض الموت مین خیال امت دلسے نگیا اور مناجات
فرماتے تھے جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا کہ اپ کو اللہ
تعالے نے سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ تھے آپ حبیب اور رسول اور خلیفہ

میرے بندو نہین اب بہی جسوقت آپکو اس جہانسے اوٹھاونگا مین خود خلیفہ آپکا ہونگا آپکے امت مین یعنے اللہ تعالے فرماتا ہے کہ اے سید اولین وآخرین تو اپنے دل کو ساتھ امت کے مشغول نرکھہ بلکہ اپنے امت مجھے سپرد کر کہ بعد وفات آپکے اونکا حافظ و ناصر مین ہونگا یعنی جسطرح حالت حیات مین آپکے برکت سے اونکو راہ راست دکہائے اوسیطرح بعد وفات آپکے راہ راست پر قایم اور صراط المستقیم پر دائم رکھونگا کہ کفر سے بچین حضرت موسی علی نبینا وعلیہ الصلواۃ والسلام نے اپنے قوم بہائی کو سپرد کے اور فرمایا اُخْلُفْنِی فِی قَوْمِی وہ پیچہے اوسکے گوسالہ پرست ہوئے اے سید عالم و اے فخر بنی آدم امت اپنے مجھکو سونپ کہ بعد وفات آپکی امت آپکے پرستش میرے کرین انتہی کلامہ قولہ کہ جو کوئی کسی نبی یا ولی یا امام و شہید کو یا کسی فرشتے یا پیر کو اللہ کی جناب مین اس قسم کا شفیع سمجھے سو وہ اصل مشرک ہے اقول و باللہ التوفیق بیشک آیہ کریمہ و احادیث سے یہہ بات ثابت و متحقق ہوئے کہ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین اور شافع اور مشفع ہیں اور آپ کو شفاعت عطا کئی گئی اور جنسے اللہ صاحب نے نفی شفاعت فرمائے اونکا حال سابق گذرا کہ وہ اصنام ہین اور نفی شفاعت اونسے ظاہر ہے تصریح اور تردید اوسکی پہلی ظہور مین آئی کہ نہ وہ مالک شفاعت ہین اور نہ اونکو عقل ہے اور نیز اس تحقیق سے صاف ظاہر ہوا کہ جو شخص نبی ولی امام شہید پیر کو اپنے ولی اور شفیع بجانے وہ منکر حدیث اور قرآن ہے کما مر غیر مرۃ اور مولویصاحب نے خوب قدر اللہ کی بجانی کہ محالات کو بہی ممکنات سے سمجہا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم

خاتم النبیین ہین اور جب پیدا کرنا مثل آنحضرت کے ممکنات سے اور مقتضائے
شان الہی ہو تو امر محال ممکن ہوا اور تبدیل قول اللہ تعالی کی لازم آئی اور حالانکہ
اللہ تعالی نے تبدیل قول سے سورۂ قاف مین منع فرمایا مَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ
لَدَیَّ وَمَا اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ یعنی نہین تبدیل کیا جاتا ہے قول نزدیک میرے
اور نہین ہو مین ظلم کرنیوالا اپنے بندون پر اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سا
دوسرا پیدا کرنا ممکن ہوا تو یہہ بھی بات لازم ہوئی کہ وہ ظلم کرنیوالا محمد صاحب
پر ہوا اور جو احسانات اللہ صاحب نے اپنے حبیب اور انکی امت پر کیا
واقعی قدردانی اوسکی ہمسے ممکن نہین اور کیونکر قدردانی اوسکی ہو سکتی ہے
جیسا کہ ابھی نقل مسند حمید سے گذرے کہ اللہ صاحب نے وعدہ کیا کہ تو اس
جہا مین نہو تو مین خود خلیفہ تیرے امت مین ہونگا اور اونکو کفر سے بچا دونگا اب
بمقابلہ اس انعام کے جو آنحضرت اور لوانکے امت کو عطا ہوا اوسکی قدردانی
اور شکرگذاری تا بقیامت کسی سے ممکن نہین مگر مولوی صاحب نے خوب قدردانی
کی کہ اللہ صاحب کے وعدہ ہیشکر ان سب نبی پیر امام ولی شہید کو زمرۂ
مشرکین مین داخل کیا اور اونکے شفیع اور ولی کہنے والے کو بھی زمرۂ مشرکین
مین داخل کیا اور کیون نداخل کرین کہ انکے شیخ نجدی سے کہ عبدالوہاب
نجدی ہین خود اپنے رسالۂ توحید مین یہہ لکھا ہے کہ جو شخص پیغمبر کو اپنا ولی
اور شفیع جانے وہ ابو جہل کے برابر مشرک ہے اور پیغمبر کے قبر اور تبرکات
بت ہین اور محمد شرک اور ہلاک کے راہ ہین واہ واہ آپ کی یہہ قدردانی
اور آپ کی چچا صاحب حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ العزیز نے اپنے
تفسیر عزیزیہ مین بذیل اس آیہ کریمہ وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی

کے کیسی قدر دانی اللہ صاحب اور مدد سکے صبیب کی فرمائی کہ جسکے عبارت
یہہ ہے یعنی ہر حالت آخر بہتر باشد ترا از معاملت اول تا انکہ بشریت ترا
اصلاً وجود نماند وغلبۂ نور حق بر تو علی سبیل الدوام حاصل شود واگر آخرت
را بر ما بعد الموت حمل نمایند نیز جا دارد زیرا کہ ظہور سیادت آنحضرت صلعم
در جمعیت انجناب وفیضان جود الٰہی از منبع ذات ایشان دران روز
بکمال قوت وعلو داشتہ باشد بحد یکہ در روز قیامت اولین وآخرین
بشفاعت ایشان محتاج شوند وزیر نشان ایشان سایہ یابند واز آب
حوض ایشان سیراب گردند و تقسیم درجات ومنازل بہشت از ایشان
صورت گیرد۔ ودر لفظ ربک کمال تشفی نست انجناب را یعنی چہ احتمال است
کہ خاوند یکہ باین مرتبہ ترا پرورده باشد وانواع تربیت خود درحق تو
مبذول ساختہ تا انکہ تجلی نور خود را بلا واسطہ مرشدے وپیغمبرے بر روح
تو انداختہ ترا رخصت کند وجواب وہد یعنی از خاوندان مجازی دور
مینماید چنانچہ مشہور است کہ نواختہ را نباید انداخت چہ جاے خاوند حقیقی کہ
پیش از وجود ہر چیز استعداد آنرا درکار ہاے آنہا داد انستہ ہر یک
را بمنصبے ومرتبۂ مخصوص مینماید ولنعم ما قیل ؎ چون بعلم
ازل مرادیدے ✤ ویدے انگہ بعیب بگزیدے ✤ من بعیب آن وتو
بعلم ہمان ✤ ردمکن انچہ خود پسندیدے ✤ ودرینجا باید دانست کہ ہرگاہ
آقاے مہربان قدر دان نوکرے از نوکران خود را بخدمتی مامور سازد
وآن نوکر بکمال جد واجتہاد در آن خدمت مشغول شود وحاسدان غمازان
در پیے دلشکنی آن نوکر شوند و اراجیف بے اصل شایع کنند کہ فلانے

از نظرِ خاوند خود افتاده از خدمتے که بدان مامور بود معذول گشت درین وقت آن خاوندرا از کمال تلطف و شفقت می باید که آن نوکررا دلدارے نماید و اورا تسلی دہد و برائے رفعِ اثر کدورت که باستماع آن امراجیف در دل آن نوکر نشسته بانعامی و خلعتے و وعدهٔ ترقیات منصب اورا مخصوص کند و ہمہ ہمین جنس ہست این کلام وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ یعنی والبته بدہد ترا پروردگار تو آن قدر که راضی شوی و بآن پیمانه استعداد تو لبریز گردد و طلبی و تعطشی باقی نماند و این وعده کمال وسعت دارد خصوصاً بنظر بوسعت استعداد مخاطب که پیغمبر چنین عالیقدر بود توان فهمید که عطا ہاے الہی چه مقدار بوسے خواہد داد تا سیر خواہد شد در حدیث شریف ہست که چون این آیت نازل شد آنحضرت صلعم بیاران خود فرمودند که من ہرگز راضی نشوم تا آنکه یک کس را از امت خود به بہشت داخل نکنم و عطایاے الہی که در حق آنجناب از ابتداے آفرینش روح مبارک ایشان تا انتہاے دخول بہشت واقع شده میشود و خواہد شد بیرون از حیطهٔ قیاس و حد بیان ست مجملی ازان بیان کرده میشود باید دانست که چون شخصے یکے را از متوسلان خود محبوب خود می سازد اورا بچیزہاے بسیار در لباس و سواری و محمل جلوس و دیگر احوال ممتاز میگرداند تا محبوبیت او در نظر عام و خاص جلوه گر شود آنحضرت را صلعم خصوصیاتی که از جناب خداوندی حاصل شده دو قسم است اوّل آنکه پیغمبران دیگر نیز دران شریک اند لیکن ایشان را بیش از ہمه و بیش از ہمه آن نعمت داده اند بسبب آن ایشان را ممتاز ساخته

وقسمے آنست کہ خصوص بایشانست دیگرے را ازآن نصیب نیست وبجہت
اختصار دریجا از ہر دو قسم مخلوط باہم پارہ را نشان دہیم تا معنی این آیت
در ذہن مستمعان بوجہ احسن جاگیر دو از خصوصیاتی کہ آنحضرت صلعم را
در بدن مبارکش دادہ بودند آن بود کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
از پس پشت خود میدیدند چنانچہ از پیش روہی خود میدیدند و در شب تاریکی
چنان میدیدند کہ بروز در روشنی وآب دہن ایشان آنجاے شور را
شیرین میگردد باطفال شیرخوارہ یکقطرہ از لعاب دہن خود می چشانیدند
آن اطفال تمام روز شکم سیر می ماندند وطلب شیر نمیکردند چنانچہ بروز عاشورہ
باطفال اہلبیت تجربہ شدہ وبغل آنحضرت صلعم سفید رنگ براق بود و اصلا
موے نداشت و آواز ایشان جاے میرسید کہ آواز دیگران بعشر
عشیر آن نرسد و از دور می شنیدند کہ دیگران از مسافت کمی نتوانند
شنید و در خواب چشم ایشان خواب آلودہ میشد و دل خبردار میماند و
خازہ دہن ہرگز ایشانرا در تمام عمر اتفاق نیفتادہ و احتلام ہرگز واقع
نشدہ و عرق مبارک ایشان خوشبوتر از مشک بود بحدیکہ اگر در کوچہ
میگذشتند مردم بسبب بوے خوش عرق ایشان کہ در ہوا سرایت
کردہ میماند پے مے بردند کہ ازین کوچہ آنحضرت صلعم گذشتہ اند و ہیچکس
اثر فضلہ ایشانرا بر روے زمین ندیدہ زمین میشگافت و فرو می برد و از آن
مکان بوے مشک مے شمیدند و در وقت تولد مختون پیدا شدند و
ناف بریدہ و پاک و صاف ہرگز لوث نجاست بر بدن ایشان نبود
و چون بر زمین بر افتادند سجدہ کنان و انگشت خود را بسوی آسمان

بر داشته و در وقت تولد ایشان نورے متشعشع شد که به سبب آں شهرهاے
شام مادر ایشان را نمودار شد و گهواره ایشان را ملائکه می جنبانیدند و مهتاب با
ایشان در حالت طفولیت که در گهواره بودند حرف میزد و هر گاه اشاره بسوے
میفرمودند بسوے ایشان مائل میشد و بارها در حالت گهواره تکلم فرموده اند
و همیشه ابر در وقت تمازت گرما بر ایشان سایه میداشت و اگر زیر درختے
می آمدند سایه درخت سمت ایشان متوجه می شد و سایه ایشان بر زمین
نمی افتاد و بر جامهاے ایشان مگس نمی نشست و پیش ایشانرا ایذا نمی
داد و اگر بر جانورے سوار می شدند آن جانور تا مدت سواری ایشان
بول و براز نمی کرد و در عالم ارواح اول کسیکه پیدا شد ایشان بودند و اول کسیکه
در جواب الست بربکم بلے گفت نیز ایشان بودند و سیر معراج مخصوص بایشان
ست و سواری براق نیز مخصوص بایشان و بالاے آسمان رفتن و بحد
قاب و قوسین رسیدن و بدیدار الہی مشرف شدن و ملائکه را فوج و حشم
ایشان ساختن تا همراه ایشان مانند لشکریان جنگ و قتال کردن نیز خاصه
ایشانست و شق القمر و دیگر معجزات عجیبه و غریبه نیز مخصوص بایشانست و در روز
قیامت الجه ایشان را دهند هیچکس را نه دهند اول کسیکه از قبر سر بر آرد ایشان باشند
و اول کسیکه از بیهوشی افاقه کند ایشان باشند و ایشان را بر براق حشر نمایند
و هفتاد هزار فرشته گرداگرد ایشان باشند و بجانب راست عرش بالاے
کرسی ایشان را جا دهند و بمقام محمود مشرف سازند و در دست ایشان لواے
حمد دهند که حضرت آدم و تمام ذریت ایشان زیر آن نشان باشند و همه
انبیا با متبعان خود پس روے ایشان باشند و در دیدار خدا اول با ایشان

شروع نمایند و شفاعت عظمی ایشان مخصوص سازند و اول کسیکه بر پلصراط بگذرد
ایشان باشند و تمام خلائق حشر را حکم شود که چشمہاے خود فرو بندند تا دختر
ایشان حضرت فاطمہ زہرا رض بر پلصراط بگذرد ٭ و اول کسیکه دروازہ جنت
را بکشاید ایشان باشند و روز قیامت ایشان را بمرتبہ وسیلہ مشرف
سازند و آن مرتبہ الیست نہایت بلند که کسی را از مخلوقات میسر نشدہ ٭
حقیقت آنست که ایشان در آن روز از جناب خداوندے بمنزلہ
وزیر از بادشاہ باشند ٭ آنچہ در شرائع بان مخصوص اند چیزہاے بسیار
ست که تعداد آن موجب تطویل ست انتہی کلامہ اور پوشیدہ
نرہے کہ بیان سابق اور لاحق سے یہہ بات متحقق ہوے کہ جتنے گناہ
صغائر و کبائر سواے شرک کے کہ جسکے تعریف ہمنے سابق کے ہے شفاعت
نبینا صلعم سے کہ حبیب رب العالمین ہین اور حدیث محبوبیت کی اونکے
مشکوۃ مین موجود ہے .... سب بخشدے جاینگے
ولنعم ما قال هُوَ الْحَبِيبُ الَّذِي تُرْجَى شَفَاعَتُهُ لِكُلِّ
هَوْلٍ مِنَ الْأَهْوَالِ مُقْتَحِمِ ازالۃ الشک جو کچھہ کہ حضرت قرآن
مین نفی شفاعت جسجگہ اور جہان وارد ہوے مراد اوس سے شفاعت
کفار اور مشرکین اور منافقین ہے جسکو اللہ صاحب نے فرمایا
فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ اِن سبہونکو شفاعت کسیکے
نفع ندیگی و نیز من دون اللہ سے مراد اصنام ہین جیسا کہ شرح مواقف
مین مذکور ہے کہ ابن زبعری نے صلے اللہ علیہ وسلم سے اگر کہا کہ اللہ
تعالی فرماتا ہے اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ حَصَبُ

جھ حصتم یعنے تم مقرر اور وہ چیز کہ پوجتے ہو تم سواے اللہ کے جہنم
ایندھن ہو حالانکہ لوگ انبیا علیہم السلام کو بھی پوجتے تھے پس چاہئے
کہ وہ بھی جہنم مین جاوین حضرت نے فرمایا کہ تجھکو اپنے زبان کے محاورہ
سے بھی خبر نہین تو نہین جانتا کہ لفظ ما جو قرآن مین آیا ہے اوس
سے غیر ذوی العقول چیزین مراد ہوا کرتی ہین پس انبیا ذی عقل
تھے وہ مراد نہین بلکہ حجر و شجر مراد ہین **قولہ** دوسرے صورت یہ
ہے کہ کوئی بادشاہ زادہ بیگم یا بیگما تو ننسے یا کوئی بادشاہ کا معشوق
اس چور کا سفارشی بنکہ کھڑا ہو جاوے اور چور کے سزا نہ دینے
دیوے اور بادشاہ اسکی محبت سے لاچار ہو کر اس چور کے تقصیر
معاف کر دیوے اسکو شفاعت محبت کہتے ہین یعنے بادشاہ نے
محبت کے سبب سفارش قبول کر لے اور یہہ بات سمجھے کہ یکبار غصہ
پی جانا اور ایک چور کو معاف کر دینا بہتر ہے اس رنج سے کہ جو
اس محبوب کے روٹھہ جانے سے مجھکو ہو گا اس قسم کی شفاعت
بھی اسکی دربار مین کسیطرح ممکن نہین اور جو کوئی کسیکو اس جناب
اقدس مین اس قسم کا شفیع سمجھے وہ بھی ویسا ہی مشرک ہے
اور جاہل **اقول وباللہ التوفیق** جواب اسکا بخوبی سابق گذرا
کہ جب بادشاہ عظیم الشان اپنے حبیب سے کچھہ وعدہ کرتا ہے تو
بموجب الکرام **اذا وعد وفا** کے ضرور اوسکو ایفا کرتا ہے تاکہ خلاف
وعدہ نہ ہو اور نہین لحاظ کیا آپ نے کہ اللہ صاحب نے اپنے حبیب
سے وعدہ فرمایا **ولسوف یعطیک ربک فترضی** اور آپ کے
چچا صاحب نے بھی بتفصیل تمام شرح اس آیہ کریمہ کی بخوبی کر دے

گرادسمین اصلا شک دار تیاب باقی نرہا مگر یقین تو اللہ کے دینے
سے ہوتا ہے اور جب تک کہ انسان اپنے کو اوسکی عبادت مین
کہو نہین دیتا اجمال و تفصیل کچہہ اوسکو فائدہ نہین کرتا قَ اُعْبُدْ رَبَّكَ
حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ اور یہہ جو مولویصاحب نے کہا کہ لاچار ہو کر
اس چور کے تقصیر معاف کر دے یہہ تو آپ کے گڑہے باتین ہین اور
ایسے عظیم الشان کی جناب مین ایسا شک وہم بھی عین شرک
ہے اور یہہ جو کہا کہ جو کوئی کسیکو اس جناب مین اِس قسم کا شفیع
سمجہے وہ بہی ویسا ہی مشرک ہے اور جاہل ہیہ تو دعوی مولویصاحب
کا بلادلیل ہے اور دعوی بلادلیل مثبت مدعا نہین اور جو کچہہ آگے
اِسکے لکہا جواب اوسکا یہہ ہے کہ ہان یہہ مقتضاے ایمان ہے کہ
انسان کو لازم ہے کہ ہر دم و ہر آن خوف مالک الملک سے اپنا زہرہ
آب رکہے اور نیز امیدوار اوسکی رحمت کا رہے لیکن پہر بہی رحمت
غالب ہے بمقتضاے سَبَقَتْ رَحْمَتِيْ عَلٰى غَضَبِيْ کے اکثر و اغلب
نجات ہے وہ کیسا ہی گنہگار ہو اور ذکر اسکا سابق مکرر گذر چکا
قوله .... یوم قیامت کو ایسا خوف ہوگا اور ایسی گہبراہت
ہوگی کہ فرشتے آپس مین بیچواس ہونگی اقول وباللہ التوفیق
کہ یہہ بیچواسی او جہ گہبراہٹ تو ملائکہ کو ہوگی کہ مرتبہ خواص ملائکہ کا کمتر ہے
خواص انبیا سے جیسا کہ عقاید اہل سنت ہے اور عام امت نبینا
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایسے گہبراہٹ اور بیچواسی سے ایمن اور بیخوف
ہن جہ جاے کہ رسول صلعم جیسا کہ اللہ صاحب نے سورۂ نمل کے رکوع

آخیر مین فرمایا ہے مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِّنْهَا وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ
یعنے جو شخص ایک نیکی کریگا تو بس واسطے اوسکے خیر ابہتر
دیجاویگی اوس نیکی سے اوس حالت مین کہ وہ ترس و خوف سے
اسدن مین ایمن و نڈر ہونگے فائدہ جب حضرت
کے ادنے ادنے امتی کا یہ رتبہ ہے کہ اللہ صاحب نے اونکی
حق مین ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ دن قیامت کو ایسے ترس
وخوف سے ایمن اور نڈر ہونگے تو حال نبینا صلعم کا کہ شفیع
ہو عود مین اور شفاعت اونکو عطا ہوگئی باحادیث مذکورہ کیونکر ایمن
اور نڈر ہونگے اور یعنے شفاعت بالاذن کے سابق گذرے
اور جواب تیسری صورت کا بیان سابق سے سب واضح
وآشکارا ہوگیا حاجت تحریر نہین اور قولہ صورت تیسری مین
جو اصل مالک بھول جاوے لکھ اَقُوْلُ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ اسمین کچھ
شک نہین یعنے منکر ہوا اوسکے احکام کا اور اون خبرونکا
جسکو نبی صلے اللہ علیہ وسلم لیے آئے اللہ صاحب کے
پاس سے تو البتہ سب نبی اور ولی ایسے آدمی سے بیزار
ہین بلکہ اوسپر غضب مین آتے ہین اور جواب پکارنی
کا کہ مراد یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے مراد ۔ ۔ ۔ ۔ ہے سابق گذرا
قولہ ۔ اَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ
عَنْهُ قَالَ كُنْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلعم يَوْمًا فَقَالَ
يَا غُلَامُ احْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ احْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْ

تُجَاهَكَ وَاِذَا سَئَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰہَ وَاِذَا اسْتَعَنْتَ

فَاسْتَعِنْ بِاللّٰہِ وَاعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّۃَ لَوِجْتَمَعَتْ عَلٰی

اَنْ یَّنْفَعُوْكَ بِشَیْءٍ لَمْ یَنْفَعُوْكَ اِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ کَتَبَہُ

اللّٰہُ لَكَ وَلَوِاجْتَمَعُوْا عَلٰی اَنْ یَّضُرُّوْكَ بِشَیْءٍ

لَمْ یَضُرُّوْكَ اِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ کَتَبَہُ اللّٰہُ

عَلَیْكَ رُفِعَتِ الْاَقْلَامُ وَجُفَّتِ الصُّحُفُ

مشکوۃ کے باب التوکل مین لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ
نقل کیا ابن عباس نے کہ تہا مین پیچہے پیغمبر خدا
کے ایکدن سو فرمایا اے لڑکے یاد رکہہ اللہ کو کہ وہ یاد
رکھے تجہکو اور کہہ اللہ کو کہ پاوے تو اوسکو اپنے
روبرو اور جب مانگے تو کچہہ تو مانگ اللہ ہی سے اور
جب مدد چاہے تو مدد مانگ اللہ ہی سے اور یہ یقین سمجہہ
ہے کہ بیشک سب لوگ اگر اکٹھے ہوجاوین اسپر
کہ فایدہ پہونچاوین تجہکو کچہہ تو فایدہ نہ پہونچاسکین
مگر جتنا کہ لکہدیا ہے اللہ نے تیرے حقمین اور
جو اکٹھے ہوجاوین اسپر کہ نقصان پہونچاوین
تجہکو تو نقصان نہ پہونچا سکین گے مگر اوتنا ہے
کہ لکہدیا ہے اللہ نے تجہپر اوٹہا لیے قلم اور سوکھہ گئی

کا غلط اَقُولُ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق اسباب اور توسل منافی توکل

نہین اور یہہ سب داخل جف القلم بما ہو

کائن ہے اور آثار اور اخبار توسل اور استشفاع

مین سابق مذکور ہوئے اور انحضرت صلعم نے جسکے

واسطے بعض دعاؤن کے کہ اوس سے شفاعت

انحضرت صلعم کے تصریح تمام بوجہے جاتی ہے

اگر منافی توکل ہوتی تو آپ کیون استدعا رکی

ارشاد فرماتے جیسا کہ مشکوٰۃ کے باب الاذان

مین لکہا ہے - عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

صَلعم مَنْ قَالَ حِیْنَ یَسْمَعُ النِّدَاءَ اَللّٰھُمَّ

رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَ

اِنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ انِ الَّذِیْ

وَعَدْتَّہٗ حَلَّتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ

کہا جابر نے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

نے کہ جسنے کہا وقت سننے اذان کے اے اللہ

تو پروردگار ہے اس دعاے کامل کا اور نماز فرض کا

گردان تو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ

اور بزرگی اور اوٹھا اوسکے تئین بمقام محمود

مین کہ وعدہ کیا ہے تونے اوسکا واجب ہوگی

واسطے اوسکے شفاعت میری دن قیامت کے
روایت کیا اس حدیث کو بخاری نے **فائدہ**
اگر استدعا و توسل منع ہوتا تو آپ ایسا کیون
فرماتے شاید کہ مولویصاحب بعد اذان کے یہ
دعا نہ پڑھتے ہون گے اور نہ اپنے لوگونکو حکم فرماتے
ہون گے اس حدیث مین وعدہ شفاعت کا صراحتہً
مذکور ہے غرضکہ انکار ایسے امور کا کہ ثبوت اوسکا حدیث
صحیح سے ہو آفتاب پر خاک ڈالنا ہے اور باقی
جو فائدہ مین کہا اور بیان کیا وہ سب سابق
اور لاحق سے صاف رد ہو گیا ونیز جاننا چاہیے
کہ جو کچھ دنیا مین موجود ہے یہ نمونہ آخرت سے
مگر فرق اتنا ہی کہ اللہ جل شانہ شاہنشاہ ہے
اور یہ دنیا کے چھوٹے چھوٹے بادشاہ ہین اور بادشاہ
کے یہان سب لوگ معزز و ممتاز نہین ہوتے اسی
طرح شاہنشاہ کے یہان سب لوگ معزز و ممتاز۔۔
نہین جیسا کہ اللہ صاحب نے حضرت قرآن مین فرمایا
وما یستوی الاعمی والبصیر ولا الظلمت ولا النور
ولا الظل ولا الحرور وما یستوی
الاحیاء والاموات ۔۔۔

یعنے آیا برابر ہے زندہ اور مردہ یعنے ان سب مین بڑا فرق ہی اور اللہ صاحب کے
یہان مراتب جدا گانہ ہین جیسا سابق اسکا ذکر ہو چکا اسیطرح بادشاہان دنیا کے
نزدیک بھی ہر شخص کے مرتبے علیحدہ علیحدہ ہین کوئی وزیر دا ہنے جانب ہی اور کوئی وزیر
بائین جانب ہان اتنا فرق ہے کہ ہر ایک بندہ سامنے اللہ کے ہی اور اللہ اوسکا
حال دیکھتا ہی اور سنتا ہے اور بادشاہان دنیا ایسے نہین کیونکہ جو اون کے
حضور مین ہے وہ حاضر اور جو اون سے غائب ہین غائب اور جیسا کہ التفات بادشاہان
دنیا کا نسبت اپنے بندگان کے برابر نہین اسیطرح التفات شاہنشاہ کا نسبت اپنے
بندگان کے بھی برابر نہین رتبہ انبیا کا اور ہی رتبہ ملائکہ کا اور اور اسیطرح مراتب
صدیقین اور شہدا اور صالحین کے متفاوت ہین اور سوا ے انکے اور بندگان
ہین کہ اپنی شامت اعمال سے جانب شاہنشاہ کے نظر نہین کر سکتے کیونکہ وہ جانتے
ہین کہ رحمت اللہ کی نیک کارون کے نزدیک ہی اور ہم لوگ تباہ کار اور گنہگار ہین
اس جہت سی نہایت شرم سے کچھ کہہ نہین سکتے پس ایسے لوگون کے واسطے شفاعت
خواص خصوصاً نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کہ قیامت مین اول شافع اور مشفع ہونگے
نہایت مفید اور موجب نجات آتش دوزخ سے ہے جیسا کہ دنیا مین آپ کی برکت
سے انواع انواع کے عذاب دنیا سے اللہ صاحب نے بچایا چنانچہ اللہ صاحب نے
فرمایا وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ
یعنے نہین ہے اللہ کہ عذاب کرے انکو اور حال یہ ہی کہ تو ہے اونمین اور نہین ہے اللہ
کہ عذاب کرے اونکو حالانکہ وہ توبہ کرنیوالے ہون اور آپ نے فایدہ مین یہ جو لکھا کہ
بلکہ اللہ اپنے بندون سی بہت نزدیک ہی جو ادنے بندہ اپنی دل سے اوس کی طرف متوجہ ہوے
تو اوسکو اپنے سونہ کے روبرو پاوی وہان اپنی غفلت ہی حجاب ہی اور کچھ پردہ نہہ تھا جو کوئی

اس سے دور ہی اپنی غفلت کے سبب دور ہی ورنہ وہ توسب ہی نزدیک ہے سیلماء للغم ما قال ۔ سو پردہ تو کوئی مانع دیدار نہ تہا اپنی غفلت کے سوا کچہہ در و دیوار نہ تہا اور اسی روک ٹوک کیواسطے کہ باعث اوسکا اپنی غفلت ہے اللہ جل شانہ نے اپنی خواص کو مقرب درگاہ اپنا کیا کہ اونکی شفاعت سے ایسے گنہگار شرمسار کو آتش دوزخ سے خلاصی بخشی **قوله** اخرج ابن ماجہ عن عمرو ابن العاص قال قال رسول اللہ صلعم ان قلب ابن ادم بکل وادٍ شعبة فمن اتبع قلبه الشعب کلها لم یبال اللہ بای وادٍ اهلکه و من توکل علی اللہ کفه الشعب مشکوٰۃ کے باب الصبر والتوکل مین لکہا ہے کہ ابن ماجہ نے ذکر کیا کہ عمرو بن العاص نے نقل کی کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ بیشک ادمی کے دلمین ہر میدان کی طرف راہ ہے سو جو کوئی پیچہے ڈالے اپنی دلکو سب راہونکے تو کچہہ پروا نہین رکہتا اللہ کہ کسی جنگل مین تباہ کرے اوسکو اور جو کوئی بہروسا کرے اللہ پہ تو وہ کفایت کرتا ہے اوسکو سب راہونمین **اقول وباللہ التوفیق** ۔ جو کچہہ مولویصاحب نے اس جا ذکر فرمایا سب صحیح ہے مگر کسی پیغمبر یا ولی یا شہید کو وسیلہ گرداننا منافی توکل وصبر نہین ہے کما مر غیر مرۃ

قوله ۔ اشراک فی العبادت کی برائی کے بیان مین یعنے عبادت کہتے ہین ان کامونکو جو اللہ صاحب نے اپنی تعظیم کے واسطے اپنی بندونکو بتلائی ہین سو اس فصل مین یہ مذکور ہے کہ قران اور حدیث مین اللہ کی تعظیم کے کون کونسے کام ہین تاکہ اور کسی کے لئے کرنے سے شرک لازم آئے **اقول وباللہ التوفیق** معنے عبادت کے لغت مین خضوع اور تعبید اور تذلیل ہے نہ تعظیم اب جو کوئی اللہ کی عبادت مین دوسرے کو شریک کرے وہ بیشک مشرک ہے

اور چونکہ سجدہ مین نہایت تذلل پایا جاتا ہے اسواسطے اللہ صاحب نے اس امت پر سجدہ بغیر اللہ حرام فرمایا ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالی و تبارک نے لا تسجدوا للشمس ولا للقمر الخ اور نیز حضرت نوح علے نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنی قوم کو عبادت بتون سے منع فرمایا اور ڈرایا کہ غایت تذلل اور خضوع و تعبد سوائے اللہ کے نچاہیئے کیونکہ کفار اپنے بتون کے ستا تھے یہ سب معاملہ کرتے تھے اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جو افعال کہ اوس سے تذلل اور خضوع بوجہا جاوے سوائے اللہ کے نکرنا چاہیئے جیسا کہ سجدہ نیہ کہ کل افعال کہ وہ نماز مین ہون خواہ مناسک حج مین اون سب کو چھوڑ دینا چاہیئے جیسا کہ نماز مین قعود اور قیام کیونکہ یہ واسطے غیر اللہ کے بھی عمد التعظیم اور غیر تعظیم ظہور مین آتا ہے اور وہ شرک نہین مثلاً کسی عالم کے سامنے دو زانو بیٹھنا یا واسطے اوسکے جگہہ مجلس مین چھوڑ دینا خواہ وہ شرح یعنے جنبش ایک مکان سے طرف مکان کے ہو یا باوجود وسعت مکانی کے اور القیام واسطے عالم یا کسی شخص معظم مکرم کے جیسا کہ قیام حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا واسطے رسول اللہ صلعم کے اور انحضرت صلعم کا واسطے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ان سبکی تصریح مشکوٰۃ مین موجود ہی اور نیز حدیث صحیح مین وارد ہی اذا جاءکم کریم قوم فاکرموا یعنے جسوقت کہ آوے پاس تمہارے بزرگ ایک قوم کا پس تعظیم اور تکریم کرو اوسکی اور سابق اسکے مذکور ہو چکا ہی کہ صاحب بغوی نے مراد دعا سے عبادت لیا اور اسیطرح یعنے سورہ جن مین ان المساجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احدا سے لا تعبدوا الا اللہ لیا اس سے معلوم ہوا کہ یا رسول اللہ کہنا شرک نہین ہی اگر شرک ہو تو ضرور ہے کہ التحیات مین نبیے ما خوذ نکرین اور حالانکہ وہ حضرت کے زمانہ سے اتبک اوسمین

داخل ہی اور یہ کہنا کہ یہ دعا بطریق نقل اور اخبار ہی نہ بطریق انشا ریہ خلاف واقع ہے کیونکہ طحطاوی حاشیہ در المختار مین اسکے خلاف لکھا ہے جسکو شک ہو حاشیہ در مختار دیکہہ لے اور حضرت کے نام ہی تو داخل نماز او خارج نماز سب کلو ہی اور جس جا اللہ نے اپنا نام ذکر کیا ہے نام حضرت صلعم کا بہی ضم کیا ہے مگر تین جا پہلے آخر بانگ نماز مین فقط لا الہ الا اللہ کہتے ہین دوسری عطسہ مین الحمد للہ تیسری وقت ذبح کے کہ فقط بسم اللہ کہتے ہین جیسا سابق گذرا اب ذرا مولوی صاحب غور کرین کہ اپنے نام کے ساتہہ سوائے نام حضرت صلعم کے کسی اور کے نام کو بہی ضم کیا ہے **قولہ** - کوئی بندہ اپنی پاک دل سے پکارتا ہے لوگ بیوقوف یون سمجہتے ہین کہ بڑا بزرگ ہو گیا ہے جسکو وہ چاہے دیوے اور جو چاہے چہین لیوے اور اس بات کی امید کرکے ہجوم کرتے ہین اوس بندے کو چاہیے کہ سچی بات بیان کر دے کہ مشکل کیوقت پکارنا اللہ ہی کا حق ہے اور نفع و نقصان کی امید رکہنی اوسیسے ہی چاہیئے یہ معاملہ اور کسی سے کرنا شرک ہی اور شرک سے مین بیزار ہون سو اب کوئی چاہی کہ یہ معاملہ مجہسے کری اور مین اوس سے راضی ہو جاؤن یہ ہرگز ممکن نہین اس آیت سے معلوم ہوا کہ ادب سے کہڑا ہونا اور اوسکو پکارنا اور اوسکا نام جپنا اونہین کامون سے ہی کہ اللہ نے خاص اپنی تعظیم کے لیئے ٹہرائے ہین اور کسی سے یہ معاملہ نکری کہ شرک ہے اقول اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ التَّوْفِيْقُ ایسے بندون کا فرق سابق بیان ہو چکا کہ اللہ کے خاص بندے مثل بتون کے نہین کہ ان سے نہ کچہہ نفع متصور ہی نہ ضرر اور دنیا اور آخرت مین کسی قسم کا مفاد انسے متصور نہین بخلاف بندگان مخلصین کے کہ اون سے دنیا اور آخرت کے فایدے متصور ہین خصوصاً نبینا صلعم سے کہ اون سے قبل ظہور پیکر عنصری اور بعد ظہور

کے ہر طرح کے سفا د اور مضار اپنے اپنے محل مین ظہور مین آوے اور بعد خلع
صورت عنصری یعنے وفات کے انواع انواع کے فوائد منصور کہ ظہور اوسکا
انشاء اللہ مقام محمود مین ہوگا لیکن باوصف ایصال فوائد اور انعامات
اپنی اُمت پر اصلا اپنی کلام مین حد بشریت کو نچھوڑا جیسا کہ مشکوۃ کے باب
اشراط الساعۃ مین مذکور مین ہے اَللّٰھُمَّ لَا تَکِلْھُمْ اِلَیَّ فَاَضْعُفَ عَنْھُمْ وَلَا تَکِلْھُمْ
اِلٰی اَنْفُسِھِمْ فَیَعْجِزُوْا عَنْھَا وَلَا تَکِلْھُمْ اِلَی النَّاسِ فَیَسْتَأْثِرُوْا عَلَیْھِمْ ترجمہ یا اللہ مت چھوڑ انکو طرف
میری اور نہ سونپ ان کے کامونکو طرف میرے کہ عاجز ہوون مین انسے اور
نسکون مین اوٹھانا بار غمخوارگی ان لوگون کا اور مت چھوڑ انکو ساتھہ انکی
کہ عاجز آوین درست کرنمین اپنی ذات کے مشکلون کے اور نچھوڑ انکو اور
ان کے کامونکو طرف آدمیون کے اور محتاج مت کر انکو طرف آدمی کے
کہ اختیار کرین اور مقدم رکھین آدمی اپنی حاجتونکو انکی حاجتون پر جیسا کہ عادت
گرفتاران نفس کی ہے اور شیخ عبد الحق دہلوی نے شرح استقام مین لکھا
ہے کہ اسجگہہ تعلیم اور تنبیہ ہے انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اپنی امت کو کہ اپنے
کامون کو اللہ کے ساتھہ سونپین اور اعتماد غیر سبحانہ تعالے پر نکرین اور نظر نہین
ع کار خود را بخدا باز گذار کہ گفت نبی بسم از بن بہتر کار + اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی شریعت کو استقام پر حد بشریت اور ضعف عبودیت
پر رکھا واسطے رعایت کمال عزت وعظمت ربوبیت حق جل وعلے کے ورنہ آنحضرت
صلعم خلیفہ مطلق اور نائب کل جناب اقدس کے ہین کرتے ہین اور دیتے ہین جو کچھہ
چاہتے ہین حکم سے اوسکے شعر + فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَھَا + وَمِنْ عُلُوْمِكَ
عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ یہ ہے حال کاملین کی تحریر اور تقریر کا نسبت آنحضرت صلعم کے

کہ اونکی تعظیم اور توقیر دلسے سمجھکر صفحہ قرطاس پر لکھتے ہین بخلاف حضرت مولویصاحب کے کہ سوائے ذم اور تحقیر کے کسی جا اونکو بعزت اور تعظیم یاد نہین کرتے اور حال ادب سے کہڑے ہوئے اور پکارنیکا سابق گذرا اور سوائے کفار بدشعار کے کوئی مومن بجائے نام اللہ کے انکا نام نہین جپتا اور علاوہ اسکے مولویصاحب نے جو باتین اس آیت سے استنباط کر کے تحت فایدہ لکھا یہ استنباط جدید اور خلاف مجتہدین ومفسرین ہے کیونکہ تفسیر بغوی مین اس آیت کے معنے یون لکھا ہے لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ یعنی نبی صلعم یَدْعُوْهُ یعنے یَعْبُدُوْهُ وَیَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ کَادُوْا یعنے اَلْجِنُّ یَکُوْنُوْنَ عَلَیْهِ لِبَدًا اَیْ یَرْکَبُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَیَزْدَحِمُوْنَ حِرْصًا عَلٰی اِسْتِمَاعِ الْقُرْاٰنِ هٰذَا قَوْلُ الضَّحَّاكِ وَرَوَاهُ عَطِیَّةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ سَعِیْدُ بْنُ جُبَیْرٍ عَنْهُ هٰذَا مِنْ قَوْلِ نَفَرٍ الَّذِیْنَ رَجَعُوْا اِلٰی قَوْمِهِمْ مِنَ الْجِنِّ ... اَخْبَرَهُمْ بِمَا رَاٰ وَمِنْ طَاعَةِ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صلعم وَاِقْتِدَاهُمْ بِهٖ فِی الصَّلٰوةِ وَقَالَ الْحَسَنُ وَقَتَادَةُ وَابْنُ زَیْدٍ اَعْنِیْ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ بِالدَّعْوَةِ تَلَبَّدَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ وَتَظَاهَرُوْا عَلَیْهِ لِیُبْطِلُوا الْحَقَّ الَّذِیْ جَاءَهُمْ بِهٖ وَیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ فَاَبَی اللّٰهُ اِلَّا اَنْ یُّتِمَّ هٰذَا الْاَمْرَ وَیَنْصُرَهُ عَلٰی مَنْ نَاوَاهُ قُلْ اِنَّمَا اَدْعُوْا رَبِّیْ اَیْ قَالَ مُقَاتِلٌ وَذٰلِكَ اِنَّ کُفَّارَ مَکَّةَ قَالُوْا لِلنَّبِیِّ لَقَدْ جِئْتَ بِاَمْرٍ عَظِیْمٍ فَارْجِعْ عَنْهُ فَنَحْنُ نُجِیْرُكَ فَقَالَ لَهُمْ اِنَّمَا اَدْعُوْا رَبِّیْ فَلَا اُشْرِكُ بِهٖ اَحَدًا

ترجمہ - یعنے ہرگاہ کہ قایم ہوئی نبی صلعم عبادت کرتے اللہ کی قریب تھے جن
کہ چڑہتے بعض اون کے بعض پر اور ازدحام کرتے تہے سننے قران پر اور یہ قول
ضحاک کا ہے اور روایت کیا عطیہ نے ابن عباس سے پس کہا سعید ابن
جبیر نے اون سے یہ بات اونلوگونکی ہی کہ لوٹے طرف قوم اپنی کے جن سے خبر دیا اونکو
جو کچہہ کہ دیکہا تہا بندگی اصحاب نبی صلعم سے اور پیروی اونلوگون سے ساتہہ نبی
کے نماز مین اور کہا حسن اور قتادہ اور ابن زید نے ہرگاہ کہ کہڑے ہوئے نبی
صلعم ساتہہ دعوت کے ازدحام کرتے تہے جن والنس اور مدد کرتے تہے وہ سب
اون کے ضرر پہونچانے پر تا انکہ بجہاوین نور اللہ کو پس انکار کیا اللہ نے
مگر یہ کہ تمام کرین اس امر کو اور مدد کرے اونکے اوپر اوس چیز کی کہ چاہتا تہا
تہا اونلوگون نے اوسکو اور کہا مقاتل نے کہ یہ بات ثابت ہے کہ بیشک کہا
کافرون نے نبی صلعم سے بیشک لایا تو ایک امر بڑا پس لوٹ جا تو اوس سے
پس ہم سب پناہ دینگے تجکو کہا نبی صلعم نے کہ بیشک مین عبادت کرتا ہون
اپنے رب کی اور نہین ساجہی کرتا ہون مین اوسکے ساتہہ کسیکو - انتہی - حضرت
مولویصاحب یہ چاہتے ہین کہ خلاف مفسرین اور محدثین کے اپنی راے سے
تفسیر آیتون کی بیان کرکے تمام مومنین کو زمرہ کفار مین داخل کرین اور
احکام مشرکین کے اونپر جاری مگر یہ بات ہرگز ممکن نہین کہ اللہ صاحب اونکی
ایمان کا خود حامی و مددگار ہے - **قولہ** قال اللہ تعالی وَأَذِّن فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ
رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ اللہ صاحب نے اپنی تعظیم کے لیے بعضے بعضے
مکان ٹہرائے ہین جیسے کعبہ اور مزدلفہ اور منا اور صفا اور مقام ابراہیم اور
ساری مسجد الحرام بلکہ سارا مکہ معظمہ بلکہ ساری حرم اور لوگون کے دلمین وہانکے

جانیکا شوق ڈالدیا کہ ہر طرحسے خواہ سوار خواہ پیادہ دور دور سے قصد کرکے آتے ہین اور رنج وسفر کی تکلیف اوٹھا کر میلے کچیلے ہوکر وہان پہونچتے ہین اور اوسکے نام پر وہان جانور ذبح کرتے ہین اور اپنی منتین ادا کرتے ہین اور پہر میل کچیل دور کرکے نہا دہوکے صاف پاک کپڑے پہنکر اوس گہر کی زیارت کو جاتے ہین اور اوسکا طواف کرتے ہین اور اپنی مالک کی تعظیم جو دلمین بہر رہی وہان جاکر خوب نکالتے ہین کوئی چوکہٹ چوم رہا ہے کوئی دروازے کے سامنے دعا کر رہا ہے کوئی غلاف پکڑکے ملتجی بن رہا ہے کوئی اسکے پاس اعتکاف کی نیت کرکر راتدن اللہ کی یاد مین مشغول ہی کوئی ادب سے کہڑا اسکے دیکہنے ہی مین مصروف غرض اس قسم کے کام اللہ کی تعظیم کی کرتے ہین اور اللہ اون سے راضی ہوتا ہی اور اونکو دین و دنیا کا فایدہ ملتا ہی سو اس قسم کا کام اور کی تعظیم کے لئے نکرنا چاہئے اور کسیکے قبر یا چلئے پر یا کسیکے تہان پر دور دور سے قصد کرنا اور سفر کی رنج اور تکلیف اوٹہا کر میلے کچیلے ہوکر وہان پہونچنا وہان جاکر جانور چڑہانا اور منتین پوری کرنی اور کسیکے قبر یا مکان کا طواف کرنا اوسکے گرد اور پیش کے جنگل کا ادب کرنا یعنے وہان شکار نکرنا اور درخت نکاٹنا گہاس نہ اوکہاڑنا اور اس قسم کے کام کرنے اور اونسے کچہ دین اور دنیا کے فایدے کی امید رکہنی یہ سب شرک کی باتین ہین انسے بچنا چاہئے کیونکہ یہ معاملہ خالق ہی سے کیا چاہئے کسی مخلوق کی یہ شان نہین کہ اس سے یہ معاملہ کیجیے انتہی۔ اقول وباللہ التوفیق۔ یہ امر غیر مسلم ہے اسواسطے کہ خود حضرت صلعم نے زیارت قبور کے واسطے حکم فرمایا جیسا کہ حدیث صحیح مین وارد ہے نَہَیْتُکُمْ عَنْ زِیَارَۃِ الْقُبُوْرِ اَلَا فَزُوْرُوْہَا یعنے منع کیا تہا مینے تمکو زیارت قبور سے

قبر دار ہو پس زیارت کرو تم اوسکی یہہ حدیث عام اور شامل ہے اون قبور
کو کہ بعید ہو یا قریب پس اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ زیارت قبور مستحب ہے
نہ شرک اور رسول اللہ صلعم نے خود مدح اور تعریف بعض صحابیوں کی فرمائی کہ جو حالت
حیات مین واسطے زیارت آنحضرت کی ظاہر ہوئی تھی اونہون نے توقف کیا اور
بعد غسل اور بدلنے پوشاک کے حضرت کی خدمت مین حاضر ہوئے اور جن لوگون
نے حضوری جناب اقدس مین توقف نکیا اور بدون سے بیس تحمل کے خدمت شریف مین
حاضر ہوئے اونکی مدح نفرمایا تو نزدیک مولویصاحب کے یہ بہی شرک ہی اور حال طواف یہ ہے
کہ آپکی جد امجد حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے اپنی کتاب انتباہ مین یہ لکہا ہے۔
بدانکہ ذکر بر آے کشف قبور اول چون در مقبرہ در آید دوگانہ را بروح آن بزرگوار ادا کند
اگر سورہ فتح یاد باشد در اول رکعت بخواند ودر دوم اخلاص والا ندر ہر دو رکعت
سورۂ اخلاص بخواند بعدہ قبلہ را پشت داوہ بنشیند ویکبار آیۃ الکرسی وبعض سورتہا کہ
وقت زیارت میخوانند چنانچہ سورۂ ملک وغیر ذلک بخواند بعدہ قل گوید پس از فاتحہ
یازدہ بار سورہ اخلاص بخواند وختم کند وتکبیر بگوید بعدہ ہفت کرت طواف کند ودران
تکبیر بخواند وآغاز از راستہ کند بعدہ طرف پایان رخسارہ نہند وبیاید نزدیک روی
میت بنشیند بگوید یا رب یا رب بیست ویکبار بعدہ اول طرف آسمان بگوید یا روح ودردل
ضرب کند یا روح الروح تا دسیکہ انشراح یابد این ذکر بگوید انشاء اللہ تعالی کشف
قبور وکشف ارواح حاصل آید انتہی اور سوا اسکے اور فتاوی مین بھی طواف قبور
کو جایز رکہا اور فتاوای ابو البرکات مین بہی صاف مذکور ہے جسکو منظور ہو کہو لکہ
دیکہے اب تابعین ہو نصیبا کی غور کرین کہ جب ایسا محدث کہ جسکے قول پر جابیر علما کو اعتماد
ہو طواف کو باعث کشف قبور اور ارواح کا سمجھے تو اور امور کہ جسکو مولویصاحب نے شرک کہا ہے

جیسے رجعت قہقری وقت رخصت کعبہ کے یا اور تعظیمات جسکو مولوی صاحب نے شرک کہا اگر یہ نسبت
اوس کاملین کی ظہور مین آوے تو طواف سے بہر گونہ آہون اور ادنی ہے اوس سے کہ تہین انکو کیا
عذر ہوگا الحق مصرع چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند اور حال واندر وثنت کا سابق گذرا
قولہ قال اللہ تعالی او فسقا اہل لغیر اللہ بہ اور فرمایا اللہ تعالی نے سورۂ انعام مین یا گناہ کی خبر
مشہور کی گئی ہو اللہ کے سوا کسی اور کے کرکے یعنی جیسا سور اور لوہو اور مردار ناپاک و حرام ہے ویسا
جانور بہی ناپاک و حرام ہے کہ خود گناہ کی صورت بن گیا ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور کے نام کا شہرا ہے اور وہ جانور
حرام و ناپاک ہے اس آیت مین کچہ ایسا تکا ذکر نہین کہ اوس جانور کے ذبح کرنیکے وقت کسی مخلوق کا
نام لیجے جب حرام ہو بلکہ اتنی ہی بات کا ذکر ہے کہ کسی مخلوق کی نام پر جہان کوئی جانور مشہور کیا گیا کہ یہ
گاے سید احمد کبیر کی ہے یا یہ بکرا شیخ سدو کا ہے وہ حرام ہو جاتا ہے پہر کوئی جانور ہو مرغی یا اونٹ
کسی مخلوق کے نام کا یا نبی کا یا پیر کا یا دادا کا بہوت کا یا پری کا وہ سب حرام ہے اور ناپاک
اور کرنیوالے پر شرک ثابت ہوتا ہے قول وباللہ التوفیق یہ معنی جو مولوی صاحب نے لکہے سوا
تفسیر نیشاپوری کے اور تفسیر حضرت شاہ عبد العزیز صاحب کی کہ انہون نے بہی اتباع صاحب نیشاپوری
کی کیا اور کسی نے ایسا نہین لکہا بلکہ سب خلاف اسکے ہین اور جب اکثر ایکطرف ہوئی اور ایک دو
شخص یکطرف تو اتباع اکثرین کی معمول بہ ہے اب سنیے کہ صاحب بغوی نے اس مقام مین پارۂ
سیقول کی پانچوین رکوع مین یہ لکہا ہے وما اہل بہ لغیر اللہ ای ما ذبح للاصنام والطواغیت
واصل الاہلال رفع الصوت وکانوا اذا ذبحوا یرفعون اصواتہم بذکرہا
فجری ذلک من امرہم حتی قیل لکل ذابح وان لم یجہر بالتسمیۃ مہل
ترجمہ یعنی وہ جانور کہ ذبح کیا جاوے واسطے بتون کے اور طواغیت کے اور اصل اہلال
کے بلند کرنا آواز کا ہے اور تہے عرب بت پرست کہ بلند کرتے تہے آواز اپنی کو ساتہ
نام بتون کے وقت ذبح کرنے کے پس جاری ہوئے امر اونکے سے یہ بات یہانتک

کہ حکم کیا گیا ہر ذابح کے واسطے مُہلّ کے اگرچہ ذبح کیا جاوے ساتھ نام اللہ کے
اور پارہ لو اننا مین اس آیت کے معنی اہل لغیر اللہ بہ کی تفسیر
مین صاحب بغوی نے یہ لکھا ذھو ماذبح علے غیر اسم اللہ
تعالے یعنی وہ جانور ہے کہ ذبح کیا جاوے اوپر نام غیر اللہ تعالے
کے اور تفسیر احمدی مین یہ لکھا ہے ومن ھھنا علم ان البقرۃ
المنذورۃ للاولیاء کما ھو الرسم فی زماننا
حلال طیب لانہ لم یذکر اسم غیر اللہ علیھا
وقت الذبح وان کانوا ینذرونھا لہ ترجمہ اور اس
جگہ سے جانا گیا یہ کہ بیشک گائے نذر کی گئی واسطے اولیاء کے
جیسا کہ ہمارے زمانہ مین ہے حلال اور طیب ہے اسواسطے کہ نہین
ذکر کیا اوسپر نام غیر اللہ کا وقت ذبح کے اور اگرچہ ہون کہ نذر کیا
تھا اوسکو واسطے اولیاء کے اور قید رفع الصوت عند الذبح کے
تمام تفاسیر مین نہین پس جو تکبیر کہ بذیل اس آیۃ کے فائدہ لکھا سب
بیفائدہ ٹھہرا اور اطلاق شرک ان سب صورتون مین زیادت
کتاب اللہ اور کتاب الرسول پر ہے نعوذ باللہ من شرور انفسنا
ومن سیئات اعمالنا + قولہ وقال اللہ تعالیٰ
یا صاحبی السجن ءارباب متفرقون خیر ام اللہ الواحد
القہار ما تعبدون من دونہ الا اسماء
سمیتموھا انتم وآباؤکم ما انزل اللہ بھا من سلطان

ان الحکم الا للہ امر الا تعبدوا الا ایاہ ذلک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون ترجمہ یعنی کہا اللہ صاحب نے سورہ یوسف مین کہ حضرت یوسف نے قیدخانہ مین اور قیدیونسے کہا کہ اے رفیقون قیدخانہ کے کیا کئی مالک جدے جدے بہتر ہین یا اللہ ایک زبردست الخ اقول وباللہ التوفیق تفسیر بغوی مین لکھا ہے آلھۃ شتّی وھذا من ذھب وھذا من فضۃ وھذا من حدید وھذا اعلی وھذا اوسط وھذا ادنی متباینون لا تضر ولا تنفع خیر ام اللہ الواحد القہار ترجمہ آیا معبود پریشان اور متفرق یہ سونے سے اور چاندی سے اور لوہے سے اور یہ بزرگ اور برتر اور یہ متوسط اور یہ ادنے یہ سب جدے جدے ہین کہ نہین ضرر پہنچاتے ہین اور نہ نفع دیتے ہین بہتر ہین یا اللہ اکیلا زبردست انتہے حاصل اسکا یہ ہے کہ کفار جدا گانہ بت کوئی سونے سے کوئی چاندی سے کوئی لوہے سے کوئی سب سے بلند اور کوئی سب سے متوسط اور کوئی سب سے نیچا بناکر اپنا معبود سمجھکر پرستش کرتے تہے اب تابعین مولویصاحب غور کرین کہ کون مسلمان اسطرحکے اصنام بناکر اوسکی پرستش کرتا اور اللہ کا دوسرا شریک ورسا بھی سمجھتا ہے پہنچے تو عوام کو بہی کسی جگہ پر ایسی حرکات ناشائستہ کرتے نہ دیکھا نہ سنا اور کوئی اونمین سے باغوائے شیطان وہان گیا ہو تو وہ نادر ہے والنادر کالمعدوم ہے پہر ناحق مسلمانون کو ایسی نسبت کرنی مصداق سباب المسلم فسوق وقتالہ کفر کا ہوناہے اور معنی اس آیۃ کے یہ جو کہا کہ

نہین مانتے تہہ دری اسکے مگر کتنے ناموںکو کہ ٹھہرائین ہین تمنے اور تمہارے باپ
دادون نے نہین اوتاری اللہ نے اونکی کچھہ سند نہین حکم کسیکا سوائے اللہ کے
سواوسنے نوہی حکم کیا کہ کسیکو سوائے اسکی مت مانو یہی ہے دین مضبوط مگر اکثر
لوگ نہین جانتے یہہ سب افعال کفار بد شعار کے تہے اسمین اصلا مسلمان داخل
نہین کیونکہ ظاہر ہے کہ یہہ افعال مسلمین کے نہین اور مختار مصطفےٰ اور مجتبیٰ تو قرآن
سے ثابت ہو چکا مختار تو پسندیدہ اور چنے لوگون کو کہتے ہین اور وہ سب نبین
اور صدیقین اور شہدا اور صالحین ہین کہ جنکی تعریف اللہ صاحب نے جا بجا فرمائی
اور ان لوگون کا مختار ہونا انکے اسما سے کہ محمد اور علی ہے خود ظاہر ہے کہ محمد سراہے
ہوئے کو کہتے ہین اور علی اوسکو کہتے ہین کہ جسکا رتبہ بلند ہو وہ دنیا اور آخرت مین
رفیع الدرجات ہین اور مولوی صاحب اور تابعین نے قصیدہ مضریہ بہی نہین دیکھا
شعر یَا رَبِّ صَلِّ عَلَی الْمُخْتَارِ مِنْ مُضَرٍ + وَالْاَنْبِیَاءِ وَجَمِیْعِ
الرُّسُلِ مَا ذُکِرُوْا + آپ ذرا غور کیجئے کہ یہہ اسما بے حقیقت محض نہین جیسے
کفار اپنے بتون کے نام محض بے حقیقت ٹہرا کر اوسکو پوجتے تہے یہان
کون مسلمان اونکو پوجتا ہے اور یہہ تو خیر الاسما ہین کہ جسکی طرف حضرت نے اپنے
کلام مین ارشاد فرمایا خَیْرُ الْاَسْمَاءِ مَا حُمِّدَ وَعُبِّدَ اسیواسطے نام آنحضرت کا احمد
ومحمود ومحمد ٹہرا اور کوئی مسلمان انسے کچھہ نہین مانگتا سوائے اللہ کے اور زیادہ
وسیلہ سے کہ وہ حدیث مین وارد ہی نہین سمجھتا اور کوئی انکی تصویر سونے
اور چاندی اور لوہے سے بنا کر نہین پوجتا انکی طرف ایسی نسبت کرنی محض
جھوٹ وافترا ہے اور آگے اسکے جو کچھہ لکھا اسی پر قیاس کرنا چاہئے واللہ اعلم
قوله اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤُدَ عَنْ مُعَاوِیَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم مَنْ سَرَّہٗ اَنْ

یتمثل له الرجال قیاماً فلیتبوأ مقعده من النار مشکوٰۃ کے باب القیام مین
لکھا ہے کہ ترمذی اور ابی داؤد نے ذکر کیا کہ نقل کیا معاویہ نے کہ رسول خدا
نے فرمایا کہ جس شخص کو خوش آوے کہ تصویر کیطرح کھڑے رہین لوگ اسکے روبرو
سو ٹھہرا لیوے اپنا ٹھکانا دوزخ الخ **اقول وباللہ التوفیق** اس
حدیث سے یہہ بات معلوم ہوئی کہ دوست رکھنا قیام آدمی کا بطریق تعظیم
وتکریم کی جیسا کہ مولویصاحب نے فرمایا مکروہ وحرام ہے اور جو کہ اسوجہ پر نہو
مکروہ نہین ایسی ہی اشعۃ اللمعات اور دوسری شروح احادیث مشکوٰۃ مین
لکھا ہے اور پہونچی اس حدیث کے فائدہ لکھا وہ بہی موید مطلوب ہمارے ہے
کیونکہ مطلق قیام تعظیمی ہو خواہ غیر تعظیمی جو مثل ہیئت نماز کی نہو وہ سب جایز ہے
اور اگر مثل ہیئت نماز کی ہو کہ یمین وشمال اوسمین التفات نکرے وہ البتہ مکروہ
وحرام ہے جیسا مولویصاحب نے خود فائدہ مین فرمایا۔ **قوله** اخرج مسلم عن
عائشة رضي الله عنها قالت سمعت رسول الله صلعم يقول
لا يذهب الليل والنهار حتى تعبد اللات والعزى فقلت
يا رسول الله ان كنت لاظن حين انزل الله هو الذي ارسل
رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله ولو كره المشر
كون ان ذلك تاما قال انه سيكون من ذلك ما شاء
الله ثم يبعث الله ريحا طيبة فتوفى كل من كان في قلبه
مثقال حبة من خردل من ايمان فيبقى من لا خير فيه
فيرجعون الى دين ابائهم مشکوٰۃ کے باب لاتقوم الساعة
مین لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہ نے نقل کیا کہ سنا مین نے پیغمبر خدا سے

کہ فرماتے تھے کہ نہ تمام ہونگے رات اور دن یعنے قیامت نہ آویگی یہانتک کہ پوجینگے
لات و عزے کو کہا مین نے اے پیغمبر خدا بیشک مین جانتے تھے جب اوتاری
اللہ نے یہہ آیت هُوَ الَّذِی اَرْسَلَ اِلی آخرہ کہ بت پرستی
تمام ہونیوالی ہے فرمایا بیشک ہوگا اسیطرح جبتک چاہیگا اللہ پہر بہیجیگا اللہ
ایک باد اچہی سو جان نکال لیگی جسکے دل مین ہوگا ایک رائی کا دانہ بہر ایمان اور
رہ جاوینگے وہی لوگ کہ جنمین کچہہ بہلائی نہین سو پہر جاوینگے اپنے باپ دادون کے
دین پر اقول وباللہ التوفیق یہہ حدیث اور اسکا ترجمہ جو کچہہ
اس مقام مین مولوی صاحب نے فرمایا سب مفید مطلب فقیر ہے کیونکہ اس حدیث
سے یہہ بات ظاہر ہے کہ ظہور اتصالت یعنے بت پرستی کا میری امت مین
مشرق سے مغرب تک بعد نزول عیسی علی نبینا علیہ الصلواۃ والسلام کے ہوگا
اور موید اوسکے حدیث آیندہ مسلم کے ہے اور ہمارا زمانہ عنایت الٰہی سے محفوظ
ہے اسواسطے کہ اس زمانہ مین نور ایمانی قلوب مومنین مین بہت باقی ہے جہ
جائے مقدار خردل اور رائی کے کہ یہہ تو اوسی زمانہ مین ہوگا سو اللہ اونکو بہی برکت
تصدیق قلبی اور اقرار لسانی گوکہ مقدار ایک رائی کے ہو نجات دیکر اونکی روح قبض کریگا
پس باقی رہ جاوینگے وہ لوگ کہ جنمین کچہہ بہی نیکی اور ایمان نہین ہے پہر مرتد
ہو جاوینگے اور رجوع کرینگے طرف دین باپ دادون کے یعنے بحکمت الٰہی آخر
زمان مین کفر اور بت پرستی ہوگی تا قیامت کہ محل ظہور قہر و جلال حق ہے اور وہ
قیامت بدو نپر قائم ہوگی نہ نیکو نپر اور جو کچہہ کہ تحت اس حدیث کے فائدہ
مولویصاحب نے لکہا اصلا اس حدیث سے ماخوذ نہین ہوتا ہے اور اصلا
اوسکو اصل حدیث سے مناسبت نہین بلکہ اس حدیث سے یہہ بات ثابت

ہوئی کہ ایمان عبارت فقط اقرار سے نہین کہ وہ اصل مذہب فرقہ کرامیہ ہے
اور وہ باطل ہے جیسا کہ سابق گذرا اور اسیوجہ سے نورِ ایمانی کہ جو دلمین مومن کے
ہے اقرار لسانی اوسکی تائید کرتا ہے اصلا ساتھ شرک کے جمع نہین ہوتا ایسی
ایسے خیالات اور شکوک اور اوہام باطلہ اس حدیث سے هَبَاءً مَّنْثُوْرًا
یعنے مثل غبار کے اوڑ گئے اور سب فائدہ اصل سے ساقط ہوا واللہ اعلم **قولہ**
اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عُمَرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَخْرُجُ
الدَّجَّالُ فَیَمْکُثُ اَرْبَعِیْنَ فَیَبْعَثُ اللّٰہُ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ فَیَطْلُبُہٗ
فَیُھْلِکُہٗ ثُمَّ یُرْسِلُ اللّٰہُ رِیْحًا بَارِدَۃً مِنْ قِبَلِ الشَّامِ فَلَا یَبْقٰی عَلٰی
وَجْہِ الْاَرْضِ اَحَدٌ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ ذَرَّۃٍ مِنْ اِیْمَانٍ اِلَّا قَبَضَتْہُ
فَیَبْقٰی شِرَارُ النَّاسِ فِیْ خِفَّۃِ الطَّیْرِ وَاَحْلَامِ السِّبَاعِ لَا یَعْرِفُوْنَ
مَعْرُوْفًا وَلَا یُنْکِرُوْنَ مُنْکَرًا فَیَتَمَثَّلُ لَھُمُ الشَّیْطَانُ فَیَقُوْلُ اَلَا
تَسْتَجِیْبُوْنَ فَیَقُوْلُوْنَ فَمَا تَاْمُرُنَا فَیَاْمُرُھُمْ بِعِبَادَۃِ
الْاَوْثَانِ وَھُمْ فِیْ ذٰلِکَ دَارٌّ رِزْقُھُمْ حَسَنٌ عَیْشُھُمْ مشکوٰۃ کی باب تقوم الساعۃ میں یہ حدیث ہے کہ
مسلم نے ذکر کیا کہ عبد اللہ ابن عمر نے نقل کیا کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نکلیگا دجال اور رہیگا چالیس برس تک پہر بھیجیگا
عیسٰے ابن مریم علیہما السلام کو سو وہ ڈھونڈے گا اوس کو اور ہلاک کریگا
اوس کو پہر بھیجیگا اللہ ایک باد ٹھنڈی شام کیطرف سے اور باقی نرہیگا
زمین پر کوئی کہ اسکے دلمین ذرہ بہی ایمان ہو مگر مار ڈالے اوسکو سو باقی رہ
جاوینگے برے لوگ سبکے مین جیسے پکھیرو اور وہم جاتے مین پہاڑ کہا نیوالے
جانور کی طرح یعنے بدچالی اور بدکاری مین ایسے ہلکی کہ جیسے جانور اور ظالم وخونریزی
مین ایسے مضبوط اور پکے جیسے چارپائی درندہ نہ اچھے پہچانینگے اچھی بات کو

شہر بڑے سمجھین گے بُری بات کو اُس صورت پکڑا ویگا ان پاس شیطان اور کہیگا
تمکو کچھ شرم نہین ایسے کامون سے سو کہین گے تو کیا بتاتا ہے ہمکو سو بتا یہ
شیطان بتاویگا اونکو پوجا تہا تو نکا اور اسمین چلی آویگی روزی اچھی طرح گذری
زندگی **اقول** وباللہ التوفیق + یہہ حدیث ہمارے موافق ہے کہ ظہور ایسے
شرک کا بعد نزول عیسیٰ علیہ السلام کے ہوگا اور یہ زمانہ ابھی تک بفضلہ محفوظ ہے
قولہ اخرج الشیخان عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم لا تقوم الساعۃ
حتی تضطرب الیات نساء دوس حول ذی الخلصۃ مشکوۃ کے باب لا تقوم الساعۃ مین لکھا ہے کہ بخاری
اور مسلم نے ذکر کیا کہ نقل کیا ابو ہریرہ نے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ نہین آئیگی قیامت یہان
تک کہ ہلین گے سرین دوس کی عورتون کے گرد ذی الخلصہ کی فائدہ دوس
نام ہے عرب کے ایک قوم کا اونمین ایک بت تھا جسکا نام ذی الخلصہ و پیغمبر
خدا کیوقت برباد ہو گیا تھا مگر قیامت کے نزدیک اسکو لوگ پھر ماننے لگینگے
اور عورتین اوسکے گرد طواف کرین گی سرین ہلتے ہوئے اس حدیث سے معلوم
ہوا کہ اللہ کے گھر کے سوا اور کسیکا طواف کرنا شرک کی بات ہے اور
کافرون کی رسم یہہ ہر گز نکیا چاہیے **اقول** وباللہ التوفیق مولوی صاحب نے
جو تحت فائدہ افادہ فرمایا وہ ہر گز حاصل حدیث شریف نہین ہے اسلئے کوئی عبارت
اس حدیث کی اس امر پر دلالت نہین کرتی کہ سوائے اللہ کے گھر کی اور کسیکا
طواف کرنا شرک ہے بلکہ اس حدیث سے صرف اسقدر ثابت ہوتا ہے کہ
قریب قیامت کے بت پرستی پھر شائع ہو جاویگی جیسا کہ زمان جاہلیت مین
تھی اور طواف سوا کعبہ کے دوسری چیز کا ہر گز شرک نہین اسلئے کہ خود حضرت
صلعم نے طواف بیر خرما کا فرمایا جیسا کہ مشکوۃ کے باب المعجزات مین جابر رضی اللہ

عنہ سے روایت ہے عن جابر قال توفی ابی وعلیہ دین فعرضت علی غرمائہ ان یاخذوا التمر بما علیہ فابوا فاتیت النبی صلعم فقلت قد علمت ان والدی استشھد یوم احد وترک دینا کثیرا وانی احب ان یراک الغرماء فقال لی اذھب فبیدر کل تمر علی ناحیہ ففعلت ثم دعوتہ فلما نظروا الیہ کانھم اغروا بی تلک الساعۃ فلما رای ما یصنعون طاف حول اعظمھا بیدرا ثلث مرات ثم جلس علیہ ثم قال ادع لی اصحابک فما زال یکیل لھم حتی ادی اللہ عن والدی امانتہ وانا راضی ان یودی اللہ امانۃ والدی ولا ارجع الی اخواتی بتمرۃ فسلم اللہ البیادر کلھا حتی انی انظر الی البیدر الذی کان علیہ النبی صلعم کانھا لم تنقص تمرۃ واحدۃ رواہ البخاری ترجمہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا میرے باپ نے وفات کیا اور وہ مقروض تھے قرضخواہوں سے مین نے کہا کہ بمقابلہ قرض کے خرما لین پس اونھون نے قبول نکیا مین نے حضرت صلعم کیخدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ آپکو معلوم ہے کہ میرے والد احد مین شہید ہوئے اور اونپر بہت قرض تھا اور مین چاہتا ہون کہ آپکو قرضخواہ میرے یہان دیکھین پس فرمایا مجھکو کہ جاؤ اور سب قسم کی چھوارون کے ڈھیر لگاؤ پس ایسی ہی مین نے کیا بعد اوسکے حضرت صلعم کو بلایا پس جب دیکھا قرضخواہون نے حضرت صلعم کو لپٹے وہ لوگ سب مجھے مطالبہ کرنے لگے پس جب آنحضرت نے اس حال کو دیکھا طواف کیا گرد بڑے ڈھیر خرما کے تین مرتبہ بعد اوسکے بیٹھے اور فرمایا بلاؤ اپنے صاحبون کو میری پاس پس ناپنا شروع کیا واسطے قرضخواہون کے چھوارون کو یہانتک کہ ادا کیا سبحانہ تعالی نے میرے باپ کے قرض کو اور مین راضی اسپر تھا کہ اللہ تعالی قرض ادا کرے اور نہ پھیر لیجاؤن اپنی بہنون کے پاس ایک

چھپارہا یہی پس باقی رکھا اللہ نے سب چیزون کو یہان تک کہ مین دیکھتا تھا اوس ڈھیر کو جسپر حضرت صلعم بیٹھے تھے گویا کہ نہین کم ہوا ایک چھوہارا ہی پس یہہ حدیث صاف دال ہے کہ طواف مخصوصات کعبہ سے نہین اگر کہا جائے کہ یہہ طواف طواف عبادت نہین اور طواف کعبہ کا طواف عبادت ہے اور پہلا غیر کیے واسطے جائز اور دوسرا سوائے کعبہ کے جائز نہین کہونگا کہ علی ہذا القیاس طواف عورات دوس کا ذی الخلصہ کو طواف عبادت ہے اسلئے ممنوع ہے اور یہہ طواف جو مسلمان کرتے ہین وہ طواف عبادت نہین پس کیونکر اوسکی کرنے سے شرک ثابت ہوگا۔ **قوله پانچوین فصل** اشراک فی العبادت کی برائی کے بیانمین یعنے اس فصل مین اون آیتون اور حدیثونکا ذکر ہے جنسے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آدمی اپنے دنیا کے کامون مین جیسا معاملہ اللہ سے رکھتا ہے کہ اوسکی تعظیم طرح طرح سے کرتا ہے ویسا معاملہ اور کسی سے نکرے قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا فرمایا اللہ صاحب نے سورہ نسا مین کہ نہین پکارتے ہین لوگ وری اللہ سے مگر عورتون کو اور نہین پکارتے ہین مگر شیطان سرکش کو کہ لعنت

کی ہوسکو اللہ نے اور اوسنے کہا بیشک نکالونگا مین تیرے بندون مین
سے ایک حصہ اور بیشک بیراہ کردونگا انکو اور خیالات مین ڈالونگا اونکو اور سکہاونگا
کہ کاٹینگے جانورون کے کان اور بیشک مین سکہاؤنگا اونکو کہ بدل ڈالینگے
صورت اللہ کی بنائی ہوئی اور جسنے ٹھرایا شیطان کو حمایتی اللہ کو چھوڑ کر سو
بیشک صریح ٹوٹے مین پڑا کہ وعدہ دیتا ہے اونکو اور خیالات مین ڈالتا
ہے اونکو اور جو وعدہ دیتا ہے اونکو شیطان سو محض دغا ہے ایسونکا ٹہکانا
ٹہکانا دوزخ ہے اور نپاوینگے اسی چھٹکار۔ **فائدہ** یعنے اللہ کے سوائے
جو اور لوگونکو پکارتے ہین سو اپنے خیال مین صورتون کا تصور باندہتے
ہین پھر کوئی حضرت بی بی نام ٹہرالیتا ہے اور کوئی بی بی آسیا کوئی
اناولی کوئی لال پری کوئی سیاہ پری کوئی سیتلا اور مسانی کوئی
کالی اور بہوانی غرضکہ ایسے ہی خیالات باندہتے ہین اور وہان حقیقت
مین نہ کوئی عورت ہے نہ کوئی مرد یہہ محض اپنا خیال ہے اور شیطان کا
وسوسہ اور یہہ جو کبہی خواب مین ڈراتا ہے یا اپنی منت کی چیز قبول کرواتا ہے
اور کبہی سر پر چڑہکر بولتا ہے اور کبہی کوئی کرشمہ دکہاتا ہے سو وہ شیطان
ہے سب انکے نام کی نذر و نیاز مین اسیکو پہونچتی ہین۔ **اقول** و
باللہ التوفیق تفسیر بغوی مین لکھا ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی مکے والونکی
حق مین اور مراد اِنْ یَدْعُوْنَ سے یَعْبُدُوْنَ ہے بقولہ تعالے فقال ربکم
اُدْعُوْنِیْ اے اُعْبُدُوْنِیْ بدلیل قولہ تعالے اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ
عَنْ عِبَادَتِیْ قولہ مِنْ دُوْنِہٖ اے مِنْ دُوْنِ اللہ قولہ اِلَّا
اِنٰثًا اِنَّمَا اَدْ یَا اَلْاَنْثَاثِ الَّا وُثَانَ ہَتَھُمْ کَانُوْا

يُسَمُّونَهَا بِاسْمِ الْاُنَاثِ فَيَقُولُونَ اللَّاتَ وَالْعُزّٰى وَمَنَاتَ
وَكَانُوا يَقُولُونَ لِصَنَمِ كُلِّ قَبِيلَةٍ اُنْثٰى بَنِي فُلَانٍ
وَكَانَ فِي كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ شَيْطَانٌ يَتَرَاءٰى
لِلسَّدَنَةِ وَالْكَهَنَةِ وَيُكَلِّمُهُمْ فَلِذٰلِكَ قَالَ وَاِنْ يَدْعُونَ
اِلَّا شَيْطَانًا مَرِيدًا هٰذَا قَوْلُ اَكْثَرِ الْمُفَسِّرِيْنَ يَدُلُّ
عَلٰى صِحَّةِ التَّاوِيْلِ اَنَّ الْمُرَادَ بِالْاُنَاثِ الْاَوْثَانُ قِرَاءَةُ ابْنِ عَبَّاسٍ
تَدْعُونَ مِنْ دُوْنِهٖ اِلَّا اُثُنًا فَيَصِيْرُ الْوَاوُ هَمْزَةً

ترجمہ یعنے نہین عبادت کرتے مگر بتون کو پسند قول اللہ تعالے کے کہ فرمایا تمہارے
رب نے عبادت کرو میری بدلیل قول اللہ تعالے کے کہ بیشک وہ لوگ
کہ سرکشی کرتے ہین عبادت میری سے اور فرمانا اللہ تعالے کا مِنْ
دُوْنِهٖ اے سواے اللہ کے مگر عورتون کو اور مراد ساتھہ اُناث کے اوثان
ہین اسیواسطے کہ تہی عرب کہ نام رکہتے تہے اونکا ساتھہ نام اُناث کے پہر کہتی
تہی لات و عزیٰ و منات اور تہی کہ کہتی تہی واسطے بت ہر قبیلہ کے اُنثیٰ
بنی فلان پس تہا کہ درآیا تہا بیچ ہر واحد کی اونہین بتون سے شیطان دم
بریدہ واسطے خادمین اور کاہنون کے اور تکلم کرنے اوسی شیطان کے
اون سے اسیواسطے فرمایا اللہ صاحب نے کہ نہین عبادت کرتے مگر
شیطان سرکش کی یہہ قول اکثر مفسرین کا ہے کہ دلالت کرتا ہے اوپر
صحت و تاویل اس بات کے کہ مراد اناث سے اوثان ہین اور قرأۃ ابن عباس
کے بجاے اناث اوثان ہے پس ہوگیا واو ہمزہ یعنے نہین عبادت کرتے
وہ سب سواے اللہ کی مگر بت کے تئین غرضکہ تفسیر اکثر مفسرین و نیز تفسیر

ابن عباسؓ سے یہہ بات ثابت ہوئی کہ مراد اناث سے اس مقام مین لات و عزیٰ و منات وغیر ذالک من الاوثان ہین کہ ہر واحدان بتون مین شیطان داخل ہوکے اونکے خادمین اور کاہنین کے ساتھہ تکلم کرتا تہا اور انکے عابدین کو راہ راست سے بہٹکاتا تہا اور اناث سے حضرت بی بی و حضرت آسیا مراد لینا خلاف آیتہ قرآنی اور تحریف معنوی ہے اور یہہ سب خیالات اور ظنون اور شکوک مولوی صاحب کے ہین اور ایسے خیالات آخر کار منجر بکفر ہو جاتے ہین اس واسطے کہ دین مین یہ بات ثابت ہے کہ سلطان ظل اللہ ہے اور اکرام اوسکا اکرام اللہ ہے اور اہانت اوسکی اہانت اللہ ہے اور حضرت بی بی اور حضرت آسیا منتخبات اور معظمات دین سے ہین اور اکرام انکا موجب اکرام خدا ہے اور اہانت انکی اہانت خدا ہے اور جب اونکو بتون مین داخل کیا تو بموجب آیتہ کریمہ کے شیطان انمین بہی حلول کریگا اور شیطان نجس ہے اور یہہ بیبیان بموجب آیت قرآنی کے طاہر اور مطہر ہین تو یہہ سب مورد حلول شیطان نجس ہوکر نجس ہونگے نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا اور ذکر کرنا ان دونو بیبیونکا ساتہہ بتونکے اور منات اور عزیٰ وغیرہ ذالک کے صاف دال ہے اس امر پر کہ یہہ بیبیان بہی ایسی ہی ہین گو نفس الامر مین نہون مگر اس خیالات فاسدہ سے البتہ توہین انکا اونمین ثابت ہوتا ہے اور مومنین کے خیال مین اصلا یہہ باتین نہین مین ہے کیونکہ صورت انسان صورت معبود نہین کہ اوسکی کوئی عبادت کرے۔

قولہ وہ اپنے خیال مین تو عورتون کو دیتے ہین اور حقیقت مین شیطان لے

لیتا ہے اور انکو اسے کچھہ فایدہ نہین اور نہ دین کا و نہ دنیا کا اقول وباللہ
التوفیق فایدہ اسکا اس آیہ کریمہ ہَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ
سے ظاہر و ہویدا ہے کیونکہ جو کوئی جسکے ساتھہ نیکی و احسان کرے گا خواہ
وہ زندہ ہو یا مردہ وہ اوسکے عوض مین انکے ساتھہ مین احسان کرے گا
چنانچہ یہہ معنی آپ کے چچا صاحب کے قول سے بہی ہویدا ہے۔ وَدُوْنَهٗ
خَرْطُ القتاد اور جواب باقی فائدہ کا یہہ ہے کہ یہہ سب افعال مشرکین کے
ہین کہ اوسکو عمل مین للاتے ہین اور جو وعیدات لکنے حقین اللہ صاحب نے
فرمایا ہے حق اور بجا ہے ہان اگر کوئی مسلمان کسی کی چوٹی رکہے یا چار ابرو کے
صفائی کرے تو انکے اوپر اطلاق فسق اور خسارہ شرعی کا کیا جاوے گا نہ یہہ کہ
کافر اور مشرک ہین قولہ آخر فائدہ ان باتو نکا ہے کہ آدمی اللہ سے پھر جاتا
ہے اور شرک مین گرفتار ہوجاتا ہے اقول وباللہ التوفیق
جواب اسکا جو فقیر نے سابق دیا وہی قول مولوی صاحب کے بہی ظاہر اور
آشکار ہے کہ بالفعل کوئی مسلمان کرنیوالا ان افعال کا مشرک نہین لیکن
آیندہ اسکو اگر حلال جانیگا اور مستحق عبادت کا انکو سمجھیگا تو البتہ مشرک ہو جاویگا
قولہ قال اللہ تعالے هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ
مِنْهَا زَوْجَهَا لِیَسْكُنَ اِلَیْهَا اور کہا اللہ تعالی نے سورہ اعراف مین
کہ اللہ وہ شخص ہے کہ جسنے پیدا کیا تمکو ایک سے اور بنایا اس سے جوڑا
اسکا کہ چین پاوے اس سے آہ - اقول وباللہ التوفیق جواب اسکا
اوائل رسالہ مین بشرح وبسط تمام بدلائل شرعیہ دیا گیا جسکو اصول قران
مین دخل تمام ہے اور عقل سلیم رکہتا ہے بمجرد دیکھنے کے قبول کر لیگا۔

ہدایت اور ضلالت اللہ کے ہاتھہ مین ہے جسکو چاہے ہدایت دے اور جسکو چاہے گمراہ کرے **شعر** اگر نیاید بگوش رغبت کس + بر رسولان بلاغ باشد و بس + **قوله قال اللہ تعالی وجعلوا للہ مما ذرا من الحرث والانعام نصیبا فقالوا ھذا للہ بزعمھم وھذا لشرکائنا فما کان لشرکائھم فلا یصل الی اللہ وما کان للہ فھو یصل الی شرکائھم ساء ما یحکمون**

اور کہا اللہ صاحب نے سورۂ انعام مین کہ لوگ ٹہراتے ہین اللہ کا اوس چیز مین سے کہ اسنے وہ پیدا کیا ہے کھیتی اور مواشی ایک حصہ پہر کہتے ہین یہہ حصہ اللہ کا اپنے خیال پر اور یہہ ہمارے شریکونکا وہ ل نجاوے اللہ کی طرف بہت برا حکم کرتے ہین **فائدہ** یعنے سب کھیتی اور مواشی اللہ ہی نے پیدا کی ہے اور کسی نے نہین کی پہر انمین سے جیسے انکی نیاز نکالتے ہین بلکہ اور ونکی نیاز کی جتنی احتیاط اور ادب کرتے ہین اللہ کی نیاز کے اتنے نہین کرتے **اقول وباللہ التوفیق** حال نیاز اور فاتحہ کا سابق معلوم ہو چکا کہ وہ سب جائز ہے اور یہہ سب افعال مشرکین کے ہین کہ سوائے اللہ کے اصنام کو اوسکا شریک ٹہرایا تھا کہ جسکو اللہ صاحب نے فرمایا اور مسلمان ایسا نہین کرتے کہ لئے نزدیک کوئی اوسکا شریک نہین کیونکہ کلمہ توحید کہ اوسکو اپنا ورد رکھتے ہین اوس سے بیخ شرک بتمامہ منقطع ہوگئی **ف** نہین ممکن کہ خطرہ غیر کا دلمین کبھی آوے کسیکی یادمین سب کچھہ مبتلا نا اسکو کہتے ہین۔ بلکہ نذر انکی سب اللہ کے واسطے ہے مگر ثواب اسکا بموجب **ھل جزاء الاحسان الا الاحسان**

کی سب بزرگون کو بخشتے ہین کیونکہ ثواب اعمال مالیہ اور بدنیہ کا نزدیک حنفیہ کے
بلاشبہہ اموات کو پہونچتا ہے چنانچہ یہہ اہل علم پر پوشیدہ نہین قولہ قال اللہ
تعالی وقالوا ہذہ انعام وحرث حجر لا یطعمہا الا من
نشاء بزعمہم وانعام حرمت ظہورہا وانعام
لا یذکرون اسم اللہ علیہا افتراء علیہ
سیجزیہم بما کانوا یفترون اور کہا اللہ صاحب نے سورہ
انعام مین اور کہتے ہین یہہ مواشی اور کھیتی اچھوتی ہے نکہاوے اسکو مگر
وہی کہ جو چاہین ہم اسکو محض اپنے خیال سے اور بعضے مواشی ہے کہ منع ہے
سواری اسکی اور بعضے ہین کہ مذکور نہین کرتے اسم اللہ کا نام یہہ سب جھوٹ
باندہا ہے اللہ کے نام پر سو وہ سزا دیگا انکو جو جھوٹ باندہتے تھے کی بدلے
اقول وباللہ التوفیق جواب اسکا اور اس فائدہ کا جو ذیل اس
آیۂ کریمہ کے لکھا سابق ہو چکا فتذکر قولہ قال اللہ تعالی ما جعل
اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ ولا وصیلۃ ولا حام
ولکن الذین کفروا یفترون علی اللہ الکذب و
اکثرہم لا یعقلون اور کہا اللہ تعالی نے سورہ مائدہ مین نہین
ٹھہرائی اللہ نے کوئی بحیرہ اور نہ کوئی سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حام لیکن کافر
باندہتے ہین اللہ پر جھوٹ اور اکثر وے سمجھہ نہین رکھتے فائدہ یعنے جو جانور
کسی بت کے نام کا کرتے تھے اسکا کان پہاڑ دیتے تھے اوسے بحیرہ کہتے تھے
اور جو سانڈ کرتے تھے اسکو سائبہ کہتے تھے اور جو کسیکی منت مانتے تھے
کہ فلانے جانور کا اگر بچہ نر ہووے تو ہم اسکی نیاز کردین غرض پہر اگر بچا

نر و مادہ ہوتا تو دونو کو نیاز نہ چڑہاتے کہ مادہ کے ساتھہ وہ بہی نیاز نہ ٹہرا
اوس مادہ کو وصیلہ کہتے اور جس جانور کی پشت سے دس بچے ہوئے اوسپر
لادنا اور چڑہنا موقوف کرتے اسکو حام کہتے سو اللہ نے فرمایا کہ یہہ باتین اللہ نے
نہین فرمائین اپنی بیوقوفی سے ایسی رسمین باندہ لین ہین اس آیتہ سے معلوم
ہوا کہ کوئی جانور کسی کے نام کا ٹہرا رکہنا اور کچہہ اسکا نشان اسپر لگا دینا اور
یہہ بہی کرنا کہ فلانی کی نیاز گائے بکری ہوتی ہے اور فلانے کی نیاز مرغ یہہ
سب بیوقوفی کی رسمین ہین اپنی طرف سے اللہ کے حکم کے خلاف مسلمانونکو
یون ہرگز نکیا چاہیئے اقول وباللہ التوفیق تحقیق اسکی بیچ بیان
آیتہ کریمہ ما اهل لغیر الله کی بخوبی ظہور مین آئی ہے بحاجت تکرار کی
نہین کیونکہ نزدیک مومنین کے نہ کوئی بحیرہ ہے اور نہ کوئی سائبہ اور نہ وصیلہ
و نہ حام اور یہہ سب افعال کفار کے تہے اور مومنین جو جانور ذبح کرتے
ہین بنام اللہ کرتے ہین اور وہ سب داخل تحت اس آیتہ کریمہ کے ہین
فکلوا مما ذکر اسم الله علیه ولا تأکلوا مما لم
یذکر اسم الله علیه پس قیاس جانور مومنین کا جانوران کفار پر
کرنا اور حکم ایک کا دوسرے پر جاری کرنا قیاس مع الفارق ہے اور محض کسی
نام رکہنے سے حلت اور حرمت جانور ثابت نہین ہو سکتی فتفکر قوله قال الله تعالی
ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب هذا حلال وهذا
حرام لتفتروا علی الله الکذب ان الذین یفترون علی الله
الکذب لا یفلحون اور کہا اللہ صاحب نے سورۂ نحل مین کہ تمکو ایسی جہوٹی
باتین کہنا ان کہدیتے ہین تمہاری زبانین کہ یہہ کیا جاسے اور یہہ سمجہا چاہی

نہ باندہو اللہ پر جہوٹہہ بیشک جو لوگ باندہتے ہین اللہ پہ جہوٹہہ وے مراد کو نہین پہونچتے **فائدہ** یعنے جہوٹہہ جہوٹہہ نہ ٹہراؤ کہ فلانا کلام کیجیے کیونکہ کسی کام کو روا کرنا یا ناروا کرنا اللہ ہی کی شان ہے سو اسمین اللہ پہ جہوٹہہ باندہنا ٹہرا اور یہہ خیال کرنا کہ فلانی کام کو کیجیے تو مراد ملتی ہے اور نہین تو کچہہ نقصان ہوجاتا ہے سو یہہ محض غلط ہے اللہ پر جہوٹہہ باندہنے سے یا اپنی وہم و خیال پر دوڑنے سے کبہی مراد نہین ملتی اس آیتہ سے معلوم ہوا کہ جو لوگ کہتے ہین کہ عشرہ محرم مین پان نکہاوے لال کپڑا پہنے حضرت بی بی کی صحنک مرد نکہاوین اور جب اونکی نیاز کیجیے تو وہی خشکی پر کیجیے اور اسمین بالضرور فلانی فلانی ترکاریان بہی ہوین اور مسی اور مہندی بہی ہو اور لونڈی نکہاوے اور جس عورت نے دوسرا خاوند کیا ہو وہ نکہاوے اور جو نیچ قوم مین ہو یا بدکارہ بہی نکہاوے اور شاہ عبدالحق کا توشہ حلواہی ہوتا ہے اور اوسکو اس احتیاط سے بناتین اور حقہ پینے والیکو نہ دیجیے اور شاہ مدار کی نیاز مالیدہ ہے چڑہتا ہے اور بوعلی قلندر کی نیاز سہ منی او ... اصحاب کہف کی نیاز گوشت و روٹی موت کی بعد چہہ مہینہ تک شادی نہ کیجیے اور نہ شادی مین بیٹہے اور آچار ڈالے اور فلانے لوگ لال کپڑا نہ پہنے اور لال سوتی نہ پہنے سو یہہ جہوٹے ہین اور شرک مین گرفتار اللہ کی حکومت کی شان مین اپنا دخل و تصرف جتاتے ہین اور ایک شرع جدی ہی اپنی طرف سے قائم کرتے ہین **اقول و باللہ التوفیق** یہہ سب افعال مشرکین مکہ کے تہے کہ واسطے جہوٹہہ باندہنے کے اللہ پہ ایسے افعال کرتے تہے کبہی جانور کو حلال اور کسی جانور کو حرام ٹہراتے اور مومنین تو اصول دین مین سب متفق ہین مگر اور فرقے کہ فروعات مین مختلف ہوکر صراط مستقیم سے کوئی داہنے بہٹکا اور کوئی بائین

اور بتشبیہات شیطانیہ ایسے ایسے کام بمشابہت کفار انہین لوگون سے صادر
ہوتے ہین اور محرم ہین کہ ایام غم ہے سوہا نہ نہین پہنتے اور پان نہین کہاتے وغیر
ذلک من المزخرفات کیا کرتے ہین اور اہل سنت تو ایسے افعال سے کارہ ہین
اور یہہ بہی آخر کار بدولت ایمان بعد عذاب انشاء اللہ تعالے داخل جنت ہونگے
ولنعم ما قال ع جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ + چون ندیدند حقیقت رہ
افسانہ زدند + اور جواز فاتحہ کا آپ کے چچا صاحب کے اقوال سے خود ظاہر
وہویدا ہے کہ آپ کے چچا صاحب یعنے حضرت شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ
العزیز نے بعض جوابون مین فرماتے ہین کہ طعامیکہ برآن فاتحہ اماین کنند تبرک میشود
ونیز شاہ صاحب نے بجواب اعتراضات مولوی عبد الحکیم پنجابی کے لکھا ہے
قولہ یعنے پنجابی عرس بزرگان خود برخود مثل فرض دانستہ سال بسال
بر مقبرہ اجتماع کردہ طعام وشیرینی در انجا تقسیم نمودہ مقابر را وثناً تعبد مے
کنند الخ جواب این طعن مبنی است بر جہل احوال مطعون علیہ زیرا کہ غیر از فرائض شرعیہ
مقررہ ہیچکس فرض نمیداند آرے زیارت و تبرک بقبور صالحین و امداد ایشان
بامداد ثواب وتلاوت قرآن ودعاء خیر وتقسیم طعام وشیرینی امر مستحسن وخوب
است باجتماع علماء ومتقین روز عرس برائے آنست کہ آن روز مذکر انتقال ایشان
میباشد از دار العمل بدار الثواب والا ہر روز کہ این امر واقع شود موجب فلاح
ونجات است وخلف را لازم است کہ سلف خود را باین نوع بر ود احسان یاد
نماید چنانچہ در احادیث مذکور است کہ ولد الصالح یدعو لہ و در در منثور
سیوطی مرقوم است اخرج ابن المنذر وابن مردویہ عن
انس ان رسول اللہ صلعم کان یاتی احدا کل عام فاذا لقی

الشعب سلم علی قبور الشہداء فقال سلام علیکم
بما صبرتم فنعم عقبی الدار و اخرج ابن جریر عن محمد ابن
ابراھیم قال کان النبی صلعم یاتی قبور الشہداء علی
راس کل حول فیقول سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی
الدار و ابو بکر و عمر و عثمان ھکذا یفعلون انتہی و فی
التفسیر الکبیر عن رسول اللہ صلعم کان یاتی قبور الشہداء
راس کل حول فیقول السلام علیکم بما صبرتم فنعم
عقبی الدار و الخلفاء الاربعة ھکذا
یفعلون انتہے ترجمہ اخراج کیا ابن منذر اور ابن مردویہ نے انس سے کہ بیشک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آتے تہے کوہ احد کو ہر سال پس جب ملتی تہین آنحضرت
کو گہاٹیان سلام کرتی تہی آنحضرت قبور شہدا پر پس فرمایا سلامتی ہوجیو تمپر اوس چیز
کی کہ صبر کیا تملوگون نے پس کیا اچہا ہی گہر آخرت کا اور اخراج کیا ابن جریر نے محمد ابن
ابراہیم سے تہے نبی صلعم آتے تہے قبور شہدا پر شروع ہر سال مین پس فرماتے تہے
کہ سلامتی ہوجیو تمپر بسبب اوس چیز کے کہ صبر کیا تم لوگون نے پس کیا اچہا ہے گہر آخرت
کا اور حضرات ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم اسیطور پر کرتے تہے اور تفسیر کبیر مین لکہا ہی
تہے رسول اللہ صلعم کہ آتے تہے قبور شہدا پر شروع ہر سال مین پس فرماتے تہے کہ
سلامتی ہوجیو تمپر بسبب اوس چیز کے کہ صبر کیا تم لوگون نے پس کیا اچہا ہے گہر آخرت
کا اور خلفاء اربعہ اسی طور پر کرتے تہے اور آپ کے دادا صاحب یعنے حضرت شاہ ولی اللہ
صاحب اپنے باپ سے انفاس العارفین مین نقل کرتے ہین کہ در ایام وفات حضرت
رسالت مآب صلعم چیزی فتوح نشد کہ بنا بر آنحضرت طعامی پختہ شود قدری نخود بریان

قند سیاہ نیاز کردم شبی در واقعہ دیدم کہ انواع طعام بحضور آنحضرت عرضہ میدارند و در آن میان آن نخود و قند سیاہ نیز معروض و اشتند بنہایت ابتہاج و بشاشت قبال بہ بفر مودند و آنرا طلبیدند و چیزے ازان تناول کردند و باقی در اصحاب قسمت کردند و نیز حضرت شاہ عبد العزیز صاحب قدس اللہ سرہ العزیز در تفسیر سورۃ والانشقت بعد آیۃ و القمر اذا اتسق ارقام فرمودہ اند اول حالیتکہ بمجرد جدا شدن روح از بدن خواہد شد کسی انجملہ ابتر حیات سابقہ و الفت تعلق بدان و دیگر معروفان از انسباے جنس خود باقیست بود آن وقت گویا برزخ است درمیان زندگانی دنیا و استغراق عالم قبر کہ چیزے ازین طرف و چیزے ازان طرف دارد یعنیہ ابقاے وقت شفق است ہنوز تصرفات مخلوقات و آمد و شد آنہا منقطع نگردیدہ و جان داران ہمہ بیدار و حساس متحرک و در بقایاے اعمال روز مشغول و این حالت حالت اکتساب وجزاے برخے از نیکیہا ئے و بدیہا ست و مد د زندگان عبورگان درین حالت زود تر میسر سد و مردگان منتظر لحوق ازین طرف میباشند و چنان گمان میبرند کہ ہنوز زندہ ایم لہذا در حدیث شریف در احوال قبر وارد است کہ مرد مسلمان در انجا میگوید دعونی اصلی یعنی بگذارید مرا تا نماز بخوانم و نیز وارد ست کہ مردہ در انحالت مانند غریق است انتظار فریاد رسی میبرد و صدقات و ادعیہ و فاتحہ درینوقت بسیار بکار او مے آید و ازینجاست کہ طوائف بنی آدم تا یکسال علی الخصوص تا یکچلہ بعد موت درین نوع امداد و کوشش تمام مے نمایند و روح مردہ در قرب موت در خواب عالم تمثل ملاقات بزندگان میکنند و مافی الضمیر خود را اظہار مے نماید انتہی ہر چند دلائل و شواہد جواز فاتحہ کی بہت سی ہیں لیکن فقیر نے اسیجا اختصار کیا جسکو شوق ہو تو فقیر کے رسالہ موسوم بہ سمی بہ نذیر البشیر ہے دیکھیے انشاء اللہ تعالے تشفی خاطر ہو گی فائدہ

اس بیانسے معلوم ہوا کہ جو کچھہ فاتحہ فتوح اور نذر نیاز کہ مرسوم دیار ہند ہی از
موت میت تا یکسال و عروس بزرگان سب ماخوذ حدیث سے ہین اور حال
نذر نیاز بقرہ سید احمد کبیر و نیاز اصحاب کہف و نیاز بو علی قلندر سابق معلوم ہوا
کہ سب جائز ہین اگر یہہ تعین و تخصیص کہ ہر ایک کے نیاز مین معین و مقرر ہے اور
اوس کیواسطے یہہ دلیل ہے کہ مثلاً اولاً ایک شخص نے نذر کی کہ یا اللہ اگر یہہ مراد
میری بر آوے تو ایک گاے ذبح کرنے اوسکا گوشت اور تین من آٹا پکا کر میرے
دوست کا فاتحہ کر کے نیازیونکو کہلاونگا اور ثواب اوسکا سید احمد کبیر کو پہونچاونگا
اور جب مراد اوس کی پوری ہوئی تو بموجب سنت کے وہ یہہ عمل ظہور مین لایا اور
آئندہ بہی یہی سنت اور مومنین مین مرسوم رہے علی ہذا القیاس اور نیازون کو
مثل نیاز شاہ عبد الحق توشوی اور اصحاب کہف وغیر ذلک کے ایسا ہی سمجہنا
چاہیے اور اوسکو حضرت شاہ عبد العزیز صاحب نے تجربیات مین داخل کیا جیسا
کہ اہل علم پر پوشیدہ نہین ہے اور فاسق کو یہہ طعام متبرک نہ دینا اور دوسرے مومنین
اور مسلمین و متقین کو کہلانا حدیث سے ثابت ہے جیسا مشکوۃ شریف کے باب الحب
فی اللہ من اللہ مین لکہا ہے عن ابی سعید انہ سمع النبی
صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تصاحب الا مومنا ولا یاکل طعامک
الا تقی رواہ الترمذی وابو داؤد والدارمی ترجمہ روایت ہے ابی سعید
سے کہ تحقیق سنا ابی سعید نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے نہ پاس
بیٹھہ مگر مومنین کے اور نہ کہاوے کہانا تیرا مگر پرہیزگار اور آپکے چچا صاحب نے
یعنے شاہ عبد العزیز صاحب نے جواب مین سوالات عشرہ کے حقہ کو پوچہہ اجتماع

کراہیت چند مکروہ تحریمی لکھا اور خود حضرت مولوی صاحب جبکہ شہر الہ آباد مین
تشریف لائے اوسوقت شیخ غلام علی صاحب کہ سربراہ کار راجہ بنارس کے تھے
اونکے دعوت کی وقت وعظ مین حقہ اور افیون کو حرام کہا بلکہ افیون معہ ظروف اور
حقہائے قیمتی کو دریا مین ڈبوا دیا اب اگر مشائخ ایسے کہانے متبرک کو حقہ پینے والیکو
نذین تو انپر کیا الزام ہے اور کیونکر دین کہ انکے دعوے پر یہہ حدیث شاہد عادل
اور گواہ ہے اور نیز مشائخ اس طعام متبرک کو حقہ پینے والیکو نہ دینا سوائے ترک اولی کے
حرام نہین سمجھتے ہین یہانتک کہ اونپر الزام ہو اس فعل کو کہ ثابت حدیث سے
ہے اسکو شرک فی العادت کہنا اگر دن انصاف کے بارنے ہے کیونکہ مشرکین مکہ
کہتے تھے اپنے گمان پر کہ یہہ مواشی اور کہیتے حرام ہے جسکو چاہین گے ہم دینگے
اور یہہ بہی کہتے تھے کہ اسپر اللہ نے ہمکو حکم کیا ہے آگے اللہ صاحب نے انکے
جواب مین ارشاد فرمایا سیجزیہم بما کانوا یفترون قریب ہے یعنے جزا دیگا اللہ اونکو
ساتہہ اوس چیز کی کہ تہی وہ لوگ جہوٹہہ باندہتے اللہ پر مقام غور ہے کہ احکام مشائخ
اور مشرکین متحد نہین کیونکہ اونکا احکام اونکے گمان پر تہا نہ یہہ کہ اللہ صاحب نے
اوسپر اونکو حکم کیا تہا اسواسطے نسبت جہوٹہہ کے اونکی طرف اللہ صاحب نے کی
بخلاف احکام مشائخ کہ سب ماخوذ آیت اور حدیث سے ہین کما عرفت اور مسی
اور مہندی وغیر ذالک کا صحنک پر رکہنا مزخرفات زنان ہند سے ہے لا اصل لہ
واللہ اعلم اور سوائے اسکے جسنے دعوی کیا اوسپر اوسکا بیان لازم ہے تا آنکہ
ہم اوسپر کلام کرین اور ان بزرگونکو منکار اللہ کا ٹہراکے فاتحہ کرنیوالونکو داخل
مشرکین کے کرنا محض افترا اور کذب ہے چنانچہ تحقیق اسکی سابق گذری
قوله اخرج مسلم عن حفصة زوج النبي صلعم قالت قال

رسول اللہ صلعم من اتی عرافا فسئالہ عن شئی لم تقبل لہ صلوٰۃ اربعین لیلۃ مشکواۃ کے باب الکہانت مین لکہا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ بی بی حفصہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ جو کوئی جا دے کسی خبر دینے والے کے پاس پھر پوچھے اسسے کچہہ تو نہین قبول ہوتی اسکی نماز چالیس دن فائدہ یعنے جو کوئی غیب کی باتونکے بتانے کا دعوی رکہتا ہے اس پاس جو کوئی جاکر کچہہ پوچھے تو اوسکی عبادت چالیس دن تک قبول نہین ہوتی کیونکہ ان نے شرک کی بات کی اور شرک سب عبادتونکا نور کہو دیتا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نجومی اور رمال اور جفار اور فال دیکہنے والے اور نام نکالنے والے اور کشف اور استخارہ کا دعوے کرنیوالے اسمین داخل ہین اقول وباللہ التوفیق جواب علم غیب کا سشرحاً سابق دیا گیا و نیز مولویصاحب کے تابعین سے پوچھتے ہین کہ علم غیب ممکنات سے ہے یا من قبیل محالات اور ثانی باطل ہے کیونکہ اگر محالات سے ہوتا تو خضر علیہ السلام کو کیون علم غیب عطا ہوا بیضاوی شریف مین بذیل آیۃ وعلمناہ من لدنا علما لکہا ہے مما یختص بنا ولا یعلم الا بتوفیقنا وھو علم الغیوب ترجمہ اوس چیز سے کہ مخصوص ساتہہ ہمارے ہے اور نہین جانتا کوئی مگر توفیق ہماری سے اور وہی علم غیوب ہی اور مدارک مین تفسیر اس آیۃ کے یہہ لکھا ہے وقیل العلم اللدنی ما حصل للعبد بطریق الالہام علم لدنی وہ چیز ہے کہ حاصل ہو بندہ کو بطریق الہام کے اس دونو تفسیر سے یہہ بات ثابت ہوئی کہ علم غیب اور کشف اور الہام ممکنات سے ہے اور اپنے بندگان خاص کو عطا کیا اور کشف المحجوب مین لکہا ہے کہ کرامت ولی عین معجزہ نبی کا ہے اور وہی دلیل ہے

اسپر کہ معجزہ نبی کا ظاہر کیا پس معجزہ معجزہ کو نقص نہین کرتا آیا نہین دیکھتا ہے تو
کہ جبکہ مسمی حقیقت کو کہ کافرون نے مکہ مین دار پر کھینچا رسول اللہ صلعم مدینہ کی مسجد مین
بیٹھے تھے اور اوسکو دیکھتے تھے اور اپنے اصحاب سے فرماتے تھے وہ معاملہ کہ اوسکی ساتھ
کفار کرتے تھے اللہ صاحب نے حقیقت کی آنکھ سے ہی پردہ اوٹھایا یہانتک کہ اوسنے
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور سلام کیا اللہ تعالے نے اونکا سلام حضرت کے
سمع مبارک تک پہونچایا اور حضرت کا جواب اوسکو سنوایا مدینہ منورہ سے اور حضرت
نے دعا فرمائی اونکا منہ جانب قبلہ کے پھر گیا پس دیکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا مدینہ سے اونکو بطریق اعجاز اور حقیقت کا دیکھنا آنحضرت صلعم کا مدینہ مین مکہ سے
نہین کشف وکرامت اور داخل کرنا کشف وکرامت کا کہانت مین خارج از دین و
دیانت ہے اور ذیل اس حدیث کے طیبی مین لکہا ہے کہ کاہن وہ ہے کہ خبر دے
آیندہ کی باتون کی اور دعوے کرے شناخت پوشیدہ خبرون کا اور عرب مین کاہن
تھے کہ بعضون کے جن تابع تھے اور آسمان پر جاکر احکام کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کی
طرف سے صادر ہوتے تھے اوسکو دزدیدہ سنکر برہمنون کے کانون مین پہونچاتے
تھے اور بعضے ارواح جن اور شیطان سے استفادہ جھوٹی باتونکا اور اون
باتون سے کہ جو آدمی کو گمراہ کرتے ہین اور بعضے مقدمات اور اسباب اور اعلامات
اور افعال اور اقوال اور احوال سے تعرف وشناخت کرتے تھے اور یہی لوگ
مخصوص ہین ساتھ نام عراف کے کہ مکان مسروق اور گم شدہ کو معلوم کرین اب قبر بین
بندگان کو انمین داخل کرکے اونکے اعمال چالیس دن کے غیر مقبول ہونا زیادتی اوسپر
سنت کے ہے اور نیز بندگان روضۃ الاحباب مین لکھا ہے و در صحاح اخبار
وارد شدہ کہ حق تعالیٰ پیغمبر خویش را بر احوال اہل موتہ اطلاع داد و گویند ہمین را

مرفوع گردانید تا حضرت معرکہ و محاربہ ایشان را دید و یاران را خبر داد از احوال ہمہ و فرمود اخذ الرایۃ زید فاصیب ثم اخذھا جعفر فاصیب ثم اخذھا ابن رواحۃ فاصیب یعنے علم را زید گرفت و شہید شد بعد از ان جعفر گرفت و مرتبہ شہادت یافت بعد ازان ابن رواحہ برداشت و جرعہ شہادت چشید این سخن میفرمود و آب از چشم نرگسین وان میشد آنوقت فرمود حتی گرفت علم را شمشیری از شمشیرہائی خدا یعنی خالد علم بر گرفت و فتح بر دست او حاصل شد و در روایتے آنکہ فرمود یا خدایا بدرستی کہ خالد شمشیری از شمشیرہائے تست و یرا نصرت دہ و از ان روز باز خالد را سیف اللہ لقب شد و در تخصیص المغازی آوردہ کہ چون مسلمانان و کفار در موتہ بہم رسیدند در انحالت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم در مسجد مدینہ نشستہ بود و حال اہل موتہ ابر وے ظاہر ساختہ بودند چنانکہ در جنگگاہ ایشان رسیدند و نیز وارد ہوا کہ عمر بروز جمعہ خطبہ پڑہتے تہے اثنائے خطبہ مین فرمایا کہ یا ساریۃ الجبل الجبل اس قول کو حضرت سعد ابن وقاص نے سنا اور حالانکہ فاصلہ مابین حضرت عمر اور ابن وقاص کی بہت تہا اوسکو سنکر کمینگاہ کفار سے آگاہ ہوکر کفار کو مغلوب کیا اور سوا اسکے اخبار و آثار لکہنا موجب طوالت رسالہ ہے لہذا اسقدر پر کفایت کیا جسکو زیادہ توضیح منظور ہو کتب سیر کو ملاحظہ کرے بخوبی حال معجزہ اور کشف اور کرامت کا واضح اور آشکار ہوگا اور نام نکالنے کا طریقہ مولوی صاحب کے دادا صاحب یعنے شاہ ولی اللہ صاحب نے قول الجمیل مین لکہا ہے اور تابعین انکے کس کس بات کا انکار کرینگے آفتاب پر خاک ڈالینگے فی لہ اخرج ابو داود عن جبیر ابن مطعم قال اتی رسول اللہ صلعم اعرابی فقال جھدت

نفس وجاع العیال ونهکت الاموال وهلکت الانعام فاستسق الله لنا فانا نستشفع بک علی الله ونستشفع بالله علیک فقال النبی صلعم سبحان الله سبحان الله فمازال یسبح حتی عرف ذالک فی وجوه اصحابه ثم قال ویحک انہ لا یستشفع بالله علی احد شان الله اعظم من ذلک ویحک تدری ما الله ان عرشه علی سموٰاته لهکذا وقال باصابعه مثل القبة علیه وانه لیاط به اطیط الرحل بالراکب

مشکوٰۃ کے باب بدء الخلق مین لکھا ہے کہ ابو داؤد نے ذکر کیا کہ جبیر نے نقل کیا کہ آیا پیغمبر خدا کے پاس ایک گنوار پس کہا سختی سے ہلاک ہوگئین جانین اور بھوکی مرتی مین بچے اور نقصان ہوئے مال اور مرگئے مواشی سو مینہ مانگ اللہ سے واسطے ہمارے کیونکہ ہم سفارشی چاہتے ہین تمہاری اللہ کے پاس اور اللہ کے تمہارے پاس سو پیغمبر خدا نے فرمایا کہ نراہی اللہ نراہی اللہ سو اللہ کی پاکی یہانتک بولتے رہے کہ اسکا اثر یارون کے چہرہ مین معلوم ہونے لگا پھر فرمایا کہ کیا ہے بیوقوف ہے تو اللہ کو سفارشی بناتے لاتے کسی کے آگے اللہ کی شان بڑی ہے اسی افسوس ہے تجہپر آیا جانتا ہی تو کہ کیا چیز ہے اللہ بیشک تخت اوسکا اوس کے آسمانون پر اسطرح سے ہے اور بتایا اپنی انگلیون سے قبے کیطرح اور بیشک وہ چرچر بولتا ہے اسی جیسا کہ چرچر بولے اونٹ کا پالان سوار کے بوجہہ سے اقول وبالله التوفیق حال جواز استشفاع سابق گذرا اور ناخوشی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صرف اس امر پر تہے کہ وہ گنوار اللہ کو شفیع لایا اور اللہ کو شفیع قرار دینا ہرگز درست نہین قولہ کسی نے یہ بیت کہی کہ دل از مہر محمد ریش

دارم + رفاقت باخدای خویش دارم + جواب اوسکا یہہ ہے کہ یہہ شعر کہ جسکا محل محمل صحیح پر کر سکتے ہین داخل تحت قول اعرابی وگنوار نہین بلکہ داخل آیۃ کریمہ کہ جو آخیر رکوع سورہ مریم مین مذکور ہے ان الذین امنوا وعملوا الصالحات سیجعل لہم الرحمٰن ودّا ہ ترجمہ یعنے بیشک وہ لوگ کہ ایمان لائے اور کام اچھے کئے قریب ہے کہ ظاہر کرے گا اللہ انکے واسطے دوستی خلق کی دلونمین بدون اسباب اور وسائلکے اور حدیث مین وارد ہے کہ جب اللہ سبحانہ وتعالے کسی بندے کو دوست رکھتا ہے جبرئیل سے فرماتا ہے کہ مین فلانے بندے کو دوست رکھتا ہون تو بہی اوسکو دوست رکہہ تو جبرئیل علیہ السلام بہی اوسکو دوست رکہتے ہین اور ایک پکارنیوالا پکارتا ہے آسمانیون کو کہ حق سبحانہ وتعالے فلانے کو دوست رکہتا ہے تم بہی اوسکو دوست رکہو پہر آسمانی اوسکو دوست رکہتے ہین بعد اوسکے محبت اوسکی رکہتا ہے زمین مین تا اینکہ زمین والے بہی اوسکو دوست رکہین اور یہی معنے ہین اس شعر کے کہ قائل کہتا ہے ۵ دل باز مہر محمد ریش دارم + رفاقت باخدائے خویش دارم + یعنے اپنے دل کو محبت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے زخمی اور گہائل رکہتا ہون اور کیونکر نہ رکہون کہ حق سبحانہ تعالے خود انکے ساتھہ محبت رکہتا ہے اور انکو اپنا محبوب ٹہرایا پس اس محبت مین مین اپنا رفیق اللہ کو رکہتا ہون کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ صاحب کو باین کلمہ ارشاد فرمایا کہ ھو الرفیق الاعلے پس حضرت رفیق اللہ صاحب کے ہوئے اور مین رفیق محمد صاحب کا بموجب آیۃ کریمہ وما ارسلنا من رسولٍ الا لیطاع باذن اللہ ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن

الٹا کہ فیقا ٹھہرا اور یہہ جو کہا کہ ع با خدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار جواب اسکا یہہ ہے کہ داخل تحت آیتہ کریمہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی کے ہے نہ داخل تحت قول اعرابی وگنوار کے کیونکہ قول اوسکا کہ با محمد ہوشیار باش یعنے اتباع محمد کو چہوڑنا نچاہیے ورنہ باعث ہلاکت دنیا اور آخرت ہوگا اور قول اوسکا کہ باخدا دیوانہ باش یعنے ساتھہ اللہ کے ایسی محبت پیدا کرنی چاہیے کہ لوگ اوسکو دنیا مین دیوانہ کہین اور یہہ دیوانگی اوسوقت ظاہر ہوتی ہے کہ سوائے اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرا خیال اوسکو تہو اور یہہ جو کچہہ شاعرون نے کہا عین ادب ہے مگر جو کوئی نہ سمجہے اور اوسکو بے ادبی تعبیر کرے تو اوس سے انکار آیات قرانی کا ظہور مین آویگا وہو کما تری الحمد للہ کہ اسجگہہ قول حق یعنے دعائے ادب زبان پر مولویصاحب کے گزرے ع از خدا خواہیم توفیق ادب + بے ادب محروم گشت از فضل رب + اور یہہ جو کہا کہ ایک ختم مشہور ہے کہ اسمین یون پڑہتے ہین یا شیخ عبد القادر شیئا للہ جواب یہہ ہے کہ شیخ عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کو مختار کل نہین ٹہرایا جیسا کہ اوس اعرابی نے ٹہرایا تہا بلکہ اسنجا تو مختار کل اللہ ہے اور لفظ للہ اسی پر دلالت کرتا ہے پہر تو یہہ قول ایسا ہوا کہ جیسا کوئی کسی سے کہے کہ فلانی چیز ہمکو للہ عطا کیجیے تو یہہ قول کمال عظمت اللہ پر دلالت کرتا ہے نہ کہ اوسکی تحقیر پر ہان جیسا کہ مولوی صاحب فرماتے ہین کہ اگر یون کہے کہ یا اللہ کچہہ دے تو شیخ عبد القادر کیو اسطے تو بجا ہے تو یہہ ہی درست ہے اور توسل محبوب الٰہی ہے اور حال ثبوت توسل کا احادیث سے سابق بخوبی ظہور مین آیا یہہ ہی بات معلوم ہوئی کہ مقبول اللہ کو نزدیک اللہ کے توسل ٹہرانا بیشک جائز و درست ہے جب ثبوت ان امورات کا آیات قرآنی اور اقوال ربانی مولوی صاحب

سے معلوم ہوا تو آگے جو کچھہ کہ فرمایا غرضکہ منہ سے بولئے نہ جیسے یو شرک کی بابت
ادبی کی ظاہر ہوا الخ سب دہو گیا فتفکر ولا تغفل وکن من الشاکرین و
اعبد ربک حتی یاتیک الیقین **قوله** اخرج ابوداؤد والنسائی
عن شریح ابن ہانی عن ابیہ انہ لما وفد الی رسول اللہ
صلعم مع قومہ سمعھم یکنونہ بابی الحکم فدعاہ رسول
اللہ صلعم فقال ان اللہ ھو الحکم والیہ الحکم فلم تکنی ابا الحکم
مشکوٰۃ کے باب الاسامی مین لکہا ہے کہ ابوداؤد اور نسائی نے ذکر کیا کہ شریح
نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ وہ جب آیا پیغمبر خدا کے پاس اپنی قوم کے ساتہہ
حضرت نے سنا انلوگون کو کہ کہتے ہین اسکو ابو الحکم یعنے اصل قضیہ چکا دینے والا
سو بلایا اوسکو پیغمبر خدا نے اور فرمایا بیشک اللہ ہے اصل قضیہ چکا دینے والا اور
اوسیکا ہے حکم پہر تجہکو کیون کہتے ہین ابو الحکم فائدہ یعنے یہہ بات کہ قضیہ کو چکا
دے اور جہگڑے کو مٹا وے یہہ اللہ ہی کی شان ہے کہ آخرت مین ظہور کرے گی
کہ اگلی پچہلی دین و دنیا کے جہگڑے سب صاف ہو جاوینگے اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ جو لفظ اللہ کے شان کے لائق ہے اور اوسی مین وہ پائے جاتی ہے
سو اور کسیکو نہ کہئے جیسے بادشاہون کا بادشاہ مالک سارے جہان کا خداوند
جو چاہے کر ڈالے معبود بڑا دانا بے پروا علے ہذا القیاس اقول باللہ التوفیق
جو کچھہ کہ اس مقام مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اوسکے اوپر کنیت سے کیونکہ
حکم اللہ صاحب کا نام ہے سوائے اوسکے کسی دوسرے سے کنیت کرنا ترک
اولی ہے جیسا کہ بقیہ حدیث کہ مولویصاحب نے مخل مطلب اپنا سمجھکر چہوڑ دیا دال
اسپر ہے پس اس حدیث کو واسطے اثبات شرک مومنین کے لانا زیادتی علی السنت

چنانکہ ہانی نے کہا اِنَّ قومی اذا اختلفوا فی شیٔ اتونی فحکمت بینھم فرضی کلا الفریقین مجھکے فقال رسول اللّٰہ صلعم ما احسن ھذا فما لک من الولد قال لی شریحٌ و مسلمٌ وعبد اللّٰہ قال فمن اکبرھم قال قلت شریحٌ قال فانت ابو شریح رواہ ابوداؤد والنسائی

ترجمہ یعنے کہا ہانی نے کہ جسوقت میری قوم اختلاف کرتی ہے کسی شئے مین آتے ہین میرے پاس پہر حکم کرتا ہون مین درمیان اون لوگون کے پس راضی ہوتے ہین دونو فریق میرے حکم پر پس فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نعم کرکس چیز نے نیک کیا اسکو پہر فرمایا تیرے کئے لڑکے ہین اوسنے جواب دیا شریح و مسلم وعبد اللہ فرمایا کون بڑا ہے اونمین کہا کہ مین نے عرض کیا شریح فرمایا آنحضرت نے کہ تو ابو شریح ہے روایت کیا اسکے تئین ابوداؤد اور نسائی نے فائدہ چونکہ پہلہ نام اوسکے اوپر احسن نہ تہا اسکو تبدیل فرمایا ابو شریح رکہا تا کہ مناسبت نام ما بین باپ او بیٹے کے ہوجاوے اور کچہہ تعرض شرک اور غیر شرک سے نکیا اور یہہ جو آنحضرت نے فرمایا اِنَّ اللّٰہ ھو الحکم والیہ الحکم فلم تکنّی ابالحکم مراد اسی حکومت حقیقی ہے نہ مجازی کیونکہ ظہور اس حکومت خاص کا جناب باری سے دن قیامت کو ہوگا اسیواسطے اطلاق اسکا سوائے جناب باری کے غیر پہ صحیح نہین ورنہ اطلاق اور حکومت کا مجازًا سوائے خداوند تعالےٰ کیو اسطے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور دوسرے مومنین کے قرآن مین موجود ہے جیسا کہ سورہ نسا مین بیچ حق حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد فرمایا فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما

شجر بینہم ثم لا یجدو فی انفسہم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما ترجمہ سو قسم ہے تیرے رب کی اونکو ایمان نہو گا جب تک تجکو منصف نجانین جو جہگڑا اوٹہے آپس مین پہر نپاوین اپنے جی مین خفگی تیرے چکوتے پر اور قبول رکہین مان کر اور اسی سورۂ مین دوسری جگہہ فرمایا وان خفتم شقاق بینہما فابعثوا حکما من اہلہ وحکما من اہلہا ان یریدا اصلاحا یوفق اللہ بینہما ان اللہ کان علیما خبیرا اگر تم ڈرو لڑ دو نو آپس مین ضد کہتے ہین تو کہڑا کرو ایک منصف مرد والون مین سے اور ایک منصف عورت والون مین سے اگر یہہ دو نو چاہین کے صلح تو اللہ ملا دیگا اونمین اللہ سب جانتا ہے خبر رکہتا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہر اجتیال اسلئے کیہہ گنیتا ایام جاہلیت کے تہے شاید وہ لوگ معنے حقیقی سمجہتے ہین اسلئے تبدیل فرمایا نہ یہہ کہ شرک ہے اور کوئی مسلمان اسکے معنے حقیقی مراد نہین لیتا تا اسکے اوسپر اطلاق مشرک کا کرین جب یہہ بات بپایہ ثبوت پہونچی تو اطلاق شاہنشاہ کا اور بادشاہون پر باین اعتبار جائز اور درست ہوا کیونکہ مراد اسی سب بادشاہونکا بادشاہ جیسے شاہ روم اوسکے نیچے بہت سے سلاطین ہین اور اسکا معنے حقیقی اصلا مراد نہین جیسا کہ سابق ذکر ہوا اور اطلاق شاہنشاہ کا زبان فارسی مین اس معنے پر اکثر جا وارد ہوا چنانچہ سعدی علیہ الرحمہ نے اپنی کتابونمین اکثر جا ذکر کیا ہے شہنشہ کہ بازارگان نرا بخست + درخیر بر روی لشکر بہ بست + دوسری جگہہ پہر کہا ہے دوان آمدش گلہ بانی بہ پیش + شہنشہ بر آورد تعلق زکیش + اور تیسری جگہہ یہہ فرمایا ہے شہنشہ برآشفت کانیک وزیر + تعلل میندیش وحجت مگیر قولہ اخرج فی شرح السنۃ عن حذیفۃ عن النبی صلعم قال

تقولوا ما شاء اللہ وشاء محمدؐ و قولوا ما شاء اللہ
وحدہٗ مشکوٰۃ کے باب الاسامی مین لکھا ہے کہ شرح السنتہ مین ذکر کیا کہ
نقل کیا حذیفہ نے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یون نہ بولا کرو کہ جو چاہے اللہ اور محمد اور
بولا کرو جو چاہے اللہ اقول و باللہ التوفیق یہہ روایت منقطع کہ جسکو مولوی صاحب
نے نقل کیا موافق مقصود تہے اور بالاسکے روایت قولیہ کہ اوسکی روائی صحابہ کرام
مین ظاہر اوہ مخل مقصود تہے ترک کیا اور اوسے صاف ظاہر ہے کہ ایسے کلمات عندالاطلاق
جائز ہین بادنی تغیر جیسا کہ مشکوٰۃ مین نقل کیا عن حذیفۃ عن النبیؐ صلعم
قال لا تقولوا ما شاء اللہ وشاء فلانؐ ولکن قولوا ما شاء
اللہ ثم شاء فلانؐ رواہ احمد وابوداؤد ترجمہ حذیفہ نے
روایت کیا ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا مت کہو کہ وہ چیز کہ چاہا اللہ نے اور چاہا
فلانے نے ولیکن کہو وہ چیز کہ چاہا اللہ نے پہر چاہا فلانے نے روایت کیا اسکے
تئین احمد و ابوداؤد نے فائدہ اس حدیث سے وہ فائدہ جو مولوی صاحب
نے استفادہ کیا صاف باطل ہوا اور رجال جاننا اور نہ جاننا انبیاء کرام خصوصًا
نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کا بحث علم غیب مین سابق گذرا اوسکو او سجا دیکہنا چاہیے
قولہ اخرج ابوداؤد عن ثابت ابن الضحاک قال نذر
رجلٌ علی عہد رسول اللہ صلعم ان ینحر ابلًا ببوانۃ فاتی
رسول اللہ صلعم فاخبرہٗ فقال رسول اللہ صلعم ہل
کان فیہا وثنٌ من اوثان الجاہلیۃ یعبد قالوا لا قال
فہل کان فیہا عیدٌ من اعیادہم قالوا لا فقال رسول
اللہ صلعم اوف بنذرک فانہ لا وفاء لنذرٍ فی معصیۃ

ولا فیما لا یملک ابن آدم مشکوٰۃ کے باب النذور مین
لکھا ہے کہ ابو داؤد نے ذکر کیا کہ ثابت نے نقل کیا کہ ایک شخص نے منت مانی
پیغمبر خدا کے وقت کہ ذبح کرے اونٹ ایک مکان مین کہ اوسکا نام بوانہ تھا پھر آیا پیغمبر خدا
کے پاس اور خبر دی اونکو سو پیغمبر خدا نے پوچھا کہ وہان کوئی تھا بت کفر کے وقت کا کہ
پوجتے ہون لوگون نے کہا کہ نہین پھر پوچھا کہ کوئی تہوار تہا انکا لوگون نے کہا کہ نہین
فرمایا کہ پوری کر تو اپنی منت کو کیونکہ نہ پورا کیا جاہے ایسے منت کو کہ اوسمین کچھ اللہ
کا گناہ ہو اور اوس چیز مین نذر درست نہین جسکا آدمی مالک نہو فائدہ یعنے اللہ
کے سوا اور کسیکی منت ماننی گناہ ہے سو ایسی منت کو پوری کرنی چاہیئے اس
حدیث سے معلوم ہوا کہ اول تو اللہ کے سوا کسیکی منت نہ مانے اور جو مانے ہو تو
نہ پوری کیجئے کیونکہ یہہ بات خود گناہ ہے پھر اسپر ہٹ کرنی اور گناہ زیادہ ہے اور
یہہ بہی معلوم ہوا کہ جس جگہہ اللہ کے سوائے کسی اور کے نام پر جانور چرہاتے ہون
یا پوجا کرتے ہون یا اور کسیطرحکا وہان جمع ہو کر شرک کرتے ہون وہان اللہ کے
نام کا جانور بہی نہ لیجائے اور کسیطرح اونمین نہ شریک ہو جیئے نہ اچھی نیت سے
نہ بری کیلئے مشابہت کرنی خود بری بات ہے انتہی اقول وباللہ التوفیق
یہہ جو مولوی صاحب نے فائدہ مین کہا کہ یعنے اللہ کے سوا اور کسیکی منت ماننی
گناہ ہے یہہ اصلا حدیث سے پوچھا نہین جاتا ہان حدیث سے اسقدر بات
بوجہی جاتی ہے کہ اگر کسی شخص نے نذر کی کہ اگر میرا مطلب برآویگا تو مین قربانی واسطے
اللہ کی ایک مکان خاص مین یعنے بوانہ یا سوا اسکے کرونگا تو اس طرح کی نذر عند الشرع
جائز ہے مگر مشروط ہے بدو شرط ایک یہہ کہ اوسجا بت پرستی نہوتی ہو دوسری
یہہ کہ عید کافرون کے نہو اور سوا اسکے ایفائی نذر اوس مکان خاص مین واجب اور

تقولوا ما شاء الله وشاء محمدؐ و قولوا ما شاء الله وحدہٗ مشکوٰۃ کے باب الاسامی مین لکھا ہے کہ شرح السنۃ مین ذکر کیا کہ نقل کیا حذیفہ سے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یون نہ بولا کرو کہ جو چاہے اللہ اور محمد اور بولا کرو جو چاہے اللہ اقول و باللہ التوفیق یہہ روایت منقطع کہ جسکو مولوی صاحب نے نقل کیا موافق مقصود ہے اور بالاسکے روایت قوئیہ کہ اوسکی رواۃ صحابہ کرام مین ظاہر او محل مقصود تھے ترک کیا اور اوسے صاف ظاہر ہے کہ ایسے کلمات عند الاطلاق جائز ہین با دنی تغیر جیسا کہ مشکوٰۃ مین نقل کیا عن حذیفۃ عن النبی صلعم قال لا تقولوا ما شاء اللہ وشاء فلانؐ ولکن قولوا ما شاء اللہ ثم شاء فلانؐ رواہ احمد وابوداؤد ترجمہ حذیفہ نے روایت کیا ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا مت کہو کہ وہ چیز کہ چاہا اللہ نے اور چاہا فلانے نے ولیکن کہو وہ چیز کہ چاہا اللہ نے پھر چاہا فلانے نے روایت کیا اسکے تئین احمد وابوداؤد نے فائدہ اس حدیث سے وہ فائدہ جو مولوی صاحب نے استفادہ کیا صاف باطل ہوا اور حال جاننا اور نہ جاننا انبیاء کرام خصوصاً نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کا بحث علم غیب مین سابق گذرا اوسکو اوسجا دیکھنا چاہیے

قولہ اخرج ابوداؤد عن ثابت ابن الضحاک قال نذر رجلؐ علی عہد رسول اللہ صلعم ان ینحر ابلاً ببوانہ فاتی رسول اللہ صلعم فاخبرہٗ فقال رسول اللہ صلعم ھل کان فیہا وثنؐ من اوثان الجاھلیۃ یعبد قالوا لا قال فھل کان فیہا عیدؐ من اعیادھم قالوا لا فقال رسول اللہ صلعم اوف بنذرک فانہ لا وفاء لنذر فی معصیۃ اللہ

ولا فیما لا یملک ابن آدم مشکوۃ کے باب النذور مین لکھا ہے کہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ ثابت نے نقل کیا کہ ایک شخص نے منت مانی پیغمبر خدا کیوقت کہ ذبح کرے اونٹ ایک مکان مین کہ اوسکا نام بوانہ تھا پھر آیا پیغمبر خدا کے پاس اور خبر دی اونکو سو پیغمبر خدا نے پوچھا کہ وہان کوئی تھا بت کفر کے وقت کا کہ پوجتے ہون لوگون نے کہا کہ نہین پھر پوچھا کہ کوئی تہوار تہا انکا لوگون نے کہا کہ نہین فرمایا کہ پوری کر تو اپنی منت کو کیونکہ نہ پورا کیا جاہے ایسے منت کو کہ اوسمین کچھ اللہ کا گناہ ہو اور اوس چیز مین نذر درست نہین جسکا آدمی مالک نہو فائدہ یعنے اللہ کے سوا اور کیسکی منت ماننی گناہ ہے سو ایسی منت کو پوری کرنی چاہیے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اول تو اللہ کے سوا کیسکی منت نہ مانے اور جو مانے ہو تو نہ پوری کیجئے کیونکہ یہہ بات خود گناہ ہے پھر اسپر ہٹ کرنی اور گناہ زیادہ ہے اور یہہ بہی معلوم ہوا کہ جس جگہہ اللہ کے سوائے کسی اور کے نام پہ جانور چڑہاتے ہون یا پوجا کرتے ہون یا اور کسیطرحکا وہان جمع ہوکر شرک کرتے ہون وہان اللہ کے نام کا جانور بہی نہ لیجائے اور کسیطرح اونمین نہ شریک ہو جیسے اچھی نیت سے نہ بری کیلئے مشابہت کرنی خود بری بات ہے انتہی اقول وباللہ التوفیق یہہ جو مولوی صاحب نے فائدہ مین کہا کہ یعنے اللہ کے سوا اور کیسکی منت ماننی گناہ ہے یہہ اصلا حدیث سے بوجہا نہین جاتا ہان حدیث سے اسقدر بات بوجہی جاتی ہے کہ اگر کسی شخص نے نذر کی کہ اگر میرا مطلب برآویگا تو مین قربانی واسطے اللہ کی ایک مکان خاص مین یعنے بوانہ یا سوا اسکے کرونگا تو اس طرح کی نذر عند الشرع جائز ہے مگر مشروط ہے بدو شرط ایک یہہ کہ اوسجا بت پرستی نہوتی ہو دوسری یہہ کہ عید کافرون کے نہو اور سوا اسکے ایفائے نذر اوس مکان خاص مین واجب اور

لازم ہوگی آیا مراد اللہ کے سوا کیا ہے اگر یہہ ہے مثلاً کہ یا امام صاحب اگر میرے
بیٹا ہوگا تو مین واسطے تمہارے قربانی کرونگا تو البتہ حرام ہے اور غیر مشروع
اور اگر یہہ مراد ہے کہ یا اللہ اگر میرے بیٹا ہوگا تو مین واسطے تیرے ایک مکان خاص
مین قربانی کرکے ثواب اوسکا شاہ بو علی قلندر اور سوا اسکے انبیا اولیا کو بخشونگا
تو اسکے جواز مین کچہہ شک و شبہہ نہین **قولہ** اخرج احمد عن عائشة
رضی اللہ عنہا ان رسول اللہ صلعم کان فی نفر من المہاجرین
والانصار فجاء بعیر فسجد لہ فقال اصحابہ یا رسول اللہ تسجد
لک البہائم والشجر فنحن احق ان نسجد لک فقال اعبدوا ربکم واکرموا اخاکم
مشکوۃ کے باب عشرت النسا مین لکہا ہے امام احمد نے ذکر کیا کہ
بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا علیہ السلام کئی مہاجرین والانصار بیچ
تہے کہ آیا ایک اونٹ پہر اوسنے سجدہ کیا پیغمبر خدا کو سو اونکے اصحاب کہنے لگے کہ
اے پیغمبر خدا تمکو سجدہ کرتے ہین جانور اور درخت سو ہمکو تو ضرور چاہیے کہ تمکو سجدہ
کرین فرمایا کہ بندگی کرو اپنے رب کی اور تعظیم کرو اپنے بہائی کی **فائدہ** یعنے ایس
مین سب بہائی ہین جو بڑا بزرگ ہووے بڑا بہائی ہے سو اسکی بڑے بہائی کیسی
تعظیم کیجیئے اور مالک سب کا اللہ ہی ہے بندگی اوسی کی چاہیئے اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ اولیا و انبیا امام و امام زادے پیر و شہید یعنے جتنے اللہ کے مقرب بندے
ہین وے سب انسان ہی ہین اور بندے عاجز اور ہمارے بہائی مگر انکو اللہ نے
بڑائی دی ہم پر وے بڑے بہائی ہوئے ہمکو انکی فرمانبرداری کا حکم کیا ہے ہم
انکے چہوٹے ہین سو انکی تعظیم انسانون کی سے چاہیئے نہ خدا کی سی اور یہہ
بہی معلوم ہوا کہ بعض بزرگون کو بعضے درخت اور جانور مانتے ہین چنانچہ بعضی

درگاہ ہو نیپر شیر حاضر ہوتے ہین اور بعضی درگاہ پر ہاتہی اور بعضی پر بہیڑیے مگر آدمی کو
اسکی کچہہ سند نہ پکڑنا چاہیے بلکہ آدمی ویسی ہی تعظیم کرے کہ اللہ نے بتلائی ہو
اور شرع مین جائز مثلاً قبرون پر مجاور بنا شرع مین نہین بتایا سو ہرگز وہان
نہ بیٹھے اگر کسی کی قبر پر شیر اتنے دن بیٹھا رہتا ہو اوسکی سند نہ پکڑے کہ آدمی کو
جانور کی ریس کرنی نہ چاہیے اقول وباللہ التوفیق اس حدیث سے
یہ بات ثابت ہوئی کہ تعظیم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حیوانات اور انسان
اور چرند اور پرند اور وحوش و طیور اور سائر مخلوقات پر واجب اور لازم ہے اور کیونکر
لازم نہوگی کہ ذات بابرکات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے منجملہ محترمات اور شعائر اللہ
کے ہے اور اللہ صاحب نے سورہ حج مین ارشاد فرمایا ومن یعظم
حرمٰت اللہ فھو خیر لہ عند ربہ ترجمہ اور جو کوئی بڑائی رکہے اللہ کے
ادب کی سو وہ بہتر ہے اوسکو اپنے رب کے پاس اور آگے اوسکے یہہ فرمایا ومن
یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب اور جو کوئی ادب رکہے
اللہ کے نام لگی چیزونکا سو وہ دلکی پرہیزگاری سے ہے اور جبکہ عدم تعظیم
شعائر اللہ کی مثل ناقہ صالح علیہ السلام کے کہ جسکی نسبت اللہ صاحب نے
سورہ ہود مین فرمایا کہ ولا تمسوھا بسوء فیاخذکم عذاب
قریب اور نہ چہیڑو اوسکو بری طرح تو پڑیگا تمکو عذاب نزدیک کا موجب عقاب
ہوئے تو اب عدم تعظیم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ عمدہ شعائر اللہ سے ہین کیونکر
موجب عذاب الیم نہوگی البتہ خدا کی سی تعظیم نچاہیئے اور یہہ قول حضرت مولویصاحب
کا کہ وہ جیسے بہائی ہین بڑے بہائی کیسے تعظیم چاہیئے ہرگز مفاد حدیث شریف
نہین اور حضرت صلعم نے اطلاق لفظ اخ کا صرف بنظر شفقت و رحمت کے فرمایا ہے

ور نہ رتبہ آپکا فوق تمام عالم کے ہی اور تعظیم و تکریم بہی موافق مرتبہ کے چاہیے اور
ہمکو ہرگز زیبا نہین کہ ہم حضرت صلعم کو باپ یا بہائی یا چچا کہین اور اونکے ساتہہ باپ اور
بہائی کا سا برتاؤ کرین اسلیئے کہ جب حضرت صلعم نے حضرت زید کو اپنا متبنی کیا تو بعض
لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت زید کا باپ کہنے لگے تب اللہ تعالے نے سورہ
احزاب مین اسسے منع فرمایا اور کہا ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول
اللہ وخاتم النبین ترجمہ نہین ہے محمد باپ کسی کا تمہارے مردون سے لیکن رسول اللہ کے
ہین اور خاتم النبین ہین اور سورہ نور مین یہہ ارشاد فرمایا ولا تجعلوا دعاء الرسول
بینکم کدعاء بعضکم بعضا ترجمہ نہ پکارو تم رسول کو جیسا تم ایک دوسرے کو پکارتے
ہو قوله اخرج مسلم عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلعم لا يقولن
احدكم عبدي وامتي كلكم عبيد الله وكل نسائكم
اماء الله ولكن ليقل غلامي وجاريتي وفتاي وفتاتي
ولا يقل العبد لسيده مولائي فان مولاكم الله
مشکوۃ شریف کے باب الاسامی مین لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ کوئی تم مین سے یون نہ بولے کہ میرا بندہ اور میرے
بندے تم سب اللہ کے بندے ہو اور تمہاری عورتین سب اللہ کی بندیان ہین اور
ہے تو میرا لڑکا اور لڑکی اور چہوکرا اور چہوکری اور غلام بہی اپنے میان کو یون نہ کہے کہ
میرا مالک کیونکہ تم سب کا مالک اللہ ہے ف یعنے میان اپنے غلام اور لونڈی کو
اپنا بندہ اور اپنی بندی نہ کہے اور غلام اپنے میان کو اپنا مالک نکہے کیونکہ مالک اللہ
ہے اور سب اوسکے بندے ہین نہ ایک دوسرے کا بندہ ہے نہ مالک اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ جو کوئی حقیقت مین کسیکا غلام ہو تو بہی آپسمین یہہ گفتگو نہ کرین کہ یہہ اسکا بند

اور وہ اسکا مالک پھر چھوٹہہ موٹہہ کا بندہ بنا اور عبد النبی اور بندہ علی اور بندہ حضور اور پیر ستا
خاص اور امیر پرست اور آشنا پرست اپنے تئین کہلوانا اور کسیکو خداوند خدایگان
دانا کہہ بیٹھنا تو محض بیجا ہے اور نہایت بی ادبی اور ذرہ سی بات مین کہنا کہ تم ہماری
جان اور مال کے مالک ہو ہم تمہارے بس مین ہین جو چاہو سو کرو محض جھوٹہہ اور شرک
کی بات ہے اقول و باللہ التوفیق تبع آن حضرت کا بطریق افتخار اور معنی حقیقی کے
ہے ورنہ لعارض درمیان اس حکمت اور کلام اللہ کر باقی رہیگا کیونکہ اللہ صاحب نے سورۂ نور مین
فرمایا ہے وانکحوا الایامی منکم والصالحین من عبادکم وامائکم ان
یکونوا فقراء یغنہم اللہ من فضلہ واللہ واسع علیم ولیستعفف
الذین لا یجدون نکاحا حتی یغنیہم اللہ من فضلہ والذین
یبتغون الکتاب مما ملکت ایمانکم فکاتبوہم ان علمتم
فیہم خیرا واتوہم من مال اللہ الذی اتاکم ولا تکرہوا
فتیتکم علی البغاء ان اردن تحصنا لتبتغوا عرض الحیوۃ الدنیا
ومن یکرہہن فان اللہ من بعد اکراہہن غفور رحیم
ترجمہ بیاہ دو رانڈون کو اپنے اندر اور جو نیک ہون تمہارے غلام اور لونڈیاں
اگر وہ ہونگے مفلس اللہ اون کو غنی کرے گا اپنے فضل سے اللہ سمائی والا ہے
سب جانتا ہے اور آپ کو تھامتے رہین جنکو نہین ملتا بیاہ جب تک کہ مقدور دیوے
اون کو اللہ اپنے فضل سے اور جو لوگ چاہین لکھا تمہارے ہاتھہ کے مال مین
تو اون کو لکھا دے اگر سمجھو ان مین کچھہ نیکی اور دو اونکو اللہ کے مال سے جو تمکو
دیا ہے اور نہ زور کرو چھوکریون پر بدکاری کیواسطے اگر وہ چاہین قید سے
رہنا کہ کمانا چاہو اسباب دنیا کے زندگانی کا اور جو اونپر زور کرے تو اللہ ان کے

بخشنے والا مہربان ہے فائدہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ بول
چال بندہ اور باندی اور مالک کا انسان میں صحیح و درست ہے اور تحقیق اسکی ہو
سابق مین بخوبی ظہور مین آگئے کہ اس نسبت کی بول چال انسان مین بطریق مجاز ہے
جیسا سابق گذرا اور نسبت عبد کی طرف انسان کی بدلیل نص قرآنی جیسا سابق
گذرا ثابت و محقق ہے اور نسبت مولا کی طرف جبرئیل و مومنین اور صالحین کے
سورۂ تحریم سے ظاہر اور آشکار ہے جیسا کہ اللہ صاحب نے فرمایا وان تظاہرا فان
اللہ ھو مولٰہ وجبریل وصالح المومنین والملئکۃ بعد
ذلک ظہیر ترجمہ اور اگر دونو چڑھائیان کرین اوسپر تو اللہ ہے اوسکا رفیق
اور جبرئیل اور نیک ایمان والے اور فرشتے اسکے پیچھے مددگار ہین اور نیز حدیث سے
ثابت ہے انا سید ولد آدم ولا فخر لی اور سعد کے حق مین فرمایا قوموا
الی سیدکم سب ایسی بول چال پر نسبت شرک کی طرف کسی انسان کے کرتی
زیادہ علی الکتاب والسنت ہے اور نیز اس منع مین وہ ہے کہ جو سابق گذرا اور
جو کچھ کہ فائدہ مین ذیل اس حدیث کے بیان کیا سب اس تحقیق انیق سے باطل
ہوا قولہ اخرج الشیخان عن عمر رض قال رسول اللہ صلعم لا
تطروني کما اطرت النصاری ابن مریم فانما انا عبدہ فقولوا عبد
اللہ ورسولہ مشکوٰۃ کے باب المفاخرت مین لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے
ذکر کیا کہ حضرت عمرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا مجکو حد سے مت بڑھاؤ جیسا کہ
عیسے ابن مریم کو نصری نے بڑھایا سو مین تو اوسکا بندہ ہی ہون سو یہی کہو کہ اللہ
کا بندہ ہون اور اوسکا رسول الخ اقول وباللہ التوفیق اس حدیث کا مقصد
یہ ہے کہ مجکو تعریف مین زیادہ حد سے نہ بڑھاؤ جیسا کہ نصری نے حد سے تجاوز

کرکے عیسی علیہ السلام کو ابن اللہ اور یہود نے عزیر علیہ السلام کو ابن اللہ کہا اور مین
تو اوسکا بندہ اور رسول ہون غرضکہ غایت کمالات انسانی رسالت پر تمام
ہوتے ہین اور اوس سے بڑہکر کوئی مرتبہ نہین ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر
اور جو کچہہ مولوی صاحب نے اس فائدہ مین افادہ فرمایا وہ حاصل حدیث نہین اور ایسی
بحث کرنی خارج از شریعت ہے اور مولویصاحب مختار ہین جسکو چاہین مشرک
ہین اور جسکو چاہین کافر اور صوفیہ کرام نزدیک جماہیر علمائی محققین کے چیدہ و
برگزیدہ ہین اون کی طرف نسبت جہوٹہہ اور دشنام وہی بموجب سباب المومن
فسق وقتاله کفر کے کفر ہے اور جو اونکو مومن نجانے وہ خود مومن نہین اور
دائرہ اسلام سے خارج وما علینا الا البلاغ **قوله اخرج احمد وابوداؤد
عن مطرف ابن عبد الله ابن الشخير قال انطلقت فی
وفد بنی عامر الی رسول الله صلعم فقلنا انت سیدنا فقال
السید الله فقلنا وافضلنا فضلا واعظمنا طولا فقال قولوا
قولكم او بعض قولكم ولا يستجرينكم الشيطان** مشکوۃ کے
باب المفاخرت مین لکہا ہے کہ احمد اور ابوداؤد نے ذکر کیا کہ مطرف نے نقل کیا کہ آیا مین
بنی عامر کے ایلچیون کے ساتہہ پیغمبر خدا کے پاس پہر کہا ہمنے کہ تم سردار ہمارے ہو
سو فرمایا کہ سردار تو اللہ ہی ہے پہر کہا ہمنے کہ بڑے ہو ہماری بزرگی مین اور بڑے
ہو احسان کرنے مین سو فرمایا کہ خیر اسطرح کا کلام کہو اسیکی تہوڑا کلام کرو اور تمکو
بے ادب نکر دے کہین شیطان یعنے ہر کسی بزرگ کی تعریف مین زبان سنبہال کر
بولو جو بشر کی سے تعریف ہو سو ہی کرو بلکہ اوسمین بہی اختصار ہی کرو اور اس میدان
مین منہ زور گہوڑے کی طرح مت دوڑو کہین اللہ کے جناب مین بے ادبی ہو جاوے

اب سننا چاہیئے کہ سردار کی لفظ کے دو معنے ہین ایک تو یہہ ہے کہ وہ خود مالک
اور مختار ہو اور کسی کا محکوم نہو خود آپ جو چاہے سو کرے جیسے ظاہر مین بادشاہ سو
یہہ بات تو اللہ ہی کے شان ہے ان معنون کر اوسکے سوا کوئی سردار نہین اور دوسرے
یہہ رعیت ہی ہو مگر اور رعیتون سی امتیاز رکھتا ہو کہ اصل حاکم کا حکم اوسپر آوے اور
اوسکی زبانی اور ونکو پہونچے جیسا کہ ہر قوم کا چودہری اور گاؤنکا زمیندار سو ان معنونکر
ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے اور ہر امام اپنی وقت کے لوگونکا اور ہر مجتہد اپنی تابعونکا
اور ہر بزرگ اپنی مریدونکا اور ہر عالم اپنے شاگردون کا کیونکہ یہہ بڑے لوگ اول اللہ
کے حکم پر آپ قائم ہوتے ہین اور پیچھے اپنی چھوٹونکو سکہاتے ہین سو اس طرح سے
ہمارے پیغمبر سارے جہان کے سردار ہین اللہ کے نزدیک اونکا مرتبہ سب سے بڑا
ہے اور اللہ کے احکام پر سب سے زیادہ قائم ہین اور اللہ کی راہ سیکھنے مین سب
ان کے محتاج ان معنون کر اونکو سارے جہان کا سردار کہنا کچھہ مضائقہ نہین بلکہ
ضروریون سے ہے جاننا چاہیئے اور ان معنون سے ایک چیونٹی کا بھی سردار اونکو
نجاننے کیونکہ وہ اپنی طرف سے ایک چیونٹی مین بھی کچھہ تصرف نہین کر سکتے

اقول وباللہ التوفیق اس جا بیان معنے سید مین خوب انصاف فرمایا اگر بیان
معنے عبد اور امت اور حکم اور شہنشاہ اور سوا اسکے اور الفاظ مین جسکے تحقیق بغیر
سے سابق گذری انصاف فرماتے تو جائے گفتگو باقی نرہتی اب جناب مولوی صاحب
کے اقرار سے یہہ بات بتحقیق پہونچی کہ اگر قول جاہل انسان کی بمعنے ثانی مراد ہو
تو اوس مین مضائقہ نہین اور اگر مراد معنی اول ہو تو البتہ جائے گفتگو ہی تمام
ہوئی تردید جزو اول کی کتاب سے کہ عبارت شرک سے ہے و جزو ثانی کہ عبارت
بدعت سے ہے اوس کی تردید کی حاجت نہین کیونکہ جو کچھہ تردید کرنی تھی وہ سب

رسالہ البشیر و نذیر میں کر دیئے گئے جسکو وسیر اطلاع منظور ہو اوس میں دیکھلے و لیکن
هذا آخر ما اوردته فی هذه الرسالة من التردیدات
التی اوردتها و لله الحمد فی الاولی والاخرة والصلوٰة و
السلام علی سیدنا محمد خیر الخلائق وافضل البشر وشفیع الامة
یوم الحشر والنشر وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین والصدیقین
والشهداء والصالحین اللهم ارزقنی رفاقتهم
فی الدنیا والاخرة واحفظنی من اغواء الشیاطین
وجنبنی من الشرك والنفاق ومن البدعة والنمیمة والمعاصی
کلها وامتنی علی السنة والجماعة آمین یا رب العالمین

تمت

تقریظ رسالہ ازالۃ الشکوک والاوہام بتبرید نسخہ تقویۃ الایمان مصنفہ مولوی محمد اسمعیل صاحب
دہلوی سن تصنیف محقق حقایق دین و مدقق دقائق شرع متین پیشوائے سالکین رہنمائے
عارفین حضرت مولانا و مرشدنا ابو محمد سید شاہ فخر الدین احمد الحسنی الحسینی القادری
النقشبندی الالہ آبادی سجادہ نشین دائرہ متبرکہ حضرت شاہ محمد رفیع الزمان قدس سرہم
از نتائج طبع نکتہ سنج بلاغت نشان شیرین کلام و فصیح لسان سر دفتر شعراء فخیم
ابو سلیم سید شاہ محمد حلیم المتخلص بہ حلیم برادر زادہ حضرت مصنف دامت برکاتہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

اے راہنمائے جن و آدم	اے ہادیٔ گمرہان عالم
اے بندہ نواز و بندہ پرور	اے خالق بے نیاز و برتر

ہر چند مری زبان کیا ہے
مین کیا ہون مرا بیان کیا ہے

لیکن جب تک کہ دم مین دم ہے
توصیف تری ہر ایک دم ہے

ہے گفتگو و زبان تیرے
جو مدح کردن ہے شان تیری

دشوار ہے گو کہ وصف کامل
مدحت سے مگر بہرا نہین دل

آتا ہے یہہ دل مین کرکے کچہہ عذر
زاید اس سے لکہون مین کچہہ اور

ہلتی ہے زبان جس دہن مین
توصیف تیری نہ ہے ہر سخن مین

کانون مین صدا جو آرہی ہے
تعریف تیری سنا رہی ہے

آنکہین جب تک مری کہولی ہوئی ہین
قدرت کے تماشے دیکہتی ہین

آنکہون مین جگر مین اور دل مین
جلوے ہین غرضکہ آب و گل مین

نعت

کیونکر کرے نعت کوئی ہیہات
چہوٹا مونہہ اور ہے بڑی بات

ہر سچ ہے رسول ہی بشر ہے
رتبہ مین تو سب سے بیشتر ہے

رتبہ مین جو کم تو ہین خدا سے
لیکن تو زائد ہین ماسوا سے

جو مرتبہ حبیب حق ہے
مضمون اسکا بڑا ادق ہے

پائی کسنے ہین یہہ مدارج
اللہ رے عارج معارج

اللہ رے وہ برگزیدۂ حق
جسکا ہے خلیفہ رب مطلق

مقصود زمین و آسمان ہین
محبوب حد سے دو جہان ہین

جب ختم ہوئی الرسالت رب
رتبہ ہے کسیکا اسطرح کب

عاصی ہو ہزار امت اون کی
کافی ہے فقط شفاعت اونکی

یارب یہی التجا ہے مری
ہر لحظہ یہی دعا ہے عزیزی

دنیا سے ہون جس گھڑی مین راہی — ہو حب رسول یا الٰہی

اوڑھے پھرین حب مین و افلاک — مین بھی ہون بزیر دامن پاک

منقبت

اصحاب سب نبی کے ہین جو کامل — ہین جسم و روان و دیدہ و دل

جو جسم ہین وہ روان دین ہین — جو جان ہین وہ تن یقین ہین

جو آنکھ ہین نور معرفت سے بین — جو دل ہین وہ مہر کی صفت ہین

اور آل کا حال کچھ نہ پوچھو — خود کر لو خیال کچھ نہ پوچھو

ایسا مین کہا لکھنے والا — خود جانئے وہ شانہ تعالےٰ

ہو رحمت حق بدام او نیسر — ہو صل علےٰ دوام او نیسر

تمہید مشتمل ذکر تردید و حالات مصنف رسالہ

دنیا جو بجائے امتحان ہے — طول اسکے کمال داستان ہے

رہ جاتے ہین سیکڑون بھٹک کر — کھاتے ہین بڑی ہزارون ٹکر

کوئی تو بنا ہے اس مین گستاخ — کوئی ہے نکالتا کوئی شاخ

سوچی ہوئے ہے بہانہ کوئی — ہے مجتہد زمانہ کوئی

تشبیہ بری پیمبرون سے — دیتے ہین یہہ دین کے رہبرن

توہین سے صرف ہی انہین کام — ایمان ہے یہی یہی ہے اسلام

ہوتی ہوئی ہین جو دل کے وسواس — ایمان کا خوف ہی نہ کچھ پاس

مضمون جو کچھ کہ دل مین آئے — جہال مین ہٹ کر سنائے

ہر چند کہ کوئی کلمہ گو ہو — مشرک وہ سمجھے ہین اوسکو

ایمان کے لاف مارتے ہین — مشرک مشرک پکارتے ہین

حالانکہ ہے جسکے دل مین ایمان
مشرک ہوتا نہین وہ انسان

ہے سخت محال جمع اضداد
رکھیئے اس بات کو مری یاد

ہین اور بہی اس طرح کے اقوال
تردید نہین سب جنکے ہین لکہے حال

اسپر بہی نہین مگر کفایت
اس سے بہی زیادہ ہے حکایت

مضمون ہوئے کلک کے حوالے
لکہے گئے جابجا رسالے

تردید بہی ہو چکین ہزارون
دیکہین بہا لین سنین ہزارون

لیکن جو یہہ ہے ازالۃ الشک
تردید سینے نہ لیسے اب تک

باتین نہین بے دلیل کوئی
سمجہیگا جو ہے عقیل کوئی

جو بات ہے لاجواب ہے وہ
جو نکتہ ہے باصواب ہے وہ

انصاف کا دخل ہے سراسر
اول آخر ہے سب برابر

تحریر جو بات اس مین کی ہے
قرآن و حدیث سے لکہی ہے

عمدہ معقول اور کافی
کیا کیا ہین دیئے جواب شافی

کچہہ ضد سے لکہی نہین گئے بات
اس بابت کا ہے تمام اثبات

مقصود تہی جو ہدایت عام
تخفیف سے یہہ کیا گیا کام

منظور جو علم سال رد ہے
بارہ سے ہفت اور نود ہی

فخر دین حسین جو فخر ملت
آرایش مسند شریعت

سجادہ نشین زہد و طاعت
خضر رہ منزل ہدایت

ذی رتبہ و کامل زمانہ
علامہ و فاضل یگانہ

تفسیر و حدیث و فقہ یکسر
گویا ہے سب زبان کے اوپر

لب پر ہین تو منور علم کے سب
دریا ہے علوم ہے لبالب